بسم اللہ الرحمن الرحیم

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ کہ ایں کتاب مستطاب لاجواب مسمیٰ بہ

نسیم یمن

فی حالات

اویس قرن

جو عرصہ دراز سے کتب خانوں میں نایاب ہو چکی تھی، عاشق رسول
عارف باللہ سائیں فقیر اللہ اویسی کے خادم دربار سائیں
محمد اسلم اویسی متصل ریلوے اسٹیشن علی پور چٹھہ نے باتوفیق الٰہی
برکت مصطفائی پھر ظہور کیا ہے۔

حسب فرمائش: شیخ المشائخ سائیں محمد ابراہیم اویسی عفی عنہ

پتہ ملنے کا: خادم دربار سجادہ نشین سائیں محمد اسلم اویسی متصل ریلوے اسٹیشن علی پور چٹھہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لخالق البرایا
والشکر لصاحب العطایا

دل میں جو ہمارے درد رکھا
افلاک و فلک نے وہ نپایا

ہستی ہیں عدم سے ہم کو لاکر
ہے شکر کہ شکر بھی سکھایا

برباد خاک کیوں ہو
آتش سے جو آب کو ملایا

موجود بھی ہر جگہ تو ہی ہے
پر ہم نے پتا نہ تیرا پایا

ہو مجھ سے کیا بیان حکمت
اس بحر کی تہ کو کس نے پایا

گہہ بحر حباب تو ہے گاہے
اپنے میں تو آپ ہی سمایا

محبوب کسی کو کرکے اپنا
اپنی ہی طرح اُسے چھپایا

کیا وصف ہو بے نیازیوں کا
محبوب کو سالہا رُلایا

اُمت کے لئے حبیب اپنا
تُو نے ہی تو مُدتوں جگایا

سردار جہاں کو تُو نے راتوں
با آہ و بکا کھڑا کرایا

قدموں پہ ورم تھا اور کھڑے تھے
منظر یہ جہاں کو جب دکھایا

کی اُن پہ نظر جو پھر کرم کی
شاہنشہ انبیاء بنایا

پھر داغ غلامی سے ہمیں بھی
اُس شاہ کی تاجور بنایا

وہ کون ہے مصطفےٰ اپیارا
لولاک ہے جس کے حق میں آیا

ہے شکر کہ اُن کے اُمّتی ہیں ، رو راست سب نے جن سے پایا
اُن پر جو فِدا ہُوا ہے کوئی رب نے اُسے شاہ ہے بنایا
زاں جملہ ہے اک اویس قرنی جنگل میں ہے جس نے گُل کھلایا
ہے زیرِ نگیں اُس کے فردوس سردار جو عاشقوں کا آیا
اشفاق ہے کمترین عاجز ! تحفہ ہے غریب آج لایا

ہُوں عشقِ محمّدی میں بیتاب
مقبول تو کر دُعا خدایا

الحمد للہ رب العٰلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وّاٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔

الٰہی تیری حمد تجھ کو ہی سزاوار ہے۔ بندہ ناچیز جس کی اصلی حقیقت اور اس کی بود و نابود اس کو کیا مجال کہ دم مارے۔ اور قلم کو کیا قدرت کہ دعوے کرے۔ کلّ ثناء علیک ویعود علیک تیرے حبیب پاک کی نعت میں شاعروں کی زبانیں گنگ اور میدان کاغذ تنگ ہے۔ درُود نامحدود اور صلوات بے نہایات اُس روضہ مقدسہ پر نثار ہو۔ جس کے نظارے سے آنکھوں کو تراوت اور دل کو راحت پہنچے۔ صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ وعلیٰ اٰلہ الطیبین الطاہرین واصحبہ الذین ھم منابع الخیر والکرم واولیائہ الذین ھم معادن الاحسان والنعم واتباعھم اجمعین ۔ اس کے بعد فقیر ناچیز خاک راہ درویشاں محمد اشفاق الاسحاق المحمود العلوی المرزاقی۔

اللّٰھم اغفرلہٗ ولوالدیہ ولمن توالد وارحمہم ٥ کہتا ہے کہ وقت قیام
لاہور کے بماہ جمادی الاخری ۱۳۶۶ھ مقدسہ مخدومی شیخ عبدالکریم اویسی خلف
صادق و جانشین واثق حضرت خواجہ شیخ رحیم بخش اویسی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ
نے بنظر خلوص محبت واتحاد جو اس ناچیز کو صاحبزادہ موصوف کی خدمت
میں ہے۔ بعد بیان حالات ابنائے زمان کے کہ علوم دینیہ و زبان پارسی
کی روز بروز تنزل و کساد بازاری ہے جو لوگ فقرا سے محبت اور
اولیاء سے عقیدت رکھتے ہیں۔ گوشۂ گمنامی میں پڑے اور افلاس میں مبتلا
ہیں۔ بحکم بدأ الاسلام غریباً وسیعود غریباً۔ جو صاحب ثروت ہیں۔
اُن کو اس طرف توجہ نہیں۔ بلکہ بنظر حقارت دیکھتے ہیں۔ ہمہ تن دُنیا کی
تلاش میں مصروف ہیں۔ اور مآل خلقت برعکس ما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون کے صرف دنیا کمانے اور اچھا پہننے اور کھانے کو سمجھتے ہیں
احکام شریعت کی توہین و تخفیف کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں طریقت اور
حقیقت و معرفت کی تحقیق و تلاش جو خزاین مخفیہ و دفاین مکنونہ سے
ہیں۔ کون کرتا ہے۔ بلکہ اس کی تضحیک و تحقیر کرتے ہیں۔ اس فن کی بلسوط
کتابوں کے خریدنے اور دیکھنے کی خرچ و تکلیف کون گوارا کرتا ہے الا
ماشاء اللہ۔ افسوس ؎

کریماں را بدست اندر درم نیست ٭ خداونداں نعمت را کرم نیست

نعوذ باللہ من ھذہ الخفائث۔ فقیر نے فرمایا کہ کتاب لطائف
نفیسیہ در فضائل اویسیہ جو عالم ربانی صاحب الخلوۃ والاسرار مقبول بارگاہ

نامیز لی مولوی احمد بن محمود دلیسی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات سے جو بزبان پارسی ہے۔ اور کہیں کہیں اس میں عربی بھی آتی ہے۔ اس کا ترجمہ بزبان اردو بعبارت سلیس کر دیا جائے۔ تو خوب ہے۔ کہ اس تعداد اور غرباء اور عشاق کو مفید ہو اور تیرے لئے بھی ایک دستاویز نیازمندی بن جائے۔ پس بہ تعمیل امر حضرت صاحبزادہ باہمہ بے بضاعتی و کم مایگی کتاب موصوف کا اردو ترجمہ جیسا کہ کچھ بن آیا۔ باوصف قلت وقت اور بے سروسامانی کے حالت سفر میں ہی پورا کیا۔ اور بموجب ایماء صاحبزادہ صاحب اشعار فارسی کو بحالہ اُن کے مواقع پر قائم رکھ کر مکمل کر دیا۔ اور نام اس مجانہ کا نسیم یمن رکھا۔ اُمید ہے۔ کہ ناظرین باریک بیں اگر اس میں کہیں خطا پائیں۔ کرم و احسان کے دامن سے چھپا کر اصلاح فرما دیں۔ ؎

شنیدم کہ در روز اُمید و بیم ! ٭ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم !

تو نیز ار بدی بینی اندر سخن ٭ بخلق جہاں آفریں کار کُن

اس ناچیز کی بے بضاعتی کے سوا ایک یہ عذر بھی قابلِ قبول ہے۔ کہ فقیر ایک قصباتی آدمی جنجھانہ ضلع مظفر نگر کا باشندہ ہے۔ اہل زبان کی سی صفائی اور برجستگی ایک قصباتی بلکہ دیہاتی کو کہاں نصیب لیکن محبت اور عقیدت ان توہمات پر غالب آئی۔ اور اسی نے مجھ سے یہ جرأت کرائی۔ مشہور ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی خریداری کو ایک بڑھیا ایک انٹی سوت کی جو اس بیچاری کی کائنات اور

بساط تھی۔ اپنے گھر سے لے کر نکلی تھی ؛

اللہ تعالےٰ اِس کو قبولیّت عطا فرمائے۔ اور اس ناچیز کو اپنے اُن مقبول بندوں کے طفیل جن کے اسماء گرامی سے یہ اوراق مزیّن ہوئے ہیں۔ اُنہیں کے متبعین اور مخلصین میں شمار کرے۔ اور اُن کے خوان الوانِ نعمت سے ایک ریزہ اپنی محبّت و معرفت کا نصیب کر کے اُنہیں کی ذیل میں محشور و شمار کرے۔ اللّٰھمّ اغفرلی ولوالدی و لمن توالد وارحمھم۔ ؎

عقوبت مکن عذر خواہ آمدم ؛ بدرگاہ تو روسیاہ آمدم

بضاعت نیاوردم اِلّا امید ؛ خدایا ز عفوم مکن نا امید

اے غفور الرحیم اے مجیب الدعوات تو نے خود فرمایا ہے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اور فرمایا ہے۔ ادعونی استجب لکم۔ تو میرے اور میرے والدین کے حال پر رحم کر۔ اور بخشدے۔ اللّٰھمّ استجب ھٰذا دُعائی بحرمۃ النّبی وآلہٖ الامجاد۔ فقط ؛

اب میں اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔ ترجمہ اصل کتاب کا شروع کرتا ہوں ؛

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ؕ

الٰہی تیری حمد و سپاس نا محصور ہے۔ اور تیری صفت اور ستائیش میں زبان سراپا عجز و قصور۔ تو نے خود فرمایا ہے۔ وقلیل من

عبادی الشکور۔ اور تھوڑے ہیں میرے بندوں میں سے شکر کرنے والے۔

رباعی

ثنائے تو اے قادرِ کردگار ٭ بروں از حد است و فزوں از شمار
ازل تا ابد گر شود حرفِ آں ٭ نیاید بگفتن یکے از ہزار

رباعی

در چشم جہاں شاہد و مشہود توئی ٭ در قبلۂ جاں ساجد و مسجود توئی
بے گوش و زباں حامد و محمود توئی ٭ بے نام و نشاں قاصد و مقصود توئی

اور صلوات طیبات و تحیات زاکیات و تسلیمات منتاہیات نثار اور سزاوار روح معطر و منقدس و معلیٰ سرورِ کائنات مفخر موجودات احمد مجتبےٰ و محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو۔ اور آپ کے دوستوں اور پیروں کی ارواح پر۔

بیت

درودِ خدا بر روانِ تو باد ٭ بر اصحاب و بر پیروانِ تو باد

بعد اس کے واضح ہو۔ کہ یہ چند کلمہ ذاتِ ابوالبرکات نورِ ذاتِ الٰہی پر تو صفات غیر متناہی مظہر انوارِ رحمانیہ مصدر اسرارِ ربانیہ مکین کنار نبوۃ ایمن اطوار فتوۃ مبارز میدان مجاہدہ مجاہد ایوان مشاہدہ مقبول لا یزال محبوب ذوالجلال سلطانِ ملت مصطفوی برہان شریعت نبوی ملیک ممالک فقر و تجرید فارس مضمار وحدت و توحید قطب ابدال ولایت مرکز دائرہ ہدایت زبدہ تابعین قدوہ زاہدین نفس رحمٰن آفتاب نہاں سہیل یمن خورشیدِ قرن غوث الثقلین خواجۂ کونین

بندگی حضرت خواجہ اویس بن عامر مرادی قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے فضائل قدسیہ و احوال علیہ کے بیان میں افاض اللہ علینا برکاتہ
واوصل الینا فتوحاتہ۔ درویش دلریش معصیت آلود احمد
بن محمود نے جمع کئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُس کو قیدِ زندان اور
آلائش ہستی و بود سے کہ فی الحقیقت نیست و نابود ہے۔
چھڑائے۔

رباعی

یارب مددے کز خودی خود برہم ٭ وز بد برم و ز بدی خود برہم
در ہستی خود مراز خود بےخود کن ٭ تا از خودی و بیخودی خود برہم

اور یہ جمع کرنا اس کا اس طرح پر ہوا۔ کہ کتب سیر و اخبار اور کلام
مشائخ کبار رحمہم اللہ میں جہاں کہیں کوئی نقل یا روایت یا خبر یا خبر و
حکایت حضرتِ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے مناقب و احوال
میں نظر پڑی۔ اس کو بوجہ اپنی کمال عقیدت و محبت کے ایک کاغذ علیحدہ
پر لکھ رکھتا تھا۔ کہ اس سے میرے دل کو فرحت و راحت پہنچتی تھی۔
اور ایک مدت تک میں اس طرح کرتا رہا۔ جس میں سے بہت سے
اخبار و حکایات و نقل کرامت ہر قسم کی میرے پاس جمع ہوگئیں۔ اور ان
دنوں میں کہ سنہ ۱۱۵۶ھ مقدس ہے۔ مجھ کو خیال آیا۔ کہ مبادا یہ اوراق
پراگندہ ہو کر ضائع ہو جائیں۔ بہتر ہے۔ کہ ان کو ایک رسالہ کی صورت
میں بہ ترتیب مناسب لکھ کر اپنے واسطے ایک یادگار قائم
کردوں۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ عند ذکر الصالحین

تتنزل الرحمة۔ ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہی نازل ہوتی ہے۔
پس باوصف قصور و ناتوانی اور قلت استطاعت اور ہیچمدانی کے
اس کو ایک رسالہ کی صورت بنا کر یہ کتاب تالیف کی۔ اور یہ کتاب
فقیروں کے خرقہ کی طرح ہے۔ جس میں تہ بہ تہ اور پیوند بر پیوند جا
بجا سے ٹکڑے جمع کر کے لگائے گئے ہوں۔ اور میں نے اپنے لئے
اس کو ایک وسیلہ بنایا ہے۔ واسطے تیمن اور استرشاد کے بارگاہ
میں حضرت خواجہ کونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ اور مجھ کو حضرت رضؓ کی
توجہات سے اُمید واثق ہے۔ کہ یہ ناچیز تحفہ حضور میں درجہ قبولیت
کو پہنچے۔ اور موجب انبساط روح مقدس حضرت خواجہؓ کا ہو۔ نظم

چہ کم گردد از قدر آں آفتاب ٭ گر اُفتد ز فیضش بیک ذرہ تاب
ز شاہاں عجب نیست گر التفات ٭ کنند بر گدائے ذلیل الصفات

مجھ کو قوی اُمید ہے۔ کہ اس ذریعہ سے اِس سلسلہ کے بزرگوں کے
دامن گرفتگاں میں مَیں بھی جاؤں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع
العلیم۔ اے اللہ میری یہ دُعا قبول کر کہ بالتحقیق تو سُننے اور جاننے والا
ہے۔ اور چونکہ یہ رسالہ مضامین و معانی لطیفہ نفیسہ پر مبنی ہے۔ اِس لئے
اِس کا نام لطائفِ نفیسہ در فضائل ادعیہ رکھا گیا۔ ارباب دانش
و کمال سے اُمید ہے۔ کہ اس میں اگر سہو و خطا ہو گئی ہو۔ تو براہِ کرم
عیب پوشی فرما کر اصلاح فرما دیں۔ کہ بندہ خود معترف بعجز و قصور ہے

بر کریماں کارہا دشوار نیست ٭

پہلا لطیفہ

حضرت خواجہ کے اسم شریف اور اُن کے مسکن اور والدین اور نسب و تحقیق لفظ قرن کے بیان میں۔ واضح ہو کہ حضرت خواجہ رضؓ کا نام مبارک کتب حدیث وغیرہ میں اویسؓ آیا ہے۔ اور کتاب نور احمدی مصنفہ شیخ عبداللہ مطری میں ہے۔ کہ کنیت آپ کی ابی عمرو ہے اور طائفہ اویسیہ حضرت ابی عمرو اویس کی طرف منسوب ہے۔ اور کتاب اسماء الرجال میں بھی اسی طرح آیا ہے۔ اور مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں کہا ہے۔ کہ لفظ اویسؓ تصغیر اُس کی ہے۔ اور نام حضرت کے والد بزرگوار کا عامر اور والد کا نام بداد ہے۔ لیکن مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ایک نقل لکھی ہے۔ کہ ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام اویسؓ بن عبداللہ قرنی ہوگا۔ اور اُس کی شفاعت میری اُمت کے لوگوں کے حق میں ربیعہ و مضر کی بکریوں کے بالوں کی برابر شمار میں ہوگی۔ اور یہ حدیث بعینہٖ اسی طرح مولٰینا علی بن سلطان قاری نے رسالہ معدن العدنی میں جو حضرت خواجہ اویس قرنی کے مناقب اور حالات میں ہے۔ اور جو شرح مشکوٰۃ کی اُنہوں نے لکھی ہے۔ اس میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شاید حضرت خواجہ کے پدر بزرگوار کا نام عبداللہ ہو

اور حضرت کے والد بزرگوار کے نام کے سوا اجداد کا نام بوجہ معتمد معلوم نہیں ہوا۔ لیکن ایک نقل میں مجھ کو یعنے مؤلف کو بلاسند کسی کتاب کے سیادت پناہ قدوۃ السالکین حاجی محمد عبید سے پہنچی ہے بدیں طریق کہ اویس بن عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن حبیشہ بن خرقش بن غالب بن فہر بن قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ الخ۔ پس اِس نقل سے حضرت کے آبا و اجداد کے نام معلوم ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر پایا جاتا ہے۔ کہ آپ قریشی تھے۔ واللہ اعلم بالصواب اور بعض احادیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ قرنی تھے اور قرن ایک موضع ہے۔ سرزمینِ یمن میں۔ اور ایسا ہی مولٰنا اسمٰعیل نے کتاب نور المریدین شرح تعرف میں لکھا ہے۔ اور صراح میں ہے کہ قرن قاف و رائے دونوں پہ زبر ہے۔ اور یہ نام ہے ایک موضع کا جو میقاۃ اہل نجد کا ہے۔ واسطے احرام حج کے۔ اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں کے رہنے والے تھے۔ اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق محدّث دہلوی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ قرن بفتح قاف و را بلادِ یمن سے ہے۔ اور جو قرن میقاۃ اہلِ نجد کا ہے وہ بسکون رے ہے۔ اور غلطی کی ہے۔ جوہری نے اس قرن کو بفتح را لکھا ہے۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی کے ساتھ اس کو منسوب کیا۔ کیونکہ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ منسوب ہیں۔ قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مرادی کے ساتھ کہ اُن کے اجداد سے ہیں۔ اور

صاحب قاموس نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ اور شیخ محمود نے رسالہ بحر الرموز میں جو ملفوظ حضرت قطب الاقطاب سلطان العارفین برہان الواصلین بندگی حضرت جلال الدین بن محمود اویسی کا ہے۔ لکھا ہے کہ قرن ایک محلہ ہے۔ یمن میں۔ اور جب اوّل بنیاد اس کی رکھنے کو زمین کھودی گئی تھی۔ تب اس زمین کے نیچے گائے کا سینگ نکلا تھا۔ اور عربی زبان میں گائے کے سینگ کو قرن کہتے ہیں۔ اس لیے اُس محلہ کا نام قرن رکھا گیا۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ چونکہ اُس محلّے میں رہتے تھے۔ اس لیے حضرت کو قرنی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اور ایک اور رسالہ میں جس کو ملفوظ حضرت بندگی خواجہ اویس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہتے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ نے اب دریائے شور شہر سے باہر بندر مخا میں بہت ریاضت کی ہے اور بندر مخا شہر زبید سے تین منزل ہے۔ اور جُبّہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شہر زبید میں ہے۔ جو ولایت یمن میں ہے۔ اور شہر زبید اُس زمانہ میں بہت بڑا شہر تھا۔ کہتے ہیں کہ اس میں بارہ ہزار مسجدیں قابلِ تذکرہ و تحریر تھیں۔ اور اسی شہر کے باہر جانب شمال کے قریب ہی درگاہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اور اصل مکان حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا اسی شہر میں ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبہ مبارک وہیں بھیجا تھا۔ اور دندانِ مبارک حضرت خواجہؓ کا وہیں ٹوٹا۔ اور

مدفون ہوا۔ اور اُس دندانِ شریف سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہو گیا۔ اور حاجی لوگ اِس میوہ کے بیج سے تسبیحات بناتے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ یمن میں بہت شہر ہیں۔ اور نہایت سرسبز ملک ہے۔ اور دریائے عمان سے نجران تک بہت باغات ہیں۔ ملک یمن میں غلہ کی چار قسمیں ہوتی ہیں۔ دو مہینے میں فصل تیار ہو جاتی ہے اور وہاں کے باغات بھی سال میں دوبار پھلتے ہیں۔ اور پکتے ہیں۔ اور وہاں کے آدمی اکثر رقیق القلب اور حق شناس ہوتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی وہاں کے بادشاہوں کو اچھا کہا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ انّی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؛

اور اِس حدیث کا ترجمہ کسی بزرگ نے نظم کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔: عالم از نورِ تجلّی الٰہی پر شد ؛ از دمِ ویس قرن بوئے خدا مے آید
اور ایسا ہی کتاب عجائب البلدان میں لکھا ہے۔ اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ یمن بفتحتین وہ ملک ہیں۔ جو کعبہ کے داہنی طرف ہیں۔ اور یمنی و یمانی بہ تخفیف یا منسوب بہ یمن و یمان اور بعضوں نے بہ تشدید یا بھی کہا ہے ؛

دوسرا لطیفہ

حضرت خواجہؓ کے حلیہ کے بیان میں جاننا چاہیئے۔ کہ سہیل یمنی
حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُن کی برکتیں ہم کو بھی
پہنچائے۔ اور اُن کی فتوحات سے ہم کو بھی کچھ پہنچے۔ گندمی رنگ برابر
قامت۔ فربہ اندام۔ اور بعض کے نزدیک لاغر اندام باریک شکم۔ لاغر
میان۔ دراز ریش اُلجھی ہوئی۔ سر کے بال پراگندہ اور اُلجھے ہوئے
اور گرد آلودہ اور چشم مبارک سیاہ اور کبود تھیں۔ زنخدان سینہ
سے ملی رہتی تھی۔ اور نظر سجدہ گاہ پر رہتی تھی۔ اور ہر دو دوش میں
بُعد تھا۔ اور حضرت کے دست راست میں بقدر درہم سفید داغ
برص کا تھا۔ جو آپ نے اپنی بیماری برص کے دفعیہ کے واسطے دُعا
کرتے ہوئے درخواست کی تھی۔ کہ کچھ نشان اس بیماری کا میرے
بدن میں باقی رہ جائے۔ کہ تیری نعمت کو یاد کرتا رہوں۔ آپ ظاہرا
نہایت شگفتہ حال تھے۔ اور رنگ متغیر۔ لیکن ہیبت ناک صورت
تھی۔ واللہ اعلم۔ یہ تمام بیان احیاء العلوم و کیمیائے سعادت
امام محمد غزالی اور شرح تعرف کلام مولٰنا اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ
اور حیوٰۃ الذاکرین سید محمود بن محمود بن علی النجانی القادری اور
شرح مشکوٰۃ میں حضرت شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
سے لکھا گیا ہے۔ مؤلف کتاب کا قول ہے۔ کہ یہ صورت حال اور حلیہ

حضرت خواجہ کا دلالت صریح کرتا ہے۔ حضرت خواجہ کے کمال فقر اور خشوع و نیاز پر جناب الٰہی میں۔ اور علامت ہے۔ کمالِ استغراق کے شہود حق اور فنا اور غیبت میں خودی سے۔ اور یہ مقام بہت بلند اور مکان ارجمند ہے۔ بہت کم لوگ اِس رتبہ کو پہنچتے ہیں۔ مگر جس کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے چاہے پہنچا دے۔ اور وہ بڑے فضل والا ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی شخص کے حق میں فرمائی ہے۔ وہ حدیث جو مشکوٰۃ میں ہے۔ روایت کیا ہے۔ اُس کو ابُوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے۔ کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کہ بعض گرد آلودہ اور اُلجھے ہُوئے بالوں والے اور دنیا داروں کے دروازوں سے نہایت حقارت سے نکالے ہُوئے اگر خدا پر کِسی امر میں قسم کھالیں۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کی قسم کو سچ کر دیتا ہے۔ شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰہ میں فرمایا ہے کہ اگر وہ خدا سے کچھ چاہیں۔ اور اُس پر قسم کھالیں۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کی مرضی کے موافق وہ کام کر دیتا ہے۔ اور رد نہیں کرتا اُن کی دُعا کو اور سچا کر دیتا ہے۔ اُن کو اُن کی قسم میں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ اس کے یہ معنے ہیں۔ کہ اگر وہ قسم کھالیں۔ کہ اللہ تعالےٰ یہ کام یُوں کرے گا۔ یا قسم کھالیں۔ کہ یُوں نہ کرے گا۔ تو اللہ تعالےٰ اُن کی قسم کو پُورا اور صحیح کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ اُن کی دُعا ہو۔ اُسی طرح اُس کام کو کر دیتا ہے۔ یا جس کام کو کہا ہو۔ کہ نہیں کرے گا۔ اللہ تعالےٰ

اُس کو تو نہیں کرتا اللہ اُس کام کو۔ اور اُن کی قسم کو سچی کر دیتا ہے۔
مولینا اسمٰعیل رحمتہ اللہ علیہ نور المریدین شرح تعرف میں لکھتے ہیں۔ کہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے صفت فقیر کی یہ فرمائی ہے۔ کہ اگر
فقیر اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسی گستاخی کر گزرے۔ کہ کہہ دے کہ اللہ
تعالےٰ ایسا کرے گا۔ تو اِس گستاخی پر بھی اللہ تعالےٰ اُس کو سچّا کر دے
گا۔ اور جس طرح اُس کی زبان سے نکلا ہو۔ اُسی طرح کام کر دیتا ہے اور
اُن کی قسم کو جھوٹی نہیں ہونے دیتا۔ لیکن مضمون حدیث شریف کا
یہ ہے۔ کہ اگر فقیر قسم کھا گئے۔ تو ویسا ہی کر دیتا ہے۔ یہ تو گویا فقیر
کا کام قسم کھانا۔ اور یہ کہنا نہیں ہے۔ کہ ایسا ہو گا۔ پس سچّا فقیر وہ ہے
کہ وہ بات ایسی نہ کرے۔ پس مضمون حدیث شریف کا حضرت خواجہؒ کی
ذات پر صادق آیا۔ کہ اصل اور سچّے فقیر آپ تھے۔ الٰہی ہم کو اُن کا اتباع
روزی کر۔ بحرمتہ النبی افضل انبیاء و اصفیاء و اولیاء کے۔ اور سلام
ہو اُن سب پر اللہ تعالےٰ اگر کسی نصیبہ ور کو سرمایہ صدق طلب
اور داعیہ ور و محبّت عطا فرماوے۔ تو اُس کو چاہیئے۔ کہ اس آخری زمانہ
میں جو مرشدِ کامل نایاب ہے۔ گوشۂ تنہائی اختیار کرے۔ اور
بصورت ارادات و عقیدت کے مراقبہ حُسن صورت و جمال اور تصوّر
حلیہ باکمال حضرت خواجہؒ کا کرے۔ اور اِس تصوّر صورت وجود شریف
کو اپنی چشم بصیرت کا نصب العین کرلے۔ اور اپنے متخیلہ کو اس حلیہ کے
ساتھ منقش کرے۔ اور زبانِ حال و مقال سے بکمال تضرع و زاری اور

شکستگی و عاجزی اپنا سوال عرض کرے۔ اور نیازمندی بجائے عاشقانہ جو زبان سے بیان نہیں ہوسکتی۔ کام میں لاوے۔ اور اس شغل پر مداومت کرے۔ تو اُمید ہے۔ کہ دروازہ فیضان باطن کا اس پر مفتوح ہوجاوے۔ اور آفتاب روحانیت حضرت خواجہ رض کا اُس دروازہ سے مثل برق لامع کے اُس پر چمک جائے۔ اور باطن اُس کا اُس نور سے منور ہوجائے۔ یہاں تک کہ مستہلک و مستغرق اور اس نور میں محو ہوجاوے۔ اور مقام فنا فی الشیخ اور فنا فی اللہ کا رونما ہوجائے۔ اور یہ بہت ہی نزدیک تر رستہ وصول الی اللہ کا ہے۔ اور جیسا کہ فضل کرے اللہ تعالےٰ جس پر اور وہ بڑے فضل والا ہے۔ بار الٰہا ہم کو یہ صراطِ مستقیم اور طریقہ مضبوط نصیب کر بحرمتہ اپنے فضل و کرم عام و قدیم کے۔ اب میں ایک درود لکھتا ہوں متضمن حدیث رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ اور اس حدیث میں بیان ہے حلیہ جلیلہ حضرت خواجہ رض رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا جو مجھ کو ایک دوست سے ہاتھ آگئی ہے۔ اور چونکہ یہ مقام اس کے واسطے مناسب ہے۔ اس لئے لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:- اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمدٍ وعلیٰ اٰل سیدنا محمدنِ الذی اخبر بعض صحابتہٖ وقرابتہٖ وبعلامتہٖ اویس القرنی وشفاعتہ۔

اللھم صل وسلم علی سیدنا ومولینا محمدٍ وعلیٰ اٰل سیدنا محمدنِ الذی اشھل العینین بُعَیدُ ما بین المنکبین۔

اللّٰهم صل على سيّدنا ومولينا محمدٍ وعلى آل سيّدنا محمدٍ وعلى آل سيّدنا محمدن الذى اخبر انه معتدل القامة شديد الادمة ذو رافة ورحمة يشفع فى كثير من هذه الامة۔

اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمدٍ وعلى آل سيّدنا ومولٰنا محمدن الذى اخبر فى صحيح خبره انّه ضارب بذقنه الى صدره۔

اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ومولٰنا محمدٍ وعلى آل سيّدنا محمدن الذى اخبر فى صحيح اقواله انه رام ببصره الى موضع سجوده واضع يمينه على شماله۔

اللّٰهم صل وسلم على سيدنا ومولينا محمدٍ وعلى آل سيدنا ومولٰنا محمدن الذى اخبر وهو فى مجلسه انه كان يقرأ القرآن وبكى على نفسه۔

اللّٰهم صل وسلم على سيّدنا ومولينا محمدٍ وعلى آل سيّدنا ومولينا محمدن الذى اخبر فى خبره ان تحت منكبيه لمعة بيضاء تسليمًا كثيرًا كثيرًا ٥

تلبیس الطیفہ

بیان میں معاش اور خورش و پوشش حضرت خواجہ کے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ امام حجتہ الاسلام ابو محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ کتاب احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔ کہ امام و مقتدائے اُمّت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کار دُنیا کو اپنے اوپر اس قدر تنگ کیا تھا۔ کہ لوگ اُن کو دیوانہ سمجھتے تھے۔ بوجہ اُن کی سخت گیری کے اپنے نفس کے ساتھ۔ پس اُن کے واسطے اپنے گھروں کے دروازوں پر مکان بنا دیتے تھے۔ اور دو دو تین تین برس گزر جاتے کہ کوئی اُن کو نہ دیکھتا۔ اور صبح کو اذان کے وقت باہر نکل جاتے۔ اور بعد عشاء کے آتے۔ اور اُن کی خوراک کھجوروں کی گٹھلیاں تھیں۔ جو راستہ میں سے چُن لیتے تھے۔ اور جو کہیں سے اُن کو کھجوریں ناکارہ مل جاتیں۔ تو اُن کو اپنی روزہ افطاری کے واسطے رکھ چھوڑتے تھے۔ اور اگر اُن کو اس قدر ایسی کھجوریں مل جاتیں۔ کہ اُن کی خوراک کو کافی ہو جائیں۔ تو خستہ خرما کو صدقہ کر دیتے۔ اور اگر کھجوریں بقدر خوراک نہ ملتیں۔ تو کھجوروں کی گٹھلیوں کو بیچ کر کھجوریں خرید لیتے۔ اور اُس سے روزہ افطار کر لیتے۔ اور اُن کا لباس ایک گودڑی ہوتی تھی۔ جو اس طرح بنا لیتے تھے۔ کہ کوڑیوں پر سے چیتھڑے اُٹھا کر دھو لیتے۔ اور اُن کو اُوپر نیچے پیوند لگا کر سی لیتے۔ اور اُن کو لڑکے کہیں دیکھ لیتے۔ تو دیوانہ سمجھ کر چھیڑتے۔ اور ڈھیلے مارتے

پس آپ فرماتے۔ کہ بھئی چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارو۔ کہ میرے زخم نہ ہو جائیں اور خون نہ بہنے لگا۔ کہ میں نماز رونے سے رہ جاؤں۔ اور بعینہٖ اسی طرح شیخ شرف الدین نے اپنے مکتوبات میں اور خواجہ شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں اور مولٰنا سید محمود نے حیٰوۃ الذاکرین میں نقل کیا ہے۔ اور امام الخافقین غوث الثقلین سبط الحسنین مولٰنا و سیدنا و شیخنا و شیخ الکل حضرت میراں ابومحمد محی الدین سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ وارضاہ نے غنیۃ الطالبین میں فرمایا ہے۔ در باب حسن خُلق کے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو لڑکے پتھر مارتے۔ اور آپ فرماتے کہ اگر تم کو بغیر پتھر مارنے کے چین نہیں آتی۔ تو تم چھوٹے چھوٹے ڈھیلے مارو۔ کہ میری ٹانگیں زخمی نہ ہو جائیں۔ اور میں نماز پڑھنے سے نہ عاجز ہو جاؤں اور خواجہ محمد پارسا فصل الخطاب میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے حضرت سلمان کو ایک کمبلی پیوند کار پہنے ہُوئے دیکھا ہے۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی کو دیکھا ہے۔ کہ اُون کا کپڑا پہنے ہُوئے تھے۔ اور اُس میں پیوند لگے ہُوئے تھے۔ اور تذکرۃ الاولیاء سے بھی پایا جاتا ہے۔ کہ حضرت خواجہؓ کے پاس ایک کملی اُونٹوں کی اُون کی تھی۔ اور شرح تعرف عربی اور حیٰوۃ الذاکرین میں نقل ہے۔ کہ حضرت خواجہؓ کے پاس ایک ازار اور ایک چادر اُون کی تھی۔ اور حیٰوۃ الذاکرین میں سید محمود فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہؓ

کوڑیوں پر سے چیتھڑے چُن لیتے تھے۔ اور اُن کو پاک کر کے اُن سے گودڑی بنا لیتے تھے۔ ایک روز ایک کُتّا کسی کوڑی پر تھا۔ وہ حضرت پر بھونکنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ جو میرے پاس ہے۔ وہ میں کھاتا ہوں اور جو تیرے پاس ہے۔ وہ تو کھالے۔ مجھ پر دُور سے کیوں بھونکتا ہے پس اگر مَیں پُل صراط سے گزر گیا۔ تو مَیں اچھا ہوں۔ ورنہ تُو مجھ سے اچھا ہے۔ باایں ہمہ تمام قوم حضرت کو دیوانہ کہتی تھی۔ اور آپ کے عزیز و اقارب بھی آپ کا مخول اور ٹھٹھہ اُڑاتے تھے۔ اور بچے چیتھڑے اور پتھر مارتے تھے۔ اور رسایل سلوک میں سے ایک کتاب میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ تمام ملک یمن میں حضرت خواجہ رضؓ سے زیادہ کوئی شخص خفیف اور خوار اور بے توانا نہ تھا۔ یہاں تک کہ جس محلّہ اور کوچہ میں سے آپ گزر جاتے۔ لوگ ٹھٹھہ کرتے اور پتھر مارتے۔ اور خاک مٹی آپ کے سر پر پھینکتے۔ اور روایت ہے۔ کہ اصمع نے کہا ہے کہ جب رات ہوتی۔ حضرت خواجہ رضؓ جو کچھ دانہ پانی اور کپڑا آپ کے گھر میں ہوتا سب خیرات کر دیتے۔ اور کہتے کہ بار الٰہا اگر کوئی بھوکا یا پیاسا یا ننگا مر جائے مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔ اور نصر بن اسمٰعیل سے رحمۃ اللہ علیہما روایت ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ لید اور گوبر میں سے دانہ چُن لیتے۔ اور اُن کو دھو کر صاف و پاک کر کے اُنہیں میں سے خیرات کر دیتے۔ اور کچھ بھی آپ کھا لیتے اور کہتے کہ بار الٰہا میں اُس کو چُنتا ہوں بسبب بھوک کے۔

حضرت محمود وقاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ میں محمود وقاری شیخانی کہتا ہوں۔ کہ جو کچھ زبونی حال اور وحشت وعزلت خلق سے حضرت خواجہ رض کو تھی۔ اور جاہل لوگ جس کو جنون اور خلل دماغ اور خواری حضرت خواجہ رض کی کہتے ہیں۔ وہ فقراء وصلحاء کے واسطے ایک دلیل اور حجت ہے۔ کہ اس طرح روش سلوک کی ہے اور کچھ خوف نہیں اگر انکار کرے ایسے فقراء اور صلحاء پر۔ بایں بیان کہ ایسا کرنا خلاف سنت ہے۔ حالانکہ منکرین نہیں سمجھتے کہ یہ ترک دنیا ہے اور اعراض اُس سے اور اقتداے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور یہ کلام ترجمہ ہے۔ جلوۃ الذاکرین کا۔ اور ایسا ہی لکھا ہے۔ امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب روضۃ الریاحین کی حکایت الصالحین میں پانچویں حکایت میں بعد ایک سو چالیس کے حضرت مخدوم علی ہجویری قدس سرہ العزیز کتاب کشفُ المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ جب امیرالمومنین جناب عمر خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اہل قرن سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے حال پوچھا۔ تو اُن لوگوں نے جواب دیا۔ کہ اویس نام ایک دیوانہ ہے کہ وہ شہر میں نہیں آتا۔ نہ کسی سے ملتا نہ وہ اُن چیزوں کو کھاتا ہے جو اور لوگ کھاتے ہیں۔ نہ شادی غمی کو جانتا ہے۔ جب لوگ ہنستے ہیں۔ وُہ روتا ہے۔ اور جب اور لوگ روتے ہیں وُہ ہنستا ہے۔ اور کتاب بحرالسعادت میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے کمال زہد وتقوےٰ کے سبب

لوگوں سے بھاگتے تھے۔ اور خلقت سے الگ رہتے تھے۔ اور خوف الٰہی اُن پر غالب تھا۔ جنگلوں میں پھرتے تھے۔ سلک سلوک میں شیخ بخشی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا حال لوگوں سے پوچھا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ کہ وہ ایک شتربان ہے۔ جو لوگوں سے پوچھا لوگوں کے جو اونٹ چراتا ہے۔ اور اونٹوں میں ہی رہتا ہے کبھی آبادی میں نہیں آتا۔ اور مجالس المومنین میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ شتربانی کرتے تھے۔ اور اسی کی مزدوری سے اپنی اور اپنی والدہ کی اوقات بسری کرتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ علاّم الغیوب ہے۔ وہ جانتا ہے عجب کرامت اور بلندی رُتبہ۔ اور عجب افلاس اور تنگی حالت ہے۔ ظاہر بینوں کے نزدیک احوال اور اوضاع حضرت خواجہ رضؓ کے اس قدر مکروہ وزبون تھے۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک آپ کے نشان ایسے رفیع وعالی تھے۔ کہ سردار کائنات مفخر موجودات صاحب لولاک بھی آپ کے مُشتاق تھے۔ اور بند سینۂ مبارک کے کھول کر فرماتے۔ انی لاجد نفس الرحمان من جانب الیمن ؛ اور وجد کرتے اللہ تعالےٰ جس پر چاہے فضل کرے۔ بار الٰہا ہم کو بھی اُن کی پیروی اور تقلید نصیب فرما۔ معتقدان سلسلہ اویسیہ کو چاہیئے۔ کہ بموافقت و متابعت حضرت خواجہ رضؓ کے دنیا کو تین طلاق دیں۔ اور اُس کی

لذتوں اور راحتوں کو ترک کر دیں۔ اور اس کو زہر قاتل سمجھیں۔ اور فقر و مسکینی اختیار کریں۔ کہ داخلِ زمرۂ مقربان و محبان اس خاندان عالی نشان کے ہو جائیں۔ اور اس سلسلہ عالیہ کے زیر سایہ عنایت و حمایت قرار پکڑیں ؂

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وخلیلہٖ محمدٍ و

آلہٖ واصحابہٖ

اجمعین ؁

چوتھا لطیفہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی افضلیت اور برتری کے بیان میں۔ تمام تابعین اور صالحین سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ مولٰنا اسمٰعیل بن احمد بن عبداللہ نے کتاب نور المریدین میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت خواجہ رضؓ نے زمانہ مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پایا ہے۔ اور آپ کی والدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غائبانہ ایمان لائے۔ اور بعینہٖ اسی طرح کتاب مجالس المومنین میں ہے۔ اگرچہ بظاہر صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں پائی۔ لیکن حجرہ نبوۃ میں پرورش پائی ہے۔ اور اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مُلاقات کی ہے۔ آپ کاملانِ مشائخ طریقت اور بزرگانِ اولیاء حقیقت سے ہُوئے ہیں۔ آپ کی پیر کی حاجت نہ تھی۔ اور ایسا ہی نفحات الانس اور تذکرۃ الاولیاء اور قدسیتہ وغیرہ کتابوں میں ہے۔ اس لئے آپ بزرگ تر و نیک تر تابعین میں سے ہیں۔ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ اور آپ کی خیریت وافضلیت کے بارہ میں تمام تابعین سے اخبار و آثار و احادیث وارد ہیں۔ اور مجالس المومنین میں ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خواجہ رضؓ کے حق میں نفس الرحمٰن و خیر التابعین فرمایا ہے۔ اور قاضی عبدالصمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت مخدوم نوح رحمۃ اللہ

کے ملفوظ میں کہتے ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ستائش حضرت خواجہ کی فرماتے ہیں۔ تو ستائیش آپ کی ہماری ستائیش کرنے سے بالا تر ہے۔ بلکہ حضرت خواجہ رحؒ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جناب میں مرتبہ محبوبیت حاصل ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہو۔ اے اویسؓ میں سینہ مبارک یمن کی طرف کھول کر فرماتے ہیں :- انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ط یعنی میں نسیم رحمت یمن کی طرف سے پاتا ہوں۔ بیت

نسیم صبحدم تو آج بوئے جان ہے لائی ॥ چہ اک اللہ خوشی کا خوب یہ سامان ہو لائی

اور مشکوٰۃ میں ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ تابعین میں سے سب سے بہتر ایک مرد ہے۔ جس کا نام اویس ہے۔ اور اُس کی ایک والدہ ہے اور اُس کے ایک نشان برص کا ہے۔ پس اُس سے کہا کہ وہ استغفار کرے تمہارے حق میں۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ اور اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بہترین تابعین سے ہیں۔ اور اس میں حضرت خواجہ رضؓ کے منقبت ظاہر اور فضیلتِ عظیم ہے اور سید محمود رحمتہ اللہ علیہ حیوٰۃ الذاکرین میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ حدیث صریح ہے اسباب میں کہ حضرت خواجہؓ نیک ترین تابعین کے ہیں۔ قطعاً اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ نفع لازمی نفع متعدی سے بزرگ۔

تر ہے۔ ونیز یہ حدیث دلیل ہے۔ اِس پر کہ علمائے باطن جو عارف باللہ ہیں۔ علمائے ظاہر سے جو عارفانِ احکام الٰہی ہیں۔ اور مولانا علی بن سلطان محمد قاری نے رسالہ معدن العدنی میں اخبار و احادیث حضرت خواجہؓ کی افضلیت کی تحقیق میں نقل کی ہیں۔ مؤلف احقر ہی اُن کو اس مقام پر ترجمہ کر کے لکھتے ہیں۔ کہ بہت طریقوں سے جو حدّ تواتر کو پہنچتے ہیں۔ آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تحقیق نیک ترین تابعین کا ایک شخص ہے۔ جس کو اویس کہتے ہیں۔ روایت کیا ہے اس کو حاکم نے اور علی و احمد اور ابن سعد نے عبدالرحمٰن سے اور ابو علی نے کسی اور صحابی سے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

اور روایت کیا ہے اس حدیث کو مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ اور اُس میں اس قدر زیادہ ہے کہ اُن کی ایک ماں ہے کہ اویسؓ اُن کی خدمت کرتے تھے۔ اگر وہ قسم کھا دیں کسی امر میں خدا پر تو البتہ اللہ تعالےٰ اُن کی قسم کو سچ کر دے۔ اور اُن کے بدن میں کسی قدر سفیدی ہے۔ پس تم اُس سے درخواست کرو۔ کہ وُہ تمہاری مغفرت چاہے اللہ تعالےٰ سے۔ اور ایک روایت مسلم سے باین لفظ ہے۔ کہ تم کو ایک شخص ملے گا۔ جس کو اویس کہتے ہوں گے اور ملکِ یمن میں سوائے اُس کی ماں کے اُس کا اور کوئی نہیں۔ اور اس کی سفیدی برس کی ہو گی۔ پس اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا سے اِس

بیماری کو دُور کر دے گا۔ لیکن بقدر ایک درم کے اُس کا نشان باقی رہے گا۔ پس جو کوئی تم میں سے اُس سے ملے۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ وہ کہدے کہ واسطے تمہارے دُعائے مغفرت کرے۔ اور روایت کی ہے۔ ابن سعد رحمتہ اللہ علیہ تعالےٰ نے کِسی شخص سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میرا دوست اِس اُمت میں اویس قرنی ہے۔ اور روایت کی ہے ابن عدی نے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ میری اُمت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کو اویس بن عبداللہ قرنی کہتے ہوں گے۔ اور تحقیق شفاعت اُس کی میری اُمّت کے حق میں ربیعہ اور مضر کے ہو گی۔ اور روایت کی ہے۔ احمد و زاہد و ابو نعیم نے حلیہ میں محارب پسر وثار سے اور سالم ابن ابی الجعد سے کہ تحقیق میری اُمت میں ایسے آدمی ہیں۔ کہ مسجد میں یا جائے نماز پہ بوجہ اپنی برہنگی کے نہیں آ سکتے۔ اور اُن کا ایمان لوگوں سے سوال نہیں کرنے دیتا۔ اور اُنہیں لوگوں میں سے اویس قرنی ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

اور ہرم ابن حبان رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے روایت کی ہے ابُو یعلی سے اور اُنھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ تحقیق ایک مرد تابعین میں سے اویس بن عامر نام یمن میں ہو گا۔ کہ اُس کو برص ہو جائے گا۔ پس وہ دعا کرے گا اللہ تعالےٰ سے کہ دُور کر دے یہ بیماری اور بقدر

ایک درہم کے اس کا نشانہ میرے بدن میں رہنے دے۔ تاکہ تیری نعمت صحت کو جو مجھ کو تو عطا کرے یاد کروں۔ پس اللہ تعالیٰ وہ بیماری اُس سے دُور کردے اور باقی رکھے نشان اُس کا کہ یاد کرے وہ نعمتِ الٰہی کو۔ پس جو کوئی تم میں سے اِس سے ملے۔ ممکن ہے کہ اپنے واسطے بخشش چاہے اللہ تعالےٰ سے۔ پس اُس سے دُعائے مغفرت کراوے۔

اور روایت کی ہے ابن شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ تم کو ایک شخص ملے گا۔ جس کا نام اویس ہو گا۔ اور اُس کی سپیدی برص کی ہو گی۔ پس اُس کی دُعا سے اللہ تعالےٰ اُس سپیدی کو دُور کر دے گا۔ پس جو کوئی تم میں سے اُس سے ملے۔ اُس سے کہدے کہ وہ دُعائے مغفرت تمہارے واسطے کرے۔

اور روایت کی ہے خطیب ابن عساکر نے حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ بہ تحقیق فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہ اے عمر میری اُمت میں ایک شخص اویس قرنی ہو گا اُس کے بدن میں بیماری ہو جائے گی۔ پھر وہ دُعا کرے گا واسطے اُس کے دفعیہ کے۔ پس اللہ تعالےٰ وہ بیماری اُس سے دُور کر دے گا۔ مگر چھوڑ دے گا۔ کسی قدر نشان اُس کا اُس کے پہلو میں تاکہ جب اُس کو دیکھے خدا کو یاد کرے۔ پس جسوقت کہ تو اُس سے ملے۔ میری طرف سے اُس کو سلام کہنا اور پیام دینا کہ دُعا کرے واسطے تیرے کہ تحقیق

اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ کریم ہے۔ اور مددگار ہے۔ اپنے والدین کا اور اُن کے ساتھ نیکی کرنے والا ہے۔ اگر وہ قسم کھاوے اللہ پر۔ اللہ تعالےٰ اُس کو پوری کر دے۔ اور شفاعت کرے گا۔ وہ بقدر ربیعہ و مضر کے روایت کی ہے۔ ابن سعد و احمد و مسلم و عقیل و حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے کہ تم کو ایک شخص ملے گا۔ اویس بن عامر بامداد اہل یمن مراد سے پس وہ قرن سے ہوگا۔ اور اس کو بیماری برص کی ہوگی۔ جو دُور ہو جائے گی۔ اور بقدر ایک درہم کے باقی رہ جائے گی۔ اور اُس کی ایک ماں ہوگی۔ کہ وہ اس کا برخوردار ہوگا۔ اگر وہ قسم کھاوے اللہ تعالےٰ پر البتہ اللہ تعالےٰ اس کو پُوری کر دے گا۔ پس اگر تجھ سے ہو سکے۔ تو اپنے واسطے دُعائے آمرزش کرانا۔ اور روایت کی ابن شیبہ نے اپنے مصنف میں اور حاکم نے اپنے مستدرک میں اور بیہقی ابن عساکر نے حسن سے مرسلاً یہ کہ ایک شخص کی شفاعت سے جس کا نام اویس قرنی ہے۔ مضر و ربیعہ سے زیادہ میری اُمت سے بہشت میں جائیں گے۔ اور طبرانی نے ابی امامہ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ میری اُمت سے ربیعہ و مضر سے زیادہ لوگ بہشت میں ایک شخص کی شفاعت سے جائیں گے۔ اور وہ اپنے اہل بیت کی شفاعت کرتا ہے۔ بقدر اپنے عمل کے۔ اور ابونعیم نے ابی امامہ سے بایں لفظ روایت کی ہے۔ کہ میری اُمّت کے

لوگ دوزخ سے ربیعہ اور مضر سے زیادہ ایک شخص کی شفاعت سے نکلیں گے۔ پس یہ تمام احادیث اور اخبار ولالت کرتے ہیں۔ صریحاً اس پر کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ باعتبار بہتایت ثواب کے بزرگ تر تابعین کے ہیں۔ چنانچہ اشارہ کیا ہے۔ لفظ خیر التابعین سے یہ منافی نہیں۔ اس کے بعد کہ مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا ہے۔ کہ بزوگ ترین تابعین کے سعید بن المسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ اہل مدینہ سے اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ اہلِ بصرہ سے اور مکحول رحمتہ اللہ علیہ اہلِ شام سے اور علقمہ رحمتہ اللہ علیہ اہلِ کوفہ سے ہیں۔ کیونکہ یہ محمول اس پر ہے۔ کہ یہ حضرات بزرگ ترین اور زیادہ تر تابعی ہیں۔ از روئے علم کے واللہ اعلم۔ یہاں تک ترجمہ عبارت معدن المدنی کا ہے۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں فرمایا ہے۔ کہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ افضل تابعین سعید بن المسیب ہیں۔ اور یہ فرمانا اُن کا باعتبارِ معرفت علوم اور احکام شرلعیت کے ہے۔ اور یہ منافات نہیں رکھتا۔ خیریت وافضلیت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے جو باعتبار معرفت اور کثرت ثواب کے ہے نزدیک اللہ کے۔ اور قاموس میں کہا ہے کہ اویس بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سردارانِ تابعین سے ہیں۔ اور شاید کہ لفظ حدیث بھی اِس پر محمول ہے۔ انتہیٰ یہاں تک کہ بیان اخبار واحادیث کا تھا۔ جو دلالت کرتا ہے۔

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی افضلیت اور برتری پر۔ اور جو کچھ اسباب ہیں بزرگوں نے فرمایا ہے۔ اقوال علمائے کرام ومشائخ عظام سے وُہ لکھا جاتا ہے۔ کتاب امتناع السماع میں ہے۔ کہ سعید بن المسیبؓ افضل التابعین ہیں۔ جو بعد اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے۔ نزدیک اُس شخص کے جو ثابت کرتا ہے وجود اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو۔ اور شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ حاشیہ منہیہ میں جو تعرف پر معرفت فقہ و تصوّف میں لکھا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ کہا بھی جاتا ہے۔ ابن مسیب کو خیر التابعین جیسا کہ کہا جاتا ہے اویسؓ کو سیّد التابعین۔ اور مولٰنا سیّد محمود بن علی شیخانی جلوۃ الذاکرین میں فرماتے ہیں۔ کہ سردار اور افضل تابعین اویس قرنی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ شیخ نخشبی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو سِلک سلوک میں قبلہ تابعین و قدوۃ اربعین اور آفتاب نہاں و نفس رحمٰن فرمایا ہے۔ اور کتاب مجالس المؤمنین میں ہے۔ کہ حضرت خواجہ سہیلِ یمن اور آفتاب قرن تھے۔ اور غوث المتاخرین سیّد محمُود نوربخش نوراللہ مرقدہ نے حضرت خواجہ کو سیّد التابعین فرمایا ہے۔ اور تاریخ گزیدہ والا کہتا ہے۔ کہ شیخ اویس قرنی کبار تابعین سے ہیں۔ اور ہدایت الاعمیٰ کے نویں باب میں کہا ہے۔ کہ خیر التابعین حضرت امام اعظم اور حضرت اویس قرنی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما واللہ اعلم اور سیّد السادات منبع البرکات حضرت عیسٰی بلولی قدس سرہٗ

اپنی کتاب صحیفۃ الذاہب میں جو مناقب اولاد اہل بیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تصنیف کی ہے۔ بحوالہ تمہید خواجہ ابو شکور سالمی اور دستور الحقائق کے لکھتے ہیں۔ کہ فاضل ترین اور بہترین تمامہ خلق ومخلوقات علویات وسفلیات کے حضرت محمد ہیں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور آپ کے بعد بہتر آدم صفی اللہ علیہ السلام اور اُن کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام بعدہٗ خلفاء راہ نما چار یار بہ ترتیب خلافت رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ بعدہٗ بہترین اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بعدہٗ چھ اصحابی باقی ماندہ عشرہ مبشرہ کے اور وہ طلحہ و زبیر وسعد وسعید و عبدالرحمٰن بن عوف وابو عبیدہ بن الجراح ہیں۔ بعدہٗ وہ اصحابی جو جنگِ حدیبیہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف والوں میں سے شہید ہوئے تھے۔ بعد اُن کے تمام اصحاب جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصاحبت وموافقت سے مشرف ہوئے ہیں۔ بعد اُن کے تابعین ہیں۔ کہ پیروی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرتے رہے۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بہترین تابعان سے ہوئے ہیں۔ اور بعد اُن کے نیکوترین مردان امام اعظم ابو حنیفہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔ فقیر مترجم محمد اشفاق ابن محمد اسحاق علوی جنجھانوی کہتا ہے۔ کہ بعد تابعین کے بہترین مخلوقات

ونیک ترین کائنات بضعتہ الرسول کبدۃ البتول قرۃ العینین حضرت حسنین قطب الملائکہ والکرو بین غوث العالم والعالمین محی الملتہ والدین حضرت سیّد عبدالقادر الجیلی رضی اللہ عنہ وارضاہ ہیں۔ کیونکہ آپ کی شان ہے۔ قدمی علیٰ رقبتہ کل اولیاء اللہ۔ اور چونکہ مقصد علوم ظاہری اور تحصیل علم باطنی کا کمال صدق و یقین ہے۔ اور یہ ہی ولایت ہے۔ تو پس جب کہ تمام اولیا کے اولین و آخرین تحت الاقدام ہوئے۔ تو ہر دو صنف سے ایک صنف کے اہلِ کمال بدرجہ اولےٰ اُس ذیل میں آئے۔ معہذا یہ مُسلّم و مُقرّر مسئلہ ٹھہرا کہ انبیاء و صحابہ و تابعین کے بعد افضل الخلائق حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ اگرچہ کوئی کہے۔ کہ جب اولیاء اوّلین و آخرین پر یہ کلام حاوی ہے۔ تو صحابہ و تابعین بھی اولیاء ہی میں سے ہیں۔ اس استثناء کی کیا دلیل ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ افضلیّت صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی منصوص ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے۔ خیر القرون قرنی ثمّ الذین یلونہم ثمّ الذین یلونہم ؀

پس وُہ مستثنےٰ ہیں۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ یہ افضلیت باعتبار صحبت خیر البشر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور قرب زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہے۔ پس من حیث الولایت باستثناء مذکورۂ بالا بہترین مخلوقات و افضل ترین کائنات قطب الملک و الملکوت

غوث الثقلین سید الاولیاء والبراء والورا حضرت سید ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ وارضاہ کی ذات بابرکات ہے۔

اللھم ارزقنا اتباعہ وبرکاتہ واوصل الینا فیضانہ

وفتوحاتہ واحشرنا فی زمرۃ خدامہ ومخلصانہ و

وادخلنا معہ فی جنّٰت النعیم ٥ آمین ثم آمین ٭

اور اگر معترض کہے کہ یہ استثناء فرضی ہے۔ کیونکہ لفظ کُل اس کا منافی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہوگا۔ کہ تفضیل صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کی جب مسلم ہوئی۔ تو اس کُل میں باعتبار تقدم وتفضل کے وہ ایسے ہوں گے جیسے کوئی بزرگ اپنے کسی خورد کو کمال محبّت وشفقت سے اپنے دوش پر اُٹھالے۔ اور یہ بھی ہے۔ کہ ایسا کرنا کمال اتحاد وشفقت کی علامت ہے۔ جیساکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو خانۂ کعبہ میں دوش مبارک پر اُٹھالیا۔ اور یہ صریح تصدیق ہے۔ کمال اتحاد و وداد کی۔ جیساکہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو انت منّی وانا منک ط اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ من جملہ تابعین کے ہیں۔ کما لا یخفی علیٰ من لہ بصیرۃ فی الاخبار والسیر فانھم ط اور بعد اُن کے وہ علماء کہ جو علم پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعد اُن کے بُزرگ ترین آدمیوں کا وہ شخص ہے۔ کہ باوجود اسلام وایمان اور اعمال نیک کے لوگوں کے فائدے کے واسطے کوشش کرتا ہے۔ کہ

خیرالنّاس من ینفع النّاس ط

حدیث صحیح ہے کہ جو کوئی برخلاف اُن مراتب اور ترتیب کے اعتقاد کرے تحقیق اُس نے راہِ راست گم کر دیا ہے ختم ہوئی کلام حضرت سیّد عیسٰی رحمتہ اللہ علیہ کی۔ پس بحکم ان اخبار نبوی اور اقوال مشائخ کے بلاشبہ درست اور ثابت ہوئی افضلیّت اور برتری حضرت خواجہ اویسؓ کی تمام تابعین پر قطعی اور مسلم ہُوا۔ کہ بعد انبیاء اور صحابہ کے افضل الخلائق اس تمام اُمت میں اپنے زمانہ میں اور زمان مابعد اپنے مابعد اپنے میں حضرت خواجہ اویس قرنی ہیں رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور درجہ و مرتبہ کسی شخص کا متقدّمین و متاخرین اور اولیاء و کمل کبرا میں سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے درجہ اور مقام کو نہیں پہنچتا۔ اور یہ بات ہے۔ بموجب فتوےٰ شریعت اور عقائد فقہا اور مختار عام علماء کے رحمت ہو۔ اللہ تعالےٰ کی اُن سب پر شیخ عبداللہ مطری کتاب نورِ احمدی میں جو سلطان احمدی کبیر قدس سرّہ کے مناقب میں ہے۔ لکھا ہے کہ بعض کبار عارفین اور محققین نے کہا۔ کہ حضرت سلطان سیّد احمد کبیر الحسنی الرفاعی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرتبہ میں بلند تر ہیں۔ بلکہ سوائے اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اولیاء عہد اپنے سے جملہ مقامات محبوبیّت و محبّت و معرفت میں برتر ہیں۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنیؓ سلطان سیدی احمد

سے بزرگ تر ہیں۔ بعض جز ئیات مجاہدات اور مشقت ہائے اعمال ظاہرہ میں جیسے کہ علیحدگی مخلوقات اور تمام عمر جنگلوں میں رہنا۔ اور میوہ و برگ و بار صحرائی پر گزارہ کرنا اور تبرکاً صحابہ کرام سے چار یا چھ ساعت ملاقات کرنا۔ پس انتہائے کلام شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی یہ ہے کہ مرتبہ سیّد احمد قدس سرہٗ کا بزرگ تر ہے۔ مرتبہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے۔ اور یہ امر مخالف دلالت اخبار اور اقوال مشائخ کبار اور مسئلہ عقائد کے ہے۔ واللہ اعلم۔ اِس مقام پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ کہ شیخ رحمتہ اللہ علیہ چونکہ مُرید و معتقد حضرت سلطان سیّدی احمد قدس سرہ کے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا مُریدانہ طرز پر کہا ہے۔ اور مرید اپنے شیخ کی مناقب و مقامات میں جو کچھ مبالغہ کرے۔ اگرچہ حدِّ حکم شرح سے گزر جائے معذور و معاف ہے۔ واللہ اعلم۔

بتحقیقۃ الحال والکمال۔ اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ واسطے ثبات قدم مرید کے ارادہ میں اُس کے پیر کا مرتبہ اور مقام بلند تر مشاہدہ کرا دیتے ہیں۔ بلکہ تمام شیوخ سے اعلےٰ مرتبہ اُس کے شیخ کا عالم غیب میں دکھلا دیتے ہیں۔ پس ممکن ہے کہ شیخ عبداللہ مطری قدس سرہٗ کو ایسا ہی واقعہ پیش آیا ہو۔ اور میرے اس کلام کی تائید عارف ربّانی مولانا جامی قدس سرہ السامی کے کلام سے ہوتی ہے۔ مولانا نفحات الانس میں فرماتے ہیں کہ مریدان سلطان

بایزید رحمۃ اللہ علیہ میں سے کسی نے شیخ علاؤالدولہ سمنانی قدس سرہ سے کہا۔ کہ کیا سبب ہے۔ کہ آپ مرید شیخ مجدالدین کے خاندان میں ہیں۔ اور سلوک حضرت بایزید قدس سرہ کی متابعت میں کرتے ہیں۔ حضرت علاؤالدولہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ میں ایک دفعہ وضو کر رہا تھا۔ اس اثنا میں دیکھا کہ دیوار قبلہ کی طرف کی شق ہو گئی۔ اور اس طرف ایک فضا ظاہر ہوئی۔ اور آسمان و ستارہ و مشتری دکھلائی دینے لگے۔ میں نے پوچھا۔ کہ یہ کیا ہے۔ کسی نے کہا۔ کہ یہ نور سلطان بایزید کا ہے۔ ابھی ایک ساعت گزری تھی۔ کہ ایک اور آسمان دکھائی دیا۔ اور وہ ایسا نورانی تھا۔ جیسا کہ آفتاب۔ میں نے کہا یہ کیا ہے۔ کسی نے کہا۔ کہ یہ نور مجدالدین بغدادی کا ہے۔ پس وہ درویش متعجب ہو گیا۔ پس شیخ رکن علاءالدولہ نے فرمایا۔ کہ میں اُن دونوں حضرات کے مراتب کی نسبت یہ الفاظ نہیں کہتا یا ترجیح شیخ مجدالدین کی بایزید پر نہیں کرتا۔ قدس سرہما۔ لیکن ہر شخص کو اللہ تعالےٰ نے ایک مشرف عطا کیا ہے۔ پس جب وہ شخص اُس مشرب کی طرف متوجہ ہوا تابع اُس طریق کا ہو گیا۔ اللہ تعالےٰ اُس طریق میں اُس کے ثابت قدم رہنے کے واسطے اس کے شیخ کا مرتبہ اعلیٰ تر مراتب میں اُس پر جلوہ گر کر دیتا ہے۔ ورنہ علی التحقیق مراتب سب کے قیامت میں ظاہر ہوں گے۔ اور اس جہان میں نشانِ علو مرتبت کا سوائے

متابعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کچھ نہیں۔ جو کوئی تابع سنت نبوی کا زیادہ مرتبہ اس کا بلند تر۔ واللہ اعلم۔

مؤلف کہتا ہے۔ کہ ہر حال اور ہر وقت میں میرا فخر و مباہات اس پہ ہے۔ کہ میں کمترین مریدین اور کمتر معتقدین اور اسیر حلقہ این سلسلہ بلند مکان کا ہوں۔ میرا قبلہ صدق طلب و یقین وہ ہے۔ اور سجدہ نیاز دل و جان میرا اُس کی طرف ہے۔

سے

من از جان بندۂ سلطان وبسم
گرچہ یادش از چاکر نباشد

یا ارحم الراحمین۔ مجھ پر اُن کی برکات نازل کر۔ اور اُن کی فتوحات مجھ کو بھی اپنے فضل و کرم سے پہنچا ❖

پانچواں لطیفہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے صحابیت کی تحقیق میں۔ مشہور و مختار مشائخ و علماء رحمہم اللہ کا یہ ہے اور اخبار و احادیث کثیرہ اس پر ناطق ہیں۔ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ تابعین سے ہیں نہ کہ صحابہ سے۔ کیونکہ بظاہر شرف مصاحبت و ملاقات کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو موقع نہیں ہوا۔ لیکن بعض روایات بعض علماء سے منقول ہیں۔ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو شرفِ صحبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوا ہے۔ چنانچہ مولٰنا محمود بن علی الشیخانی القادری المدنی جو کبار علماء اور مشائخ روزگار سے تھے۔ اپنی کتاب حیوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ فرمایا سیدی عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بارہا پہنچے ہیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جنگِ اُحد کے درمیان حاضر تھے۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی نے کہا ہے۔ کہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے چار دانت شہید ہوئے۔ میں نے بھی اپنے چار دانت اگلے توڑ

دیئے۔ اور روئے مبارک پر جو ضرب کہ آئی تھی۔ میرے مُنہ پر بھی ضرب آئی۔ اور جب دوتا ہوئی پشت مبارک آپ کی میری بھی پشت دوتا ہوئی۔ اور مَیں نے ایسا ہی یہ کلام دیکھا ہے۔ مؤلفات بعض علماء میں رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ اور بعینہ ایسی ہی روایت ہے کتاب لوامع الانوار فی طبقات الاخیار میں اور سید محمود رحمتہ اللہ علیہ نے حیات الذاکرین میں لکھا ہے۔ کہ بعض محدثین نے کہا ہے کہ صحابی وہ شخص ہے۔ جو بحالت مومن ہونے کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں موجود ہو۔ اگرچہ بچشم ظاہر نہ دیکھا ہو۔ اس نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ واخف بن قیس وکعب احبار رضی اللہ عنہما۔ فقیر مؤلف کہتا ہے۔ کہ جائز ہے۔ کہ اس صورت میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو صحابہ میں شمار کیا جائے اور ممکن ہے کہ اِن کو صحبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیب ہوئی ہو۔ اور اُن لوگوں کو روایت اجتماع اور صحبت کی نہ پہنچی ہو۔ جو صحابیت کے قائل نہیں ہیں۔ اور یہ روایت اُن کے علم میں نہ ہو۔ کیونکہ تمام علم کا کوئی شخص احاطہ نہیں کر سکتا۔ اس واسطے کہ خدا کے علم کی کوئی انتہا اور حد نہیں ہے۔ اور اگر کوئی شخص دعوےٰ احاطت تمام علم کا کرے تو اُس کو یہ جواب ساکت کرتا ہے۔ ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ الا بما شاء۔ یعنی کوئی مخلوق خالق کی کُل معلومات کو نہیں جان سکتا۔

مگر جس کو اللہ تعالےٰ جو کچھ معلوم کرا دے۔ یعنی اپنی معلومات میں سے جس کسی کو جو کچھ اللہ تعالےٰ معلوم کرا دے۔ پس اُسی قدر معلوم ہو سکتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وفوق کُل ذی علمٍ علیم ہ یعنی ہر صاحب علم کے لئے دوسرا زیادہ علم والا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تصنیفات کے کسی رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چیز کسی کے نزدیک ثابت نہ ہو۔ تو اس سے لازم نہیں آتا کہ دوسرے کے نزدیک بھی وہ ثابت نہ ہو۔ یعنی کسی چیز سے کسی شخص کی لاعلمی اُس شے کی نفی کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ ممکن ہے کہ ایک کو ایک خبر نہ پہنچے اور دُوسرے کو پہنچ جائے۔ یہ عجب نہیں جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اکثر مخلوقات سے پوشیدہ رکھا۔ ویسا ہی آپ کے اجتماع و ملاقات کو ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پوشیدہ رکھا ہو۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری ؎

یعنی میرے دوست میری قبائے عزت کے تلے ہیں۔ اُن کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ الٰہی ہم کو اُن کی شفاعت نصیب کر ؎

چھٹا لطیفہ

بیان میں ہے۔ سبب جُدا رہنے حضرت خواجہ رض کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ عام علماء و مشایخ رحمہم اللہ نے اپنی تصنیفات میں فرمایا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بسبب خدمت گزاری و رعایت خاطر اپنی والدہ کے اور بموجب حکم شریعت کے بخوف بے فرمانی اپنی والدہ کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شرفِ صحبت کو نہ پہنچ سکے۔ اور حیوۃ الذاکرین اور لوامع الانوار اور طبقات الاخیار اور بحر الرموز وغیرہ کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اور کتاب نور المریدین شرح تعرف میں مولٰنا اسمٰعیل رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رض کو ایسا سامان میسّر نہ تھا۔ کہ وہ اپنی والدہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لے آتے۔ اور بوجہ رعایت خدمت والدہ کے یہ بھی نہیں ہوسکتا تھا۔ کہ اپنی والدہ کو بے سر و سامان چھوڑ دیتے۔ پس بسبب رعایت حقوق مادر کے اللہ تعالےٰ نے حضرت خواجہ رض کو ہجرت سے معذور رکھا۔ حضرت مولٰنا روم رحمتہ اللہ علیہ مثنوی میں فرماتے ہیں۔ کہ والدہ حضرت خواجہ رض کی ولیہ نہیں۔ اور حضرت خواجہ رض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جانے سے منع کرتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ میری خدمت کرنا تیرے حق میں بہتر ہے۔ پس حضرت خواجہ برعایت خدمت اپنی والدہ

کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شرف حضوری حاصل نہ سکے۔
اور حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرّہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ اے بھائی علم نیت کا بغایت دقیق ولطیف ہے ہر شخص اُس کی تہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور جو کچھ کوئی صاحب دل کرتا ہے باندازہ نیت خود کرتا ہے۔ کہ نیت ہر کسی کی بقدر اندازہ اس کے ایمان کے ہے۔ مقلد کو باندازہ ایمان تقلیدی اور مستدلی باندازۂ ایمان اِستدلالی اور عارف باندازہ ایمان مشاہدتی۔ دیکھو عجب بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے زن و فرزند مکہ میں چھوڑ کر آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب ہجرت کی اور حضرت خواجہ رضہ نے والدہ کو نہ چھوڑا۔ اور جو اُن دونوں کی نیتوں پر نظر کرو تو دونوں بزرگ برابر ہیں۔ سلف میں بعضے ایسے ہوئے ہیں کہ ترک طاعت کر دیا ہے جب کہ اُن کی نیت نہ ہوئی۔ ابن سیرین نے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی۔ اور کہا کہ میری نیت نہیں ہے۔ اس موقع پر بزرگوں نے کہا ہے کہ اُن کا نماز گزارنا دُوسروں کے نماز گزارنے سے ثواب میں بہتر ہو۔ کوئی کیا جانتا ہے۔ کہ مردانِ خدا کیوں نماز پڑھتے ہیں۔ اور کیوں نہیں پڑھتے۔ اور کسی کو کیا معلوم ہو۔ کہ ایسے لوگ کیوں حج کو جاتے ہیں اور کیوں نہیں جاتے۔ اہل رسم و عادت ایسے موقعہ پر حیران و سرگردان ہیں۔ کیوں کہ رسم و عادات کی راہ اور ہے اور انبیاء اور اولیاء کی راہ اور

ہے۔ صلوٰۃ اللہ اجمعین۔ یہاں تک عبارت مکتوبات کی ہے پس جائز ہے کہ حضرت خواجہ رضؓ ترک صحبت آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نیت نہ رکھتے ہوں۔ واللہ اعلم ؛

اور کتاب معدن العدنی میں ملاّ علی بن سلطان قاری فرماتے ہیں۔ کہ میرا گمان یہ ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں قطب ابدال حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ تھے۔ اس سبب سے کہ مستورالحال تھے۔ اور امام یافعی نے کہا ہے کہ تحقیق اللہ تعالےٰ نے احوال قطب اور غوث کا بوجہ غیرت کے جو خدا تعالےٰ کو ان پر ہے۔ عام و خاص سے پوشیدہ رکھا ہے۔ اور تاکید کی ہے اس پر جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے :۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری :۔ انتہیٰ۔ اور کتاب ہدایت الاعمیٰ سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قطب وقت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے۔ چنانچہ عنقریب اس کا بیان آئے گا۔ اور کتاب جواہر الاسرار میں مولانا علی حمزہ بن علی ملک بن حسن الطوسی المنسوب الےٰ احمد بن محمد الکرمی الہاشمی المروزی المولد والاسقرائنی المجید معروف باذری رحمہم اللہ فرماتے ہیں۔ کہ حدیث میں ہے۔ کہ دو قطب باہم نہیں ملتے جیسا کہ شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی اور خواجہ عماد۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور عصام قرنی عم خواجہ اویس قرنی میں ملاقات

نہ ہوئی۔ پس بدلیل قول مولانا علی حمزہ رحمتہ اللہ علیہ کے کہ دو قطب باہم دگر ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔ صحیح اور درست ہو۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خواجہ رضؓ میں ملاقات اور صحبت واقع نہ ہوئی۔ اور حضرت مولانا علی ہجویری قدس سرہ کتاب کشف المحجوب میں ایسا ہی فرماتے ہیں۔ اور بعینہٖ اسی طرح کتاب مجالس المومنین اور تذکرۃ الاولیاء میں منقول ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ منع کئے گئے دیدار پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے دُنیا میں دو سبب سے۔ ایک غلبہ حال اور دوسرے حق والدہ۔ کہ والدہ کی خبر گیری اور خدمت گزاری تعظیم ہے۔ شریعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اور تذکرۃ الاولیاء میں یہ لفظ زیادہ ہے۔ کہ والدہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی نابینا تھیں۔ اور بوجہ ضعف کے ہاتھ پاؤں اُن کے سست ہو گئے تھے۔ اور کتاب تعرف لمذہب التصوف میں شیخ ابوبکر بن اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ بعض کی فنایہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اپنے اوصاف سے غائب ہو جاتے۔ تاکہ خلقت اس کو بنظر دیوانگی اور بے ہوشی کے دیکھیں۔ اور اس کو بے خبر سمجھیں۔ بوجہ زائل ہو جانے اُس کی تمیز کے کھانے پینے اور خلقت کے ساتھ ملنے جلنے سے۔ نہ خلقت اس سے ملے۔ نہ اس کو مخلوق کے ساتھ آرام ہو۔ کیونکہ اُس نے اپنی تمام عقل وہوش کو خداوند تعالےٰ کے ساتھ مشغول کر دیا ہے۔ اور اُس کو

فرصت صحبت خلقت اور اپنے نفس کی نہیں رہی ہے۔ پس جب لوگ اس کو اس حالمیں دیکھتے ہیں۔ اس کو اپنے سے الگ کر دیتے ہیں۔ اور اُس کو دیوانہ اور بے ہوش کہنے لگتے ہیں۔ اور اس اُمت میں ایسے بہت ہوئے ہیں۔ جیسے کہ بلال غلام مغیرہ بن شعبہ اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ مغلوب الحال اور فانی الصفات تھے۔ اور جو کچھ فانی اور مغلوب الحال سے حالت طمع اور سکر میں افعال واقوال صادر ہوں۔ اگرچہ بظاہر شنیع اور منکر اور مخالف شریعت معلوم ہوں۔ وہ سب معاف ہیں۔ اور وہ شخص اس میں معذور اور ناماخوذ ہے۔ بعض بزرگان کامل اولیاء اور اکابر سے بلکہ خود رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے واقع ہوئے ہیں۔ ایسے شطحیات وہ اسی مقام سے ہیں۔ چنانچہ تعرف میں نقل ہے۔ کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ طواف میں تھے۔ اس وقت کسی شخص نے آپ پر سلام کہا۔ حضرت عبداللہ نے جواب سلام کا نہ دیا۔ اس شخص نے حضرت عمر رض کی خدمت میں گلہ کیا۔ کہ آپ کے بیٹے عبداللہ نے مجھ کو طواف میں سلام کا جواب نہ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں اُس وقت خدا کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ اور اُس کے دیدار میں مغلوب ہو گیا تھا۔ مجھ کو اُس شخص کے سلام کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ میں معذور ہوں۔ اور شرح تعرف میں ہے۔ کہ ایک بزرگ تھے۔ اُن کا نام

حامد دوستان تھا۔ اور ایسے مغلوب الحال ہو گئے تھے۔ کہ نماز چھوڑ دی تھی۔ اور جو نماز کو کھڑے ہوتے۔ اور اللہ اکبر کہتے بیہوش ہو کر گر پڑتے۔ ایک مدت اسی طرح گزر گئی۔ اور وہ اسی حال میں دُنیا سے گزر گئے۔ قول مؤلف اِس اخیر زمانہ میں کہ دَور آخر ہے۔ ایک بزرگ عبدالخالق نام قدس سرہٗ سرزمینی ہانسی میں رہتے ہیں۔ اُن پر حالت سکر و فنا اِس قدر غالب ہے۔ کہ وہ نماز نہیں پڑھ سکتے۔ جب صفِ نمازیاں میں نماز پڑھنے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور امام کی زبان سے لفظ اللہ اکبر سُنتے ہیں۔ سکر سے بیہوش ہو جاتے اور کھڑے رہ جاتے ہیں۔ اور رکوع و سجود و قعود وغیرہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اور جب امام اور جماعت نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں۔ قوال مسجد سے باہر بیٹھ کر سرود شروع کر دیتے ہیں۔ جب اُن بزرگ کے کان میں آواز سرود کی پہنچتی ہے۔ تب سکر اور بیہوشی سے اُن کو افاقہ ہو جاتا ہے۔ اور حالت صحو میں آ کر خبردار ہو جاتے ہیں۔ اور بعض نمازوں میں ویسی ہی بیہوشی اور سکر میں پڑے رہ جاتے ہیں۔ اور نماز کے سوا کسی اور وقت بھی لفظ اللہ اکبر کہیں سُن لیتے ہیں یا کوئی آیت قرآن شریف کی سُن لیتے ہیں تو فوراً مدہوش ہو جاتے ہیں۔ اور پھر جب سرود ہوتا ہے۔ خبردار ہو جاتے ہیں۔ اُن کی عمر اِسی طرح گزر رہی ہے۔ اِس فقیر نے بھی اُس بزرگ کی زیارت کی ہے۔ اور شرف اُن کی خدمت و صحبت کا

حاصل کیا ہے۔ اور تمام قصہ جس طرح آفتاب روحانیت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ براہ باطن اُن پر چمکا اور حضرت خواجہ رضؓ سے اِن بزرگ نے تعلیم و تلقین پائی۔ اور انوارِ فیض و کرامت حاصل کئے۔ بالمواجہ ان بزرگ کی زبان مبارک سے میں نے سُنے اگرچہ ان کے اوصاف و مناقب بے شمار ہیں۔ بخوف طوالت کتاب میں مختصر لکھے گئے ہیں۔ اور شرح تعرف میں کہتے ہیں۔ کہ مقام انبیاء علیہم السلام کا سب سے بالاتر ہے۔ پس کیا سبب ہے کہ کوئی پیغمبر مغلوب نہ ہوئے۔ اور اُن کی شریعت ساقط نہ ہوئی۔ اور اس صورت میں دوسروں کے واسطے یہ کیسے روا ہُوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام معذوری کا ہے۔ اور معذور رکھا جانا تقصیر پر ہوتا ہے۔ اور انبیاء علیہم السلام تقصیر سے پاک ہیں۔ اور اس کے علاوہ انبیاء سفیر ہیں درمیان خالق اور مخلوق کے اور حق شریعت کا اُن سے قائم ہوتا ہے۔ تاکہ دوسروں کو سیدھا کریں۔ جب وہ خود ٹیڑھے ہو جائیں دوسروں کو سیدھا کون کرے۔ انتہی۔ اور اب شروع ہے اصل مقصد کا۔ اور مختار اور صحیح ترین اقوال کا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک سے جُدا رہنے کے سبب کے بیان میں۔ اور ملاقات نہ کرنے کے باعث میں۔ اور وہ یہ ہی ہے کہ غلبہ احوال اور غیبت اور فنا

اور محویت نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو حاضری سے معاف رکھا۔ اور مناسب اور لائق نہیں ہے یہ کہ کوئی شخص حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی جناب میں سوءِ ظن کرے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں تکلف کیا۔ حاشا و کلاّ۔

سن گیارہ سو اٹھاون ہجری میں جب کہ مؤلف لاہور کو اُس رستہ سے جاتا تھا۔ جس رستہ مسکن حضرت خواجہ عبدالخالق رضی اللہ عنہ کا آتا تھا۔ تو میں نے حضور سعادت زیارت کا ارادہ کیا۔ اور حضرت کے انوارِ دیدار اور گفتار سے چشم دل کو منور کر کے مستفید ہوا۔ تو یہ لطائف اپنی تالیف کئے ہوئے حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ چونکہ بوجہ عارضہ کے حضرت کی بینائی ظاہری میں نقصان آگیا تھا۔ اور پڑھنے سے معذور ہو گئے تھے۔ اِس لئے آپ نے فرمایا کہ کچھ اِس میں سے پڑھ کر سناؤ۔ جب میں کتاب کے اس مقام پر پہنچا۔ جہاں لکھا ہے۔ کہ بوجہ خدمت مادر کے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ظاہری سے معذور رہے۔ فرمایا کہ میں خاموش ہو اور سُنو یہاں مادر سے مراد مادر واقعی ہے جو بنی آدم میں نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے ایسا سمجھا ہے۔ غلطی کی ہے۔ بلکہ اِس میں ایک نکتہ ہے۔ باریک اور مخفی۔ کہ ظاہر میں اس سے محروم رہتے ہیں۔ اور صحیح تر یہ ہے۔ کہ جب بادشاہ ازلی اور سلطان لم یزلی

عز شانہ (بحکم کنت کنزاً مخفیاً فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق ڈ یعنی میں تھا خزانہ مخفی جب میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوقات کو پیدا کیا) نے چاہا کہ نور وحدت سے ظہور کثرت کرے۔ اور عالم کو کتم عدم سے صحرائی وجود میں لاوے۔ اس وقت دریائے وحدت اور بحر نورِ مطلق نے جوش مارا اور جنبش میں آیا۔ اُس جنبش جوش سے اوّل بار نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم مانند حباب اُس دریا پہ ظاہر ہُوا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اوّل ما خلق اللہ نوری (یعنے سب سے پہلے پیدا کیا۔ اللہ تعالےٰ نے نور میرا) اور نام اُس نور کا اُم الانوار رکھا۔ اور اُم کو زبانِ فارسی میں مادر کہتے ہیں۔ جیسا کہ پیدائش اور خروج فرزندان کا مادر سے ہوتا ہے۔ ایسا ہی ظہور اور وجود تمام انوار مخلوقات و موجودات کا اُس نور محمدی سے ہُوا صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ فرمایا ہے۔ انا من نور اللہ والمؤمن من نوری (میں نور اللہ سے ہوں۔ اور مومن میرے نور سے ہیں) اور یہ نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ازل سے ابد تک مانند حباب کے دریا سے اتصال و معیت میں ہے۔ ساتھ نور ذات مطلق کے۔ اصلاً جدائی اور فرق نہیں ہے۔ مانند حباب کے کبھی ذات ہویت میں غیب ہوجاتا ہے۔ کبھی اوپر جلوہ گر ہوتا ہے۔ پس سالک راہ حق جب شرف تصفیہ و تزکیہ کو ساتھ اسم ذات کے مشغول کرتا ہے۔ اور تکرار

مواظبت اور مداومت اُس کی کرتا ہے۔ اور اُس شغل کی حدِ کمال کو پہنچا دیتا ہے۔ پس نور اسم ذات تمام بدن اور جمیع اعضا ءجو برزخ اکبر میں سَیر کر جاتا ہے۔ اور سر سے پا تک مو بمو سریان و سرایت کرتا ہے۔ ایسے وقت میں سلطنت اور عظمت سے تمام اوصاف بشریہ اور کدورات طبعیہ محو اور لاشی ہو جاتی ہیں اور ذات پاک مطلق کے اسم کے نور کی چمک مشتعل ہو جاتی ہے اور سالک یہ ہی نور بن جاتا ہے۔ اُس وقت یہ نور اپنے مقر اور مرجع کو جو نور محمدی ہے عروج کرتا ہے۔ اور نور حقیقی سے اتصال پاکر اس میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے۔ اور اس مقام میں فرق و فصل کچھ نہیں رہتا۔ اور جدائی اور طاقت نہیں رہتی۔ مگر یہ کہ کسی شخص کو واسطہ ارشاد و تکمیل طالبان پر بھیج دیں۔ گویا کہ ایک قطرہ تھا جو دریا میں مل گیا۔ اور ایک ذرّہ تھا۔ جو آفتاب میں گم ہو گیا اور اُس مقام میں بھید اللہ تعالےٰ کا اس قول سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے فرمایا ہے۔ کلّ شیٔ ھالک الّا وجہہ۔ اور معمائی آیۃ کریمہ کلّ من علیھا فان ویبقٰی وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے معنے اس قول کے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ بسبب اشغال خدمت مادر کے ملاقات سے ممنوع رہے یعنے مادر سے مُراد وہی اُم الانوار محمدی ہے صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حضرت خواجہ اویس

رضی اللہ عنہ نور محمدی میں مشغول تھے۔ یعنی اس نور میں محو و مستغرق تھے۔ اور طاقت دوری و مہجوری کی نہیں رکھتے تھے۔ پس اس کو سمجھو کہ یہ بالتحقیق ایک لطیفہ شریفہ اور نکتہ لطیفہ ہے۔ اور بعد اس کے کہ یہ لطیفہ ہے اور بعد اس کے کہ یہ لطیفہ حضرت بندگی شیخ عبدالخالق قدس سرہ کی زبان مبارک سے سُنا گیا۔ کتاب تمہیدات کہ تصنیفات مست الست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی سے ہے ہاتھ لگی۔ اور اس کتاب کی بعض عبارات میں کلمات قدسیہ حضرت عین القضاۃ کے یہ پائے گئے۔ کہ مادر سے مراد اُم الانوار ہے مگر یہ فرق ہے۔ کہ بندگی حضرت عبدالخالق قدس سرہ کی تقریر میں مراد اُمّ الانوار سے نورِ محمدی ہے۔ اور حضرت عین القضاۃ کے کلمات قدسیہ میں اُمّ الانوار سے مراد نور ذات مطلق حق ہے۔ اور فی الحقیقت اِس میں کچھ فرق نہیں۔ ناطق صادق کا کلام ہے۔ من یطع الرّسول فقد اطاع اللہ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ وانا احمد بلا میم :

۵

ز احمد تا احد یک میم فرق است

ہمہ عالم میان میم فرق است

عین القضاۃ تمہیدات میں تمہید ثانی کے اندر فرماتے ہیں۔ کہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حقیقت میں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ

وسلم کو دیکھا۔ اور قصد ظاہر دید کا نہ کیا۔ کیونکہ مقصود دیکھنا صورت واقعی معنی کا ہے۔ جب معنی حاصل ہو۔ ظاہر حجاب ہوجاتا ہے۔ عالمان نارسیدہ روزگار عذر مادر کا بیان کرتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے کہ مادر نہیں۔ بلکہ اُمّ اصلی مراد ہے۔ اوراس کے پاس ہے اُمّ الکتاب۔ کہ مادر اصلی نے نہ چھوڑا۔ کہ حضور میں آتے۔ کیونکہ مادر اصلی کو دیکھتے ہیں۔ صورت اس کی فرزند یعنے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ظاہری صورت بھی متبع اُس صورت باطنی کی ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں سُنا۔ کہ کسی نے مجنوں سے کہا کہ لیلیٰ آتی ہے۔ مجنوں نے کہا۔ کہ میں خود لیلیٰ ہوں۔ اور اپنے گریبان میں منہ ڈالا۔ کہ لیلیٰ میرے ساتھ ہے اور میں لیلیٰ ہوں۔ اُویس رضی اللہ عنہ استغراق اُم اصلی میں تھے۔ اُن کے وجود میں غیرت نہیں رہی تھی۔ بلکہ اپنے آپ کو سب میں اور بے کسی کے اور سب کچھ پاتے تھے۔ اویس رضی اللہ عنہ محرم قلب بزرگ کے تھے۔ مع اُس کی بقا کے۔ الآن کما کان؂

بیت

تن زجان و جان زتن مستور نیست ؂ لیک کس را دیدنش دستور نیست

اور تمہید میں ہی حضرت عین القضاۃ فرماتے ہیں۔ کہ واقع میں حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے۔ انی لاجد نفس الرحمان من قبل الیمن ۵ تحقیق میں پاتا ہوں خوشبوئے رحمٰن کی یمن کی طرف سے اور یہ مکاشفات ذات اقدس سے ہے۔ من رآنی فقد رای الحق

جس نے دیکھا مجھ کو پس تحقیق اس نے حق کو دیکھا۔ حضرت خواجہ رضؓ کو ضرورت دیکھنے صورت ظاہری آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کی نہیں رہی تھی۔ اور فی نفسہٖ معانی من اراد ان ینظر الیٰ یمشی علیٰ وجہ الارض فلینظر الیٰ ابن ابی تحافہ ؓ

اور فی الواقع معنے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ پر وارد ہو گئے تھے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مظہر اتم اور مظہر العجائب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قالب میں مشاہدہ و معاین تھے۔ یعنی نظر آتے تھے۔ اور تمام حرکات یگانگی آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خواجہ رضؓ کے قالب شریف میں تھیں۔ اور اسی واسطے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبّہ معراج شریف کا حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ کہ دست گاہ شفاعت حضرت خواجہ رضؓ کے دامن پاک سے وابستہ ہو جائے۔ اور طریق کے واسطے طریق معنوی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معیارہ ہو گیا۔ شب و روز جامہ اویس رضی اللہ عنہ میں خالق اویس موجود تھا۔ اس سبب سے بعضے اعجاز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جامہ اویس میں ظاہر ہوتے تھے۔ ناچار حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ بظاہر مدینہ مبارک میں داخل نہ ہوئے۔ تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہوا۔ من عرف اللہ کلّ لسانہٗ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ از

بسکہ مطالعہ اُم الکتاب یا مکتوب میں مشغول رہتے تھے۔ تفرقہ نہیں رکھتے تھے۔ عالمان نارسیدہ عذر مادر کا پیش لاتے ہیں۔ اور نہیں سمجھتے۔ کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ مادر اصلی رکھتے تھے:۔

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدن الامیّ ۔ انا من نور اللہ و کلّ شیءٍ من نوری ۔ و فی انفسکم افلا تبصرون ٥

منہ نصب العین رکھتے تھے۔ جب اِس تجلّی ذات مطلق زیتون مبارک سے چمکی۔ رخت ہستی اویس رض تمام جل گیا۔ اور تمہید میں ہے۔ کہ انبیاء علیہم السّلام رسالت اور فائدہ غیر میں مشغول ہوئے۔ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھی ہو جاؤ۔ اور ہمارے ساتھ رہو۔ عشق اویس رضی اللہ عنہ صورت سے پنہاں ہے ۞

رباعی

در عشق ملامتی و رسوائی بہ ۞ کافر شدن و گبری و ترسائی بہ
پیش ہمہ عاقلاں برعنائی بہ ۞ در رہ مادر او سودائی بہ

یہاں تک کہ کلام تمہیدات کی تھی۔ عجب حالت اور کمال حیرت ہے کہ یار بغل میں سویا اور محبوب سامنے پردہ میں چھپا ہوا۔ باہر سے تو آوازیں شورش فراق کی دیتے ہیں۔ اور ہزار نالہ شورش اشتیاق کی کرتے ہیں۔ کبھی از روئے شوق کلام کرتے ہیں:۔ واشوقاہ الیٰ لقائہ اخوانی ٥ کبھی بند پیراہن کے بامید خوشبو کھولتے

ہیں :- کہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؎

بیت

بوئے جاں مے آید از سوئے عدن ٭ از دم جان پرورِ ویس قرن

ایک خلقت اُس میں حیران اور ایک عالم سرگردان ہے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ یہ کیا ہے۔ آہ یہ بوالعجب اور دیوانگی ہائے عشق ہیں ان باتوں کو عشاق جانتے ہیں۔ نہ کہ عاقلان۔ ان کو دیوانہ سمجھتے ہیں۔ نہ کہ فرزانگاں ٭

بیت

عاشقاں را درد و بدنامی خوش است
عاشقاں را سوزو ناکامی خوش است

صلی اللہ علی خیر خلقہٖ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ وسلم ؛

ساتواں لطیفہ

مخفی نہ رہے یں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دنیا اور آخرت یں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مولنائے رُوم قدس سرّہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ اور بعض اولیاء مشہور ہیں اور بعضے مستور ہیں۔ درجہ مستوروں کا مشہوروں سے زیادہ بلند ہے۔ اس واسطے مشایخ بزرگ رحمہم اللہ عنہ اس آرزو میں رہے ہیں۔ کہ اُن مستورین یں سے کسی سے ملیں۔ اور انبیاء علیہم السّلام بھی یہ ہی آرزو رکھتے ہیں۔ چنانچہ حکایت موسیٰ اور خضر علیہم السّلام کی قرآن مجید یں مذکور ہے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ندا کرتے تھے۔ کہ واشوقاہ الیٰ اخوانی۔ اور عجز و انکسار کے ساتھ حضرت ذوالجلال سے اُس کی کسی خاص سے ملاقات چاہتے تھے۔ فرمایا حسب الوجود نے کہ میرے خواص یں سے ایک تیرے پاس آئے گا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔ کہ خاصان خدا یں سے ایک شخص ہمارے دروازے پر آئے گا۔ لیکن اگر اتفاقاً یں گھر یں موجود نہ ہوں۔ تو تم اُس کو نوازش اور دلداری کے ساتھ گھر یں میرے آنے تک بٹھا لینا۔ اور اگر وہ نہ بیٹھ سکے اور ٹھہرنا قبول نہ کرے۔ تو اُن کا حلیہ حتی الامکان خوب یاد رکھنا۔ کہ اُن

کا حُلیہ بھی سُننے میں بہت فائدہ ہے۔ پس وہ خاص خاصانِ خدا سے آئے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پوچھا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں مشغول نماز تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اُن کا اعزاز کیا۔ اور کہا کہ اندر آجائیے۔ کہ آپ کو میں بے حجاب دیکھوں۔ کہا کہ میرا اندر کام نہیں۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام پہنچا دینا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے خبر دی اور سلام پہنچایا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یا عائشہ حلیہ اور صورت اُن کی بیان کرو ؛

نظم

عائشہ چوں بگفت حلیۂ او ؛ اشک از چشم شد رواں چوں جو
مُصطفےٰ گشت از خوشی بیہوش ؛ ہمچو دریا در آمد اندر جوش
از چناں بیہوشی چو باز آمد ؛ قطرہ اش بحرے زراز آمد
بز بانش روانہ گشت اسرار ؛ مستمع شوق شد وزاں انوار

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے۔ کہ خواجۂ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احب الاولیاء الی اللہ الاتقیاء الاخفیاء دوست ترین اولیاء میں نزدیک اللہ تعالےٰ کے پرہیزگار ہیں۔ وہ پرہیزگار جو پوشیدہ ہیں۔ صحابہ نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ بات

ہم اپنے میں نہیں پاتے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک اونٹ وال ہے یمن میں۔ اور اُس کو اویس کہتے ہیں۔ تم اُس کے قدم بقدم چلو۔ اور یہ حدیث بعینہٖ اسی طرح بحر الرموز میں بھی مذکور ہے۔ اور حیٰوۃ الذاکرین اور شرح تعرف عربی میں یہ حدیث بایں الفاظ لائے ہیں۔ کہ کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اے ابوہریرہ اللہ تعالےٰ اپنی مخلوقات میں دوست رکھتا ہے۔ اپنے اُن برگزیدوں کو جو پوشیدہ ہوئے ہیں۔ آخر حدیث تک۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلعم ہم کو اُس شخص کا پتہ بتایئے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ وہ اویس قرنی ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب اخبار الاخیار میں نقل کیا ہے۔ کہ شیخ حمیدالدین ناگوری رحمتہ اللہ علیہ کتاب اصول الطریق میں فرماتے ہیں۔ کہ مردان راہ جن کا رُخ درگاہ الہٰی کی طرف ہے۔ تین طائفہ ہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے:۔ الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات ٥

معذور ہیں۔ مشکور ہیں۔ فانی ہیں۔ معذور وہ ہیں۔ کہ بعد ایمان کے ساتھ اللہ اور اقرار توحید کے درگاہ میں حاضر نہ ہوں۔ اور اگر حاضر ہوں۔ تو دیر کر کے آویں۔ اور نہ آہستہ آویں۔ اور خطاب سادعوا سے غافل رہیں۔ اور مقتصد وہ ہیں۔ کہ ایمان کے ساتھ ہمعنان اور

اقرار کے ہمرکاب آویں ۔ اور خافی وہ ہیں ۔ کہ خطاب الست بربکم یاد ہے اور جواب اس کا قالوا بلیٰ فراموش نہیں کیا ۔ اور ایسا ہی قبل از دعوت بحکم خطاب ازلی اور جواب لم یزلی کے قبول کیا ہے ۔ اور ہدایت کار اُس طلب نہایت اسرار پر آمادہ و مستعد ہیں ۔ اور اِن میں بہت ایسے ہیں کہ پوشیدہ رہے ہیں ۔ اور کسی نے نام اُن کا نہیں جانا ۔ اور نشان اُن کا نہیں پایا ۔ اور ازاں جملہ بزرگوں کے جو اُن میں سے پہچان لیا گیا ہے ۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمانے سے پہچانا ہے ۔ ورنہ نام و نشان اُن کا نہیں جانتا پہچانتا ۔ ایک اُن میں سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں ۔ کہ قبل از دعوت بطلب رسالت نکلے ۔ اور اپنے درد کی دوا کی تلاش کی ۔ اور ایک اُن میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہ قبل از بلوغ مستعد قبول دعوت کے ہو گئے ۔ تیسرے اُن میں سے حضرت سلمان فارسی ہیں ۔ رضی اللہ عنہ کہ قبل از دعوت طالب ہدایت تھے ۔ اور اپنے صدق عہد میثاق کی تلاش میں تھے ۔ اور ایک اُن میں سے حضرت خواجہ اویس قرنی تھے ۔ رضی اللہ عنہ کہ اگر حضرت خواجہ رضہ کی تعریف آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ فرماتے ۔ اُن کا نام کوئی بھی نہ جانتا تھا ۔ اور نشان اُس کا کسی کتاب میں نہ لکھا جاتا ۔ عجب مرتبہ ہے ۔ جو جناب الٰہی میں رکھتے تھے ۔ کہ نہ دُنیا میں کوئی چیز رکھی ۔ نہ دُنیا سے کچھ اُٹھایا ۔ آزاد آئے

اور شاد گئے۔ انتہیٰ۔ اور تحقیق سب کتمان اور ستر احوال اِس جماعت کا بسبب اُس غیرت خداوندی کے ہے۔ جو محب کو محبوب کے حق میں ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ غیور ہے کہ ان اللہ غیور۔ اللہ تعالےٰ روا نہیں رکھتا۔ کہ اپنے دوستوں کو غیروں کو دیکھنے دے۔ بلکہ محب لوگ بوجہ غیرت کے نہیں چاہتے۔ کہ ان کا محبوب عوام پر ظاہر ہو۔ اور غیرت محبت کی خوبیوں میں سے ہے چنانچہ شیخ محب اللہ قدس سرہٗ اپنی کتاب ترجمۃ المراتب میں لکھتے ہیں۔ کہ رئیس الموحدین حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی قدس سرہ کتاب فتوحات کے ایک سو اٹھترھویں باب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جماعتِ محبّان جو عزیز کے ساتھ موصوف تھیں۔ وہ ہیں جو موصوف بکتمان ہیں۔ اور سبب اِس پوشیدگی کا غیرت ہے کہ غیرت صفت محبت کی ہے۔ وہ لوگ عوام پر ظاہر نہیں ہوتے کیونکہ وہ محبّ ہیں۔ اور یہ مقام آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وصف کیا نفس اپنے کو لفظ اشرف سے کہ تفضیل غیر کی ہے پس پوشیدہ کیا۔ محبت اپنی کو مزاج سے اور ملاعبت سے ساتھ لڑکوں کے اور دوستی کرنے کی ساتھ ازواج اور اولاد اور یاراں اپنے کے رضی اللہ تعالےٰ عنہم آخر ہوئی کلام اُن کی۔ پس اب سمجھو کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ محب تھے۔ اور محبوب بھی

نہ خود لوگوں پر ظاہر ہونا چاہیئے تھے۔ اور نہ اللہ تعالےٰ روا رکھتا تھا۔ کہ حضرت خواجہ خلقت میں مشہور اور اُس کے منظور ہوں۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری ہ

میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ اُن کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔ یہ ہے سبب پوشیدہ رہنے کا واللہ اعلم۔ اور حضرت خواجہ کے مستور رہنے پر وجہ ارشاد کرتا ہے قول ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کا جو لطیفہ مابعد میں امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے۔ وہاں دیکھنے سے معلوم ہو گا۔ کہ مخدوم جہانیاں رحمتہ اللہ علیہ سفرنامہ فرزندی میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک روز امیر خراسان بادشاہِ یمن نے تمام اکابر وصدور اور درویشانِ کنج نشین اپنے مملکت کے واسطے ملاقات کے جمع کئے۔ لیکن خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جناب الٰہی میں مناجات کی۔ کہ بارالہا جیسا تو نے مجھ کو دُنیا میں پوشیدہ رکھا۔ ایسا ہی مجھ کو عاقبت میں مستور رکھیئے۔ ہاتف نے آواز دی کہ اے اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ تیری دُعا ہم نے قبول کی۔ حضرت خواجہ نے عرض کیا۔ کہ خداوندا دن قیامت کو جب کہ ہژدہ ہزار موجود ہو گا۔ اور کوئی پردہ اور حجاب نہ ہو گا تب میں کس طرح پوشیدہ رہوں گا۔ حکم ہُوا۔ کہ تیری ہم شکل سات

سو موحّدین اپنی قدرت سے پیدا کر دوں گا۔ اور تجھ کو اُن کے درمیان مستور لاؤں گا۔ کہ میرے دوست میرے دامن تلے اسی طرح مستور ہیں۔ کہ میرے سوا اُن کو کوئی نہیں پہچانتا۔ کتاب شرح ہدایہ میں جو ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں میں سے ہے لکھا ہے کہ ایک دن بادشاہ یمن کا حضرت خواجہ اویس قرنیؓ کی ملاقات کو آیا۔ خواجہ نے اپنا دروازہ مضبوط کر لیا۔ اور اُس کو نہ آنے دیا۔ اور وہ دروازہ کے آگے کافی دیر ٹھہرا رہا۔ کہ کسی کام کے واسطے در کھولا ہی جائے گا۔ اور جب تک آپ سے ملاقات نہ کی۔ واپس نہ گیا واللہ اعلم

مولانا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں کہتے ہیں۔ کہ مخفی نہیں ہے کہ تحقیق آپ کے اخفا کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ در بارۂ استغفار۔ پس آپ کے پاس نیک و بد۔ مستور اور غیر مستور جمع ہو جاتے پس ممکن نہ ہوتا۔ کہ سب کے واسطے استغفار کریں۔ اور نہ ممکن ہوتا کہ سب سے انکار کریں۔ کیونکہ یہ امر موجب وحشت اور کشف احوال کا ہو جاتا اور قاضی عبد الصمد حضرت مخدوم نوح قدس سرہ کے ملفوظ میں کہتے ہیں۔ کہ شرح مشارق اور کتاب روضۃ الریاحین میں امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بلندی حالات اور علو مقامات حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ذکر فرمایا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رض اولیائے مختفی میں سے تھے۔ جن کا حال ظاہر نہ ہوتا۔ اگر آں حضرت صلے اللہ علیہ

وسلم ذکر نہ فرماتے۔ کہ اصل حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ سے مراد قرن سے پھر یمن سے ہے۔ اور پھر آپ کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ کسی ایک رسالہ میں لکھا ہے۔ کہ حق تعالےٰ کے خاص بندوں کی ایک جماعت ہے جو رات دن جناب الٰہی میں دُعا کرتے رہتے ہیں۔ اللھم استرلی فی عبادک وبلادک ٥

یعنے کہ اے اللہ ہم کو اپنے بندوں میں اور شہروں میں چھپالے جیسا کہ حضرت خواجہ اویس رضؓ کو جہان والوں میں اونٹ والوں کی صورت میں چھپایا۔ اور بجز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی نے اُن کو نہ پہچانا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ کون ہیں۔" اور اُس میں کیا ہے۔ اور قیامت کے دن ستّر ہزار فرشتہ اویس رضی اللہ عنہ کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ اور کوئی شخص حضرت خواجہ رضؓ تک نہ پہنچ سکے گا۔ اور تذکرۃ الاولیاء اور سلک سلوک میں کہتے ہیں۔ کہ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ستّر ہزار فرشتہ اویس کی صورت پر پیدا کرے گا۔ حضرت خواجہ اُنہیں میں مِل کر میدانِ حشر میں آویں گے۔ اور بہشت میں چلے جاویں گے۔ کوئی شخص آپ کو نہ پہچان سکے گا۔ مگر جس کو اللہ چاہے آگاہ کردے کہ اُن میں اویس رضؓ کون سے ہیں۔ کیونکہ دُنیا میں اللہ تعالےٰ کی عبادت وہ پوشیدہ کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو مخلوق سے الگ رکھتے تھے۔ پس آخرت میں بھی اللہ تعالےٰ اُن کو غیروں کی نظر سے بچائے گا۔

اور سِلک سلوک میں اِس قدر زیادہ ہے کہ حضرت خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنے کو شک معلےٰ سے باہر تشریف لاویں گے ایسے طرح جیسے کوئی کسی کو ڈھونڈتا ہے۔ جناب الٰہی سے خطاب ہو گا کہ آپ کس کو ڈھونڈتے ہیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں گے۔ اے خداوندا وہ کہاں ہے۔ فرمان باری تعالےٰ ہو گا:۔ فی مقعد صدقٍ عند ملیکٍ مقتدر ؕ

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہیں گے۔ کہ وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتے۔ حکم ہوگا۔ کہ آپ کو جو کوئی دیکھتا ہے۔ میرے واسطے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھ کو دیکھ لیا۔ پھر آپ کے دیکھنے کی اِس کو ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اور مجھ کو دیکھنا بغیر آپ کے کچھ نقصان نہیں کرتا ؛

خلاصہ!

کلام مترجم سے یعنے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا خدا سے ملنے کے واسطے ہے۔ جب خدا مِل گیا۔ پھر اگر رسول صلعم سے ملاقات نہ ہوئی تو کچھ ہرج نہیں۔ کیونکہ اصل مقصد (یعنے ملنا خدا کا) حاصل ہو گیا۔ ملّا حاجی دلیل الذاکرین ملفوظ حضرت مخدوم نوح رحمتہ اللہ علیہما میں کہتے ہیں۔ کہ شب معراج کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فلک الافلاک پر نورانی تختِ مرصع پر چادر ملمع فیوضات ربّانی میں قالب رُوحِ جسمانی معائنہ کرتے تھے۔ اور مشاہدہ فرماتے تھے۔ کہ کہ بفراغت پائے گستاخی دراز کرے۔ کہ معاملہ کیا ہے۔ اور یہ جرأت

کس کی ہے۔ جبرائیل امین علیہ السّلام نے کہا۔ کہ یہ قالب رُوح پر فتوح حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ہے۔ جنہوں نے آپ کے عشق میں دم مارا اور صحرائے فرقت میں قدم گاڑ دیئے۔ اور ایک ساعت آرام نہ کیا۔ اور کتاب داد الٰہی میں جو تصنیف داد ابنِ قائم قاضی دین اسمٰعیل ہوت کی ہے۔

بروایت صاحب مستفیضی و امام یافعی کے سیّدالتابعین محبّ محبوب حقانی عاشق معشوق سبحانی کی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھتا ہے۔ کہ شبِ معراج میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک میں آواز سونے کے خراٹے کی آئی۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کہ یہ کس کے خراٹوں کی آواز ہے۔ ہم نے چند فرشتہ اُس پر مقرر اور متعیّن کر دیئے ہیں۔ کہ یہ آواز ہم کو بہت پسند ہے شیخ شرف الدین یحیٰی منیری اپنے مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مع اپنے اُمتیوں کے بہشت میں تشریف لے جائیں گے۔ تو کہیں گے کہ خداوندا میری اُمت کے سب مومنوں نے مجھ کو دیکھا اور میں نے اُن کو دیکھا۔ مگر اویس قرنی کہ نہ اُنہوں نے نہ مجھ کو دیکھا۔ نہ میں نے اُن کو۔ جواب ملے گا۔ کہ آپ کو جو کوئی دیکھتا ہے۔ میرے واسطے دیکھتا ہے۔ جب مجھ کو دیکھ لیا۔ تو آپ

کا نہ دیکھنا اُس کو مضر نہ رہا۔

قطعہ

ہر کہ در سرِ محبّت بندہ شد
تا ابد ہم محرم و ہم زندہ شد
ہر کہ او از دارِ دُنیا پاک شد
نورِ مُطلق شد اگرچہ خاک شد

آٹھواں لطیفہ

جاننا چاہیئے۔ کہ جب حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دُنیا کی بلاؤں۔ اور پلیدی کو دیدہ بصیرت اور چشم یقین سے دیکھ لیا۔ تو خلقت سے جدائی اور تنہائی اختیار کی۔ اور دنیا و اہلِ دنیا سے نفرت کر کے اپنے آپ کو دونوں جہاں میں بے نام و نشان اور گمنام کر دیا۔ اور اب تک حضرت خواجہ رضؓ کی رُوح مبارک کی خاصیّت یہ ہے۔ کہ جو حضرت کی رُوح مبارک کے ساتھ محبّت و عقیدت سے مناسبت پیدا کرے۔ اور توجہ والتجا کرے۔ حضرت کی روحانیت کی برکتیں و فیوض سے اُس کو انقطاع کلی حاصل ہو۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی محنت و بلا سے چھوٹ جائے چنانچہ خواجہ محمد پارسا قدس سرّہ اپنے رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں۔ کہ سبب اِنقطاع تام واتصال الوہیت ملک انام کا توجہ اور اِشتغال محبّت کی ہے۔ افضل التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی رُوح مبارک کے ساتھ۔ اور رسالہ مذکورہ میں ہی ایک مقام پر حضرت رضی اللہ عنہ کی رُوح مبارک کی طرف متوجہ رہنے کا اثر انقطاع تام اور تجرّد کلی علائق ظاہری و باطنی سے فرمایا ہے۔ پس مُریدان و معتقدان سلسلہ عالیہ اویسیہ کے لئے مناسب یہ ہے۔ کہ بمتابعت حضرت خواجہ رضؓ

کے اپنے آپ کو دُنیا اور اہلِ دُنیا سے دُور اور آزاد رکھیں۔ اور گوشۂ نشینی اور عزلت اختیار کریں۔ اور خلقت اور اُس کی آمیزش سے قطعاً اپنے آپ کو جُدا اور تنہا رکھیں ؛

اللّٰھمّ ارزقنا متابعۃ بحرمتہٖ حبیبک وخلیلک صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم ؛

نواں لطیفہ

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے معنی ومراد کے بیان میں۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؕ حضرت مولانائے روم قدس سرہٗ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شام کے وقت مع اصحاب کے اکثر شہر سے باہر تشریف لے جاتے۔ اور روئے مبارک یمن کی طرف کرتے اور فرماتے۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؕ اور حالت کرتے اور خوشی سے بیہوش ہو جاتے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے زانو پر سر مبارک رکھ کر سو جاتے۔ اور اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہیں ہے۔ سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ العاقل تکفیہ الاشارۃ۔ درخانہ اگر کس است حرفی بس است اور شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ تذکرۃ الاولیاء میں کہتے ہیں۔ کہ کبھی کبھی خواجہ عالم صلے اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف روئے مبارک کرتے۔ اور فرماتے:۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؕ

یعنی میں نسیم راحت یمن کی طرف سے پاتا ہوں۔ اور اسی طرح بعینہٖ شیخ فریدالدین نخشنبی رحمۃ اللہ علیہ نے سلک سلوک میں کہا ہے۔ کہ یہاں بجائے لفظ نفس کے لفظ ریح لائے ہیں۔ اور

شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رحمتہ اللہ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ باد لطف ایک شتربان یعنے حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ کے سینہ سوختہ پر چلی۔ فرشتہ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ جبرائیل علیہ السّلام سے کہا ہم نے سات لاکھ برس میں ایسی خوشبو نہیں پائی۔ جیسی اب آتی ہے۔ جبرائیل علیہ السّلام نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔: انی لاجد نفس الرحمٰن من اقبل الیمن ؎ یہ نسیم ایک شتربان کے سینہ کی ہوا ہے۔ جس نے یمن میں مستی کی ہے ؛

بیت

شورے در شہر فگند آں بت زناربدست
چوں خراماں زخرابات بروں آمد مست

مجالس المومنین میں نقل کیا ہے۔ کہ غوث المتاخرین سیّد محمد نور بخش نور اللہ مرقدہ شجرۃ الاولیاء میں جو اُن کی تالیفات سے ہے۔ نقل فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں :۔ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؎

پس جس شخص کی تعریف آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں اس کو کسی دُوسرے شخص کی تعریف کی کیا پروا اور حاجت ہے سیّد المتابعین حیدر بن علی الآملی رحمتہ اللہ علیہ نے شروع کتاب منبع الانوار میں ذکر کیا ہے۔ در باب جلالہ قدر اور علو و شان

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اور اُن کے اطلاع کے اسرار الٰہی پر از روئے کشف و ذوق کے اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت یمن کی طرف سے استشمام روایح حضرت خواجہ کے انفاس شریفہ کا فرمایا ہے۔ اور حضرت خواجہ رضؓ کے حق میں فرمایا ہے:- انی لانتنشق روح الرحمٰن من طرف الیمن ؂

اور مولانا بدر الدین جعفر بدخشی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خلاصتہ المفاخر میں نقل کیا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم با ایں کمال علو و مقام خود اپنا روئے مبارک یمن کی طرف کرتے اور سینہ مبارک سے کپڑا الگ کر کے فرماتے۔ کہ انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ٥

اور اس سے مراد حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے۔ اور شرح احیاء العلوم میں بھی لکھا ہے۔ کہ اشارہ نفس الرحمٰن کا حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ کی طرف ہے رضی اللہ عنہ اور مولانا علی ابن سلطان محمد قاری معدن العدنی میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی نے فرمایا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں حاصم عم اویس قرنی قطب وقت تھے۔ رضی اللہ عنہما اور حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ٥ انہیں کے حق میں واقع ہوئی ہے

اور بعینہ اسی طرح مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں جو اقسام اولیاء کے بارہ میں تالیف فرمایا ہے لکھا ہے۔ اور مولانا حسن بن معین الدین منیری نے بھی فوائح میں کہا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قطب ابدال عصام قرنی تھے۔ جو چچا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ اور جب وہ فوت ہو گئے تھے۔ تو ابن عطا احمد تھے۔ جو ایک گاؤں میں درمیان مکہ اور یمن کے رہتے تھے۔ لیکن مولانا قاری رحمۃ اللہ علیہ معدن العدنی میں کہتے ہیں۔ کہ میرا گمان ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قطب ابدال حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے۔ کیونکہ مستور الحال تھے۔ اور امام یافعی نے کہا ہے۔ کہ تحقیق قطب ابدال مستور الحال ہوتا ہے۔ بوجہ رشک و غیرت کے۔ کہ جو خدا تعالےٰ کی طرف سے اُس پر ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری ۔ واللہ اعلم ؛

اور مولانا یعقوب چرخی کی بھی کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ قبریں قطب ابدال اور قطب الارشاد اولیائے عربستان کی زمین کے برابر اور ناپیدا ہیں۔ انتہٰی ؛

اور مولانا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کتاب شرح صدور فی احوال الموتیٰ والقبور میں اور مولانا سید محمود کتاب حیوۃ الذاکرین

میں فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب دفن کیا۔ قبر کا نشان بنایا گیا۔ مگر پھر آکر دیکھا۔ تو وہاں نہ قبر تھی نہ اُس کا کچھ نام و نشان تھا۔ انتہی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ قطب تھے۔ کہ اُن کی قبر زمین میں گم اور ناپیدا ہے۔ واللہ اعلم؛

اور ہدایت الاعمیٰ ہے۔ کہ بعضے لوگ بزرگوں نے کہا ہے کہ ہر ایک شہر میں علیحدہ قطب ہے۔ اور سب کا قطب الاقطاب ایک ہے۔ پس وہ نگہبان عالم کے ہیں۔ اور اُن میں سے کوئی مرتبہ نبوّت کو نہیں پہنچتا۔ کیونکہ ہر ایک، پیغمبر کے زمانہ میں یہ ہوتے رہے ہیں۔ خصوصاً رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ قطب تھے۔ کہ ادنےٰ درجہ نبوّت کا ہے اور اس مقام پر یہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ لفظ یمن جو حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؕ میں واقع ہوا ہے نام ولایت اور ملک کا ہے۔ جیسا کہ لطیفہ اولیٰ میں اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن کتاب تمہیدات میں لفظ یمن متعدّد جگہ پر واقع ہوا ہے۔ اور اس کا ترجمہ فارسی زبان میں بلفظ راست کیا گیا ہے۔ اور اصحاب الیمین بھی بولی گئی ہے۔ واللہ اعلم؛

اور تمہیدات کلمات مست والست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی کی ہے۔ اور معنی و مراد کلام مستان و اہل عشق کی صاحبان ہوش اور

اہلِ عقل کی سمجھ میں نہیں آتے (ہمن مترجم کیونکہ وہ عشق سے اور عقل سے کلام کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں۔ اور جب عشق آیا عقل گئی۔ اس لیے اہلِ عشق کی کلام عشاق ہی خوب سمجھ سکتے ہیں۔ تو چہ دانی سرِّ مستان را ٭)

اللّٰھمّ انی اسئلک حبّک وحبّ اولیائک و اصفیائک بفضلک وکرمک ٭

دسواں لطیفہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حصولِ شرف ملاقات کے واسطے جانے کے بیان میں مجالس المومنین میں کہا ہے۔ کہ ایک دن حضرت خواجہ رضہ نے اپنی مادر سے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے جانے کی اجازت چاہی۔ آپ کی مادر نے کہا کہ جاؤ۔ لیکن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر گھر میں تشریف نہ رکھتے ہوں۔ تو ٹھہرنا مت۔ جلد چلے آنا۔ جس وقت حضرت خواجہ زیارت کو گئے۔ تو اُس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کاشانہ مبارک میں تشریف نہ رکھتے تھے۔ خواجہ اویس رضہ جلد اپنی مادر کی خدمت میں لوٹ آئے۔ جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کاشانہ مبارک میں تشریف فرما ہوئے تو آپ نے ایک نور گھر میں دیکھا۔ کہ پہلے ویسا کبھی وہاں نہ دیکھا تھا پوچھا۔ کہ کون شخص یہاں آیا تھا۔ جواب مِلا کہ ہاں یمن سے ایک اونٹ وال اویس نام آیا ہے۔ سلام کہہ کر واپس چلا گیا۔ پس آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تحقیق یہ نور اویس ہے۔ جو ہمارے گھر میں ہدیہ چھوڑ کر آپ چلا گیا۔ شیخ محمود نے رسالہ بحرالرموز میں لکھا ہے۔ جو ملفوظ بندگی سلطان الواصلین برہان الکاملین حضرت شاہ جلال الدین محمود اویسی جعفری کا ہے۔ نور اللہ مرقدھما۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ

رضی اللہ عنہ کی مادر نابینا اور مرزمنہ تھیں۔اس سبب سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ ان کی خدمت میں رہتے تھے۔ اور بوجہ حکم شریعت کے اتباع کے مادر کی فرمانبرداری کرتے تھے۔آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہیں ہو سکتے تھے۔اور ہمیشہ اجازت مانگتے تھے۔لیکن اُن کی مادر اجازت نہ دیتی تھی تھیں۔ایک دن حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مادر سے عرض کیا۔کہ چار پہر کی رخصت دے دیجیئے۔ مادر نے کہا۔کہ آٹھ پہر کے اندر میرے پاس واپس آجانا۔حضرت خواجہ رضہ رخصت لے کر مدینہ شریف میں آئے۔اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ گھر میں تشریف رکھتی تھیں۔خواجہ رضی اللہ عنہ بلا اجازت گھر کے اندر چلے گئے۔حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا حیران رہ گیئں۔کہ یہ شخص کہاں سے آیا ہے۔حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے پوچھا۔کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں۔حضرت اُمّ المؤمنین نے فرمایا۔کہ شکار میں باہر گئے ہیں۔پوچھا کہ کس وقت آئیں گے۔حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔واللہ اعلم ؏

نماز ظہر کے وقت تشریف لادیں گے۔حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔کہ میرا سلام آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا دینا۔جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔تو حضرت اُمّ المومنین رضی اللہ عنہ نے سلام حضرت خواجہ اویس رضہ کا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔آپ نے پُوچھا

کہ تم نے خواجہ اویس رضہ کو دیکھا۔ بی بی صاحبہ نے کہا۔ کہ ہاں دیکھا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پھر باہر تشریف لائے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ کہ جلد آؤ۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فوراً حاضر ہوئے۔ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے مُنہ کی طرف دیکھو۔ سب نے روئے مبارک کی طرف دیکھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے عائیشہ صدیقہ کی طرف دیکھا۔ وہ بھی بخشی گئیں۔ اور عائشہ نے میری طرف دیکھا۔ میں بھی بخشا گیا۔ تم نے میری طرف دیکھا تم بھی بخشے گئے حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے اجازت مانگی کہ ہم بھی اویس کو دیکھیں۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی۔ اور فرمایا کہ اُس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر ایک نشان سفید ہے۔ لیکن وہ برص نہیں۔ جب حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما لشکر کے ساتھ یمن گئے۔ اور دعوتِ اسلام کی۔ اور خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کو پوچھا۔ کوئی اُن کا پتہ نشان نہ بتا سکا۔ چند روز بعد ایک بوڑھا مرد ضعیف آیا۔ اور اُس نے خبر دی۔ کہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جس کو آپ تلاش فرماتے تھے۔ فلاں محلہ قرن میں ہے۔ جب کہ اوّل ستون اُس جگہ رکھا گیا تھا۔ اور زمین کھودی گئی تھی۔ زمین کے نیچے سے ایک سینگ نکلا تھا۔ اور سینگ کو عربی میں قرن کہتے ہیں پس نام اُس محلہ کا قرن رکھا گیا ہے۔ پس ہر دو اصحابہ رضہ محلہ قرن میں

تشریف لائے۔ چند روز گزرے۔ کہ صحابہؓ نے اویسؓ کو ڈھونڈوایا۔ نہ
ملے۔ پھر وہ شخص آیا۔ اور کہا کہ اِس وقت وہ بعد ادائے نماز مغرب
اِسی رستہ سے ابدالان کی روش پر جاتا ہے۔ اِسی کو اویس کہتے ہیں۔
حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔
کہ خواجہ اویس رضؓ کو دیکھو۔ جب یہ گئے۔ خواجہ اویس رضؓ کی زبان سے
لفظ "ہُو" نکلا۔ کہ بلال رضی اللہ عنہ پر حال غالب ہو گیا۔ اور بیہوش
ہو کر گر پڑے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خبر ہوئی۔ اُن کو اُٹھا
کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ نے اُن پر ایک دم پھونکا۔ تو ہوش میں آ گئے۔ پھر اُن سے پوچھا
کہ تمہارا کیا حال ہوا۔ حضرت بلال رضؓ نے حضرت عمر رضؓ کی طرف مُنہ
کیا۔ حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بعد مغرب کے خبر ملی۔ کہ
ایک شخص بطریق ابدالان چلتا ہے۔ اور اُس کا نام اویس رضؓ ہے اور یہ
وُہی اویس رضؓ ہے۔ میں نے بلال رضؓ سے کہا۔ کہ تم جا کر دیکھو۔ اس پر
حضرت بلال رضؓ نے کہا۔ کہ میں نے جا کر اُن پر سلام بھیجا۔ اُن سے
آواز "ہُو" کی نکلی۔ وہ آواز ہوے سُنکر میں بیہوش ہو گیا۔ پس
میں نے بہ تحقیق سمجھ لیا۔ کہ یہ وہی اویس ہے۔ دُوسرے تیسرے
دن حضرت عمر و حضرت علی نے حضرت بلال رضؓ سے فرمایا۔ کہ تم ہمارا
اسلام خواجہ اویس کو پہنچاؤ۔ اور کہو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے صحابہ آپ کی مُلاقات کو آئے ہیں۔ جس وقت آپ فرمائیں۔

ملاقات کریں۔ حضرت بلال رضؓ نے سلام پہنچا کر پیام دیا۔ حضرت خواجہ اویس رضؓ نے فرمایا۔ کہ جمعہ کے دن صبح کی نماز ہمارے ساتھ ادا کریں۔ لیکن رئیسان یمن کو ساتھ لائیں۔ پس جمعہ کے دن صبح کو سوار ہوئے۔ اور جب بلندی پر پہنچے۔ دیکھا کہ ایک خلقت جمع ہے۔ اور ڈیرہ خیمہ کھڑے ہیں۔ جب نزدیک گئے۔ دیکھا کہ حضرت خواجہ اویس رضؓ سر پر چھتر بلباس شاہانہ ایک شاہانہ فرش پر جلوہ افروز ہیں۔ صحابہ رضؓ کے پہنچنے پر ملاقات کر کے نماز میں مشغول ہوئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے چند حرف و حکایات کر کے رخصت کیا۔ پس اُس جگہ خواجہ اویس رضؓ نے خلافت و ارشاد حق خلفا ء پر ظاہر کیا۔ اور دل پژمردہ کو گویا حیات اور جان افسردہ کو ایک ثبات اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ظاہر ہوئی۔ اور یہاں سے سلسلہ پیری و مریدی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ آج تک ظاہر ہے۔ پس کہتے ہیں۔ کہ وہ خرگاہ و تنبو اور لشکر درگاہ رب العالمین سے فرشتے لائے تھے۔ اور اب اُس کو فرشتے اُٹھا کر جہان میں پھرتے ہیں۔ چونکہ ان کو جدول کہتے ہیں۔ صبح کے وقت مانند محل و کوشک کے دکھلاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہی خرگاہ و تنبو حضرت رضی اللہ عنہ کے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اُن کی برکتیں ہم کو پہنچائے اور اُن کی فتوحات سے ہم کو بہرہ ور کرے ؏

گیارہواں لطیفہ

امیرالمومنین حضرت عمر خطاب و امیرالمومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملاقات کے بیان میں۔ کتاب نورالمریدین شرح تعرف میں مولانا اسمٰعیل بن عبداللہ رحمہما اللہ کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ بوجہ خدمت گزاری اپنی والدہ ضعیفہ صالحہ کے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہ آسکے۔ تو خدائے تعالےٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت خواجہؒ کے حال سے خبر دے۔ بہ برکت خوشنودی مادر کے اُن کو کرامت بخشی اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حال سے صحابہ کرام رضؓ کو خبر دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بشارت دی۔ کہ تم اُن کو دیکھو گے۔ اور جب تم اُن سے ملو۔ میرا اسلام اُن کو پہنچانا۔ اور کہا کہ میری اُمّت کے واسطے کہ میں پیغمبر ہوں۔ دعا کریں۔ انتہیٰ ؛

تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ کہ یہ کون شخص ہو گا۔ رسول اللہ صؐ نے فرمایا کہ ایک بندہ بندگانِ خدا سے ہے۔ صحابہ نے کہا۔ کہ ہم سب بندے خدا کے ہیں۔ مگر نام اُس کا کیا ہے۔ فرمایا کہ اویس۔ عرض کیا۔ کہ وہ کہاں رہتا ہے۔ فرمایا۔ کہ قرن میں عرض کیا۔ کہ اُس نے آپ کو دیکھا ہے۔ فرمایا کہ بچشم ظاہر نہیں دیکھا عرض

کیا۔ کہ تعجب ہے۔ کہ آپ کا ایسا عاشق اور آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو فرمایا۔ کہ دو سبب سے۔ ایک غلبۂ حال سے۔ دوسرے بوجہ تعظیم شریعت کے کہ بموجب حکم شریعت اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول ہے۔ عرض کیا کہ ہم اس کو دیکھیں گے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا۔ کہ آپ اس کو نہ دیکھیں گے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ عنہ سے فرمایا۔ کہ آپ اس کو نہ دیکھیں گے۔ لیکن فاروق اور علی دیکھیں گے۔ اس کے بدن پر بال ہیں۔ اور اس کے پہلوئے چپ اور کفِ دست میں بقدر درم کے سفیدی برص کی ہے۔ جب اس سے ملو میرا سلام پہنچانا۔ اور کہنا کہ میری اُمت کے واسطے دعا کرے۔

مجالس المومنین میں لکھا ہے۔ کہ منقول ہے۔ کہ سلمان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ یہ شخص کون ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ تحقیق یمن میں ایک شخص ہے۔ جس کو اویس کہتے ہیں۔ اور قیامت کے دن میری اُمت کی ایک جماعت اس کی شفاعت سے بہشت میں داخل ہو گی۔ جو کوئی تم میں سے اُس سے ملے۔ وہ میرا سلام اس کو پہنچا دے۔ اور پیام دے کہ میری اُمت کے حق میں دُعا کرے۔ شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔ کہ روایت ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ ایک شخص یمن کا تم سے ملے گا۔ اُسی کا نام اویس ہے۔ اور اُس کے سوائے اس کی مادر کے اور کوئی نہیں۔ اور تحقیق اُس کے برص تھا۔ پس اُس نے دُعا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے دُور کر دیا۔ اُس سے اُس بیماری کو لیکن بقدر ایک دینار یا درہم کے (اس میں راوی کو شک ہے) اور مُلاّ علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں اِس حدیث کے معنے میں کہ سوائے مادر اور کوئی اُن کے یمن میں نہیں ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اُن کے کوئی اہل وعیال نہیں ہے۔ یمن میں سوائے ایک مادر کے۔ کہ جس کی خدمت مانع آتی تھی۔ اُن کو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے۔ اور شیخ عبدالحق قدس سرہٗ شرح مشکوٰۃ میں ایک روایت ہے۔ سفیدی بقدر درہم کا ہونا خود اُنہی کی دُعا کے سبب تھا۔ کہ انہوں نے دُعا کی تھی۔ کہ الٰہی اس بیماری سے کسی قدر میرے بدن میں نشان باقی رکھ کر اُس کو دیکھ کر تیری نعمت کو یاد کروں۔ پس جو کوئی تم میں سے اُن سے مُلاقات کرے۔ چاہئے کہ اُن سے درخواست دعائے آمرزنش کی کرے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ امر خواجہ اویس کا دل خوش کرنے کے واسطے کہا تھا۔ ونیز واسطے دفعیہ اِس توہم کے۔ اگر کسی کو ہو کہ خواجہ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے تخلف کیا۔ کہ ان کی عدم حاضری بوجہ خدمت گزاری اپنی مادر کے تھی۔ جو باتباع وتنظیم حکم شریعت وہ کرتے تھے۔ اور بحر السعادت میں

ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں حج کے دنوں ایام
تشریق کے دوسرے دن وعظ فرماتے تھے۔ اور احکام خداوندی تعالیٰ
اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلقت کو سمجھاتے تھے۔ اور تمام حاجی
لوگ موجود تھے۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ کہ اے اہلِ کوفہ اُٹھ کھڑے ہو۔
سب اُٹھ کھڑے ہو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ تم میں سے جو اہلِ قرن
سے ہوں۔ وہ کھڑے رہیں۔ چنانچہ سب لوگ بیٹھ گئے۔ صرف ایک آدمی
کھڑا رہا۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ کہ تو قرن کا رہنے والا ہے۔ اس نے
عرض کیا۔ کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو اویس رضہ کو پہچانتا ہے۔ اُس نے عرض
کیا۔ کہ یا امیر المومنین وہ اِس درجہ کا آدمی نہیں۔ کہ امیر المؤمنین اس کو یاد
فرماتے۔ وہ بہت حقیر آدمی ہے۔ لوگوں کی نگاہ میں دیوانہ ہے۔ لوگوں
سے بھاگتا ہے۔ سب لوگ اُس کو دیوانہ جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضہ نے
فرمایا۔ کہ تم لوگ اس کو نہیں پہچانتے۔ میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم سے سُنا ہے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دن
قیامت کے اللہ تعالےٰ میری اُمت کے گناہ گاروں میں سے بقدر موٹے
گوسفنداں بنی کلیب اُن کے سبب سے بخشدیگا۔ اور بہشت میں بھیجے
گا۔ اور بہت تعریف حضرت خواجہ رضہ کی کی۔ حکایات الصالحین میں لکھا
ہے۔ کہ خواجہ اویس رضی اللہ عنہ اولیائے اُمت محمدیہ میں سے تھے۔ اور
مرتبہ ایسا عالی رکھتے تھے۔ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
قبیلہ قرن میں ایک شخص ہے۔ اور نام اُس کا اویس ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ

کی وحدانیت اور میری رسالت پر غائبانہ ایمان لایا ہے۔ اور میری ملاقات سے اُس کو اُس کی مادر ضعیفہ کی خدمت نے باز رکھا ہے۔ اور حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے فرمایا۔ کہ میری وفات کے بعد تم اُس سے عرفات میں ملو گے۔ پس تم کو چاہیئے۔ کہ اُس کو میرا اسلام پہنچاؤ۔ اور پیام دو۔ کہ میرے لئے اُمت کے حق میں شفاعت کی دُعا کرے۔ پس تمام صحابہ رضؓ نے تعجب کیا۔ اور کہا۔ کہ اس قدر مرتبہ عالی رکھتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- ان یھیب اللہ من اُمتی بشفاعتہ د اصواف بنی کلیب واشعارھا ہ

تحقیق اللہ تعالےٰ میری اُمت میں سے اُس کی شفاعت کے سبب بقدر تارہائے لشم اور موئے میشہائے بنی کلیب کے بخشدیگا۔ اور یہ اشارہ بنی کلیب کی بھیڑ بکریوں کے بالوں کا بوجہ اُن کی کثرت کے فرمایا۔ کیونکہ وہ اس قدر ہیں۔ جن کا شمار معلوم نہیں۔ ہر ایک شخص کی بھیڑ بکریاں بہت ہیں۔ واسطے بخشش اُمت کے آپ نے اُن کی شفاعت سے اشارہ یا لبشارۃ فرمائی۔ مولانا اسمٰعیل بن احمد رحمہم اللہ نورالمریدین شرح تعرف میں کہتے ہیں۔ کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں حج کو گئے۔ یمن کے لوگوں سے امیرالمومنین نے عرفات میں پوچھا۔ کہ اویس قرنی رضؓ کون ہے لوگوں نے کہا۔ کہ وہ ایک دیوانہ آدمی ہے۔ ہمارے مویشی کا چرواہا ہے۔ حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہ گئے۔ اور اُن سے ملاقات کی۔ اور فرمایا کہ اگرچہ خلقت اُن کو دیوانہ کہتی ہے مگر

پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگرچہ خلقت اُن کو دیوانہ کہتی ہے مگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ وہ ایک ایسا شخص ہے۔ کہ میری اُمت کے گنہگار بقدرِ شمار گوسفنداں بنی کلیب اُن کی شفاعت سے اللہ تعالےٰ بہشت میں بھیجے گا۔ اور نام اُن کا اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ اور وہ خلقت کے نزدیک دیوانہ ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک اُس کا ایسا مقام اور درجہ ہے۔ کہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب احیائے علوم اور کیمیائے سعادت میں فرماتے ہیں۔ کہ جب تولیت اُمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ لوگوں سے فرمایا۔ کہ تم میں سے جو عراقی ہوں۔ اُٹھ کھڑے ہوں۔ سب اُٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا کہ جو کوفہ کے باشندے نہیں وہ بیٹھ جائیں۔ پس ایک جماعت بیٹھ گئی۔ پھر فرمایا۔ کہ جو قرن کے باشندے نہیں وہ بیٹھ جائیں۔ سب بیٹھ گئے۔ صرف ایک شخص کھڑا رہ گیا۔ حضرت امیر المومنین رض نے فرمایا۔ کہ تو قرنی ہے اُس نے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو اویسؓ کو جانتا ہے۔ کہا ہاں۔ جانتا ہوں۔ مگر وہ اس سے زیادہ حقیر ہے۔ کہ امیر المومنین اس کی بات کریں یا اُس کو پوچھیں۔ اور وہاں اُس سے زیادہ کوئی حقیر اور احمق اور دیوانہ اور درویش نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ بات سُنی۔ آپ رو پڑے۔ اور فرمایا کہ مَیں اُسی کو تلاش کرتا ہوں۔ میں نے اُس کی نسبت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کہ بقدرِ شمار مردماں ربیعہ و مضر کے اُس کی شفاعت سے اُمتِ محمدیہ کے گناہ گار بخشے جائیں

گے۔اور بہشت میں جائیں گے۔اور یہ قبائل ایسے تھے۔کہ جن کی حد و شمار نہیں ہے۔بوجہ اُن کی کثرت کے۔اور بعینہٖ اسی طرح مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے کتاب شواہد النبوت میں لکھا ہے۔لیکن اس قدر زیادہ ہے۔وہ ایک شخص جو اہل قرن سے تھا۔اور کھڑا ہوا تھا۔اُس کا نام اُنیس ہے۔مولانا علی ہجویری قدس سرہٗ کتاب کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔کہ ایک شخص اویس نام قرن سے ہوگا۔کہ اُس کی شفاعت میری اُمت کے حق میں بقدر شمار گوسفندان ربیعہ و مضر کے ہوگی۔اور یہ فرما کر روئے مبارک حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف کیا۔اور فرمایا کہ تم کو اُس سے ملاقات کا اتفاق ہوگا۔اور وہ ایک مرد ہے۔میانہ قد موئے دراز اور اُس کے پہلوئے چپ پر سفیدی ہے۔بقدر ایک درہم کے نہ اس سے زیادہ نہ کم۔اور اسی قدر سفیدی اس کے کفِ دست پر ہے۔اُس کی شفاعت میری اُمت کے لوگوں میں بقدر شمار گوسفندان ربیعہ و مضر کے ہوگی۔جب تم اُس سے ملو۔تو میرا سلام اس کو پہنچانا۔اور کہنا۔کہ میری اُمت کے حق میں دُعا کرے۔اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعد وفات آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ معظمہ میں پہنچے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ ساتھ تھے۔درمیان خطبہ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔کہ اے اہلِ نجد اُٹھ کھڑے ہو۔جب وہ اُٹھے۔فرمایا۔کہ تم میں قرن کا کوئی شخص ہے۔اُن لوگوں نے کہا۔

ہیں۔ اور ایک جماعت کو امیر المومنین کے سامنے کھڑا کیا۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُن لوگوں سے حال خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا دریافت کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ایک دیوانہ آدمی اویس نام ہے کہ وہ آبادی میں نہیں رہتا۔ اور کسی کے پاس نہیں بیٹھتا۔ جو کچھ آدمی کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا۔ اور غم و شادی کچھ نہیں جانتا۔ جب لوگ ہنستے ہیں تو وُہ روتا ہے ۔ اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے ۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ مَیں اُسی کو پوچھتا ہوں۔ عرض کیا۔ وہ جنگل میں ہمارے اونٹوں میں ہے۔ امیر المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ اُٹھے۔ اور جہاں وہ تھے گئے۔ خواجہ رضہ کو نماز میں مشغول پایا۔ یہاں تک کہ حضرت خواجہ رضہ نماز سے فارغ ہوئے۔ اور سلام کیا۔ اور نشان پہلو اور کفِ دست کا دکھایا۔ کہ اُن کو معلوم ہو گیا۔ کہ یہ وہی حضرت اویس ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ پس حضرت امیر المومنین رضہ نے دُعا چاہی۔ اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچایا۔ اور دُعائے اُمت کے واسطے کہا۔ اور تھوڑی دیر حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ حضرت خواجہ رضہ نے فرمایا۔ جو کچھ آپ نے کہا۔ پھر فرمایا۔ کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ کہ قیامت نزدیک ہے۔ کہ مجھ کو وہاں سے لوٹنا نہیں۔ میں اب سامانِ راہِ قیامت میں مشغول ہوں۔ جب اہل قرن لوٹ کر واپس گئے۔ تو حضرت خواجہ رضہ کی حرمت و عزت کرنے لگے۔ آپ وہاں سے نکل کر کوفہ کو چلے گئے۔ اور تاریخ امام اعثم کوفی میں ہے۔ کہ حضرت

خواجہ اویس رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کو گئے۔ اور وہاں درخت کے نیچے نماز پڑھتے تھے۔ کہ حضرت عمر و علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وہاں پہنچے۔ اور حضرت خواجہ رضؓ کے ساتھ ملاقات کی۔ اور درخواست شفاعت اُمّت کی کی۔ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دُعا کی۔ اور بمقدار عدد موئے گوسفنداں مردم ربیعہ و مضر کے اُمّت محمّدیہ کی بخشش کا وعدہ کرایا۔ واللہ اعلم!

اور رسالہ قوۃ الارواح میں ہے۔ کہ جب دن قیامت کا ہو گا حضرت ربّ العزّت سے آواز پہنچے گی۔ کہ اے نیک بندو بہشت میں داخل ہو اور اے اویس قرنی آپ ان کا توقف کریں۔ اور اپنی زبان سے گنہگارانِ اُمّت محمّدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں شفاعت کریں کہ میرا وعدہ ہے۔ کہ بعد موئے گوسفنداں قبیلہ ربیعہ و مضر کے آپ کی شفاعت سے فردوس میں بھیجوں گا۔ کیونکہ یہ کچھ ٹھیک نہیں کہ آپ جیسا سپہ سالار اور شہبانہ تنہا بہشت میں جاوے۔ اور شرح تعرف عربی حیوٰۃ الذاکرین میں مولانا سیّد محمود کہتے ہیں۔ کہ حدیث میں ہے جس کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ کہ فرمایا۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے۔ اپنی مخلوقات میں اپنے پوشیدہ برگزیدگان کو جو گرد آلودہ اور ژولیدہ مو ہوں۔ اور اُن کے رنگ تیرہ ہوں۔ اور پیٹھ اُن کی سوکھ گئی ہو۔ اور شکم اُن کے پیٹھ کو لگ رہے ہوں۔ جب وہ کسی بادشاہ

کے پاس جانا چاہیں۔ اُن کو اندر نہ گھسنے دیں۔ اور جب وہ تونگروں کی لڑکیوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں۔ تو اُن کے ساتھ کوئی نکاح نہ کرے۔ اور جو وہ گم ہو جائیں۔ تو کوئی اُن کی تلاش نہ کرے۔ اور جو وہ آجاویں۔ تو کوئی اُن کے آنے پر خوشی نہ کرے۔ اور جو وہ بیمار ہو جائیں تو کوئی اُن کو نہ پُوچھے۔ اور جب وہ مرجاویں۔ تو لوگ اُن کے جنازہ پر حاضر نہ ہوں۔ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا۔ کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں۔ ہم کو اُن کا پتہ و نشان بتایئے۔ فرمایا۔ کہ وہ اویس قرنی ہے پوچھا۔ کہ اویس قرنی کون ہے۔ فرمایا کہ کبود چشم اور اُن کے ہردو گوشش میں بعد ہے۔ اور میانہ قد ہے۔ اور سخت گندم گوں ہے۔ اور اُس کی زنخدان سینہ سے ملی رہتی ہے اور آنکھیں اُس کی سجدہ گاہ پر جمی رہتی ہیں۔ اور داہنے کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہُوئے روتا ہے۔ اپنے نفس پر اور پُرانے پھٹے کپڑے ہیں اُس کے۔ اور ازار پشم کی پہنے ہوُئے ہے۔ اور چادر پشم کی یعنی کمبلی اوڑھے ہوُئے ہے۔ ساکنانِ زمین میں مجہول ہے۔ کہ اِس کو لوگ نہیں جانتے۔ اور ساکنانِ آسمان میں مشہور و معروف ہے۔ اگر کسی بات پر وہ قسم کھالے تو بے شک اللہ تعالےٰ اُس کی قسم کو سچی کر دے۔ تحقیق جب دن قیامت کا ہوگا۔ کہا جاوے گا۔ آویں نیک لوگ بہشت میں۔ اور اویس رضہ سے کہا جاوے گا۔ کہ تو شفاعت کر میرے بندوں کی۔ پس قبول کرے گا۔ اللہ تعالےٰ شفاعت اُس کی مانند عدد ربیعہ و مضر کی۔ اے عمرو

علی، جس وقت کہ تم اُس سے مِلو۔ اس سے دعائے آمرزش کراؤ۔ اپنے واسطے۔ پس کچھ عرصہ گزرا۔ اور دس برس تک حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ کو تلاش کیا۔ مگر وہ نہ ملے۔ پس جس سال میں کہ حضرت عمر رضہ نے وفات پائی ہے۔ وہ سال گزر رہا تھا۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوہ ابو قبیس پر جو کہ مکّہ معظمہ میں ہے۔ تشریف لائے۔ اور ایک بلند آواز سے کہا۔ کہ اے اہل یمن تم میں سے کوئی شخص اویس رضہ نام ہے۔ پس ایک بوڑھا دراز ریش اُٹھا۔ اور اُس نے کہا۔ کہ ہم کو معلوم نہیں ہے۔ کہ اویس کون ہے۔ لیکن میرے ایک برادر زادہ کا بیٹا ہے۔ اُس کو اویس رضہ کہتے ہیں۔ اور وہ ایک گمنام آدمی ہے۔ قابلِ ذکر کرنے کے نہیں۔ بہت مفلس ہے۔ اُس کی ایسی شان اور حیثیت نہیں۔ کہ وہ آپ کی خدمت میں شرف باریابی حاصل کرے۔ اور وہ ہمارے اُونٹوں کو چرایا کرتا ہے۔ اور ہماری قوم میں نہایت ادنیٰ درجہ کا آدمی ہے۔ اور بے عقل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ کس جگہ۔ بوڑھے نے کہا۔ کہ عرفات کے اراک کے بوٹوں میں۔ حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما بہت جلد سوار ہو کر عرفات کی طرف گئے دیکھا کہ حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک درخت کے نیچے کھڑے نماز پڑھتے ہیں۔ اور اونٹ اُن کے گرد چرتے ہیں۔ پس حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اپنی سواریوں کو باندھ دیا۔ اور حضرت

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف رُخ کیا۔ اور نزدیک پہنچ کر کہا۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ پس حضرت خواجہ رضہ نے نماز کو سُبک کر دیا یعنی تمام کی۔ اور اُن کو جواب سلام کا دیا۔ پس حضرت خواجہ رضہ سے پوچھا۔ کہ تم کون ہو۔ کہا کہ میں اُونٹوں کا چرواہا۔ اور قوم کا مزدور ہوں۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ آپ کے چرواہاپن اور مزدُوری کو نہیں پُوچھتے۔ ہمارا مطلب یہ ہے۔ کہ نام بتاؤ۔ تمہارا نام کیا ہے۔ حضرت خواجہ رضہ نے کہا۔ نام میرا عبداللہ ہے۔ صحابہ رضہ نے فرمایا۔ کہ ہم بہ تحقیق جانتے ہیں۔ کہ ساکنانِ زمین و آسمان کلہم خدا کے بندے ہیں۔ پس تم اپنا وہ نام بتاؤ۔ جو نام تمہاری ماں نے رکھا ہے۔ حضرت خواجہ رضہ نے کہا۔ کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ یعنی اس بات سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ پس صحابہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اویس قرنی رضہ کی تعریف فرمائی ہے۔ پس تحقیق رنگ اور بالوں سے تو ہم نے پہچان لیا ہے۔ مگر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتایا تھا کہ آپ کے پہلوئے راست میں سفیدی ہے۔ اس لئے آپ اپنا پہلو ہم کو دکھا دیں۔ اگر وہاں سفیدی ہے۔ تو آپ بیشک وہی اویس رضہ ہیں۔ پس حضرت خواجہ رضہ نے پہلو اپنا کھول دیا۔ دیکھا۔ کہ سفیدی ہے۔ پس پہچان لیا۔ صحابہ رضہ اس کو چوم لیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم گواہی دیتے ہیں اس بات پر کہ آپ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہیں۔ پس آپ

ہمارے واسطے دعائے آمرزش کریں۔ اللہ تعالےٰ ہماری آمرزش کرے۔ حضرت خواجہ رضؓ نے کہا۔ کہ میں اپنے اِستغفار کو اپنے نفس کے واسطے یا کسی دوسرے کے واسطے اولادِ آدمؑ میں سے خاص نہیں کرتا۔ علیٰ نبیّنا علیہ السّلام۔ لیکن دعائے آمرزش کرتا ہوں۔ ہر ایک کے واسطے جو بحر و بر میں ہے۔ اور واسطے تمام مومن مردوں اور عورتوں اور مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے۔ پس آپ صاحبان کون ہو۔ جن پر اللہ تعالےٰ نے میرا حال ظاہر کر دیا۔ اور میرے مالک نے تم کو مجھ سے شناسا کر دیا۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ کہ یہ امیر المومنین عمر خطابؓ ہیں۔ اور مَیں علی ابن ابی طالب ہوں۔ پس حضرت خواجہ رضؓ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ اور کہا۔ کہ السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اور آپ ابی طالب کے بیٹے ہیں۔ پس اس اُمت میں جزائے خیر دے تم کو اللہ تعالےٰ، صحابہ رضؓ نے کہا کہ تم کو تمہارے نفس سے اللہ تعالےٰ جزائے خیر دے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ رضؓ سے کہا۔ کہ تم اِس جگہ ٹھہرو۔ اللہ تعالےٰ تم پر رحمت کرے ہم مکّہ ہو کر آپ کے پاس پھر آتے ہیں۔ اور آپ کے واسطے ہم اپنے پاس سے کھانا اور اپنے کپڑے میں سے لباس لاتے ہیں۔ ہمارا تمہارا یہ ہی اقرار ہے۔ کہ حضرت خواجہ رضؓ نے کہا۔ اے امیر المومنین میرا اور آپ کا کوئی وعدہ نہیں۔ اور نہ مَیں دُنیا میں آج کے بعد آپ کو کبھی

دیکھوں گا۔ اور مَیں کیا کروں۔ نفقہ اور لباس کو۔ نہیں دیکھتے میرے بدن پر کمبل کے ازار اور چادر ہیں۔ کیا معلوم کہ میں اُن کو پھاڑوں گا۔ اور میرے پاؤں میں جوتی بے گنٹھی ہوئی۔ اور مَیں نے چار درم اُونٹوں کی چرائی کے لئے ہیں۔ پس جب تک میں اُن کو کھاؤں۔ اے امیرالمومنین میرے اور آپ کے آگے ایک گھاٹی ہے جو سخت ہے۔ اس سے کوئی نہیں گزر سکتا۔ مگر وہ شخص کہ جس کا پیٹ ہمیشہ بھوکا ہے۔ اور جس کا بدن دُبلا ہو کر ہلکا اور لاغر ہو گیا ہو۔ پس ہلکا ہو رحمت کرے اللہ تعالےٰ تجھ پر۔ پس جب یہ بات حضرت خواجہ اویسؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سُنی۔ اپنے دُرّہ کو زمین پر دے مارا۔ اور ایک نعرہ مارا۔ اور کہا کاش کہ عمر کی ماں اُس کو نہ جنتی۔ اور وُہ بانجھ ہوتی۔ اور اپنا علاج نہ کرتی۔ آیا کوئی شخص ایسا ہے کہ اِس خلافت کو اور اُس کے متعلق جو کچھ کہ اُس کے واسطے اور اُس میں ہے لے لے۔ پس حضرت خواجہ رضؓ نے فرمایا۔ اے امیرالمومنین رضؓ یہاں سے چل دو۔ کہ میں بھی یہاں سے چل دوں۔ پس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکّہ کی طرف رُخ کیا۔ اور حضرت خواجہ اویسؓ نے اونٹوں کو قوم کی طرف ہنکارا۔ اور اُونٹوں کو اُن کے مالکوں کے سپرد کر دیا۔ اور اونٹوں کا چرانا چھوڑ دیا۔ اور متوجّہ ہوئے طرف عبادت کی۔ یہاں تک کہ واصل باللہ ہو گئے۔ واللہ اعلم!

اور یہ تمام حدیث امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ روضۃ

الرياحين میں بھی ایک سو پینتالیسویں حکایت میں اور واقف اسرار شیخ فریدالدین عطار رحمتہ اللہ علیہ منطق الطیر میں فرماتے ہیں ؎

بیت

چوں عمر پیش اویس آمد بجوش ⁂ گفت افگندم خلافت راز دوش

ایں خلافت گر خریدارے بود ⁂ میفروشم گر بدینارے بود

چوں اویس ایں حرف بشنید از عمر ⁂ گفت تو بگذار فارغ در گذر

تو بیفگن ہر کہ را باید ز راہ ⁂ باز گیرد اد شود تا پیش گاہ

چوں خلافت خواست افگندن امیر ⁂ آں زمیں برخاست از یاراں نفیر

جملہ گفتندش مکن اے پیشوا ⁂ خلق را سر گشتہ از بہر خدا

صدرۂ در گردنت صدیق کرد ⁂ آں نہ بر عمیا کہ بر تحقیق کرد

گر تو مے پیچی سر از فرمان او ⁂ ایں زماں از تو برنجد جان او

چوں شنید ایں حجّت محکم عمر ⁂ کار دیں حجّت بروشد تنگ تر

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمّدٍ والہٖ واصحبہ اجمعین ٥ وسلّم کثیراً کثیراً ٥

ذکر تسلیم مرقع

تذکرۃ الاولیا میں ہے۔ کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وفات کیا چاہتے تھے۔ یاروں نے عرض کیا۔ کہ آپ کا مرقع کس کو دیا جائے۔ فرمایا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو۔ بعد وفات آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جب حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما کوفہ میں آئے۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے خطبہ کے درمیان فرمایا۔ کہ اے باشندگانِ نجد کھڑے ہو جاؤ۔ وہ کھڑے ہو گئے۔ فرمایا کہ تم میں کوئی قرن کا رہنے والا ہے۔ کہا کہ ہاں اور ایک جماعت کو پیش کر دیا۔ حضرت عمر رض نے اویس رض کی خبر پوچھی۔ لوگوں نے کہا۔ کہ ہم اس کو نہیں جانتے۔ فرمایا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اُس کی خبر دی ہے۔ اور آپ نے فضول نہیں فرمایا۔ شائد تم لوگ اُس کو نہیں جانتے۔ ایک شخص بولا۔ کہ ایک شخص اس کا نام ہے۔ اور وہ نہایت ذلیل ہے۔ اور اِس قابل نہیں کہ امیر المومنین اُس کو پوچھیں۔ وہ ایک دیوانہ اور احمق ہے۔ جو خلقت سے بھاگتا ہے۔ حضرت فاروق رض نے فرمایا۔ وہ کہاں ہے۔ مَیں اُسی کو پوچھتا ہوں کہا کہ وادی عرفات میں اونٹ چراتا ہے۔ رات کو روٹی لے جاتا ہے۔ اور آبادی میں نہیں رہتا۔ اور نہ کسی کے پاس بیٹھتا ہے اور جو کچھ لوگ کھاتے ہیں۔ وہ نہیں کھاتا۔ اور شادی و غم کو نہیں جانتا جب

لوگ ہنستے ہیں۔ تو وہ روتا ہے اور جب لوگ روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے۔ پس فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اُس جنگل میں گئے۔ تو خواجہ رضی اللہ عنہ کو نماز میں مشغول پایا۔ اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو اُن کے اُونٹوں کے چرانے پر متعین کر دیا تھا۔ جو اُن کے اونٹوں کی محافظت کرتا تھا۔ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے جو آہٹ آدمی کی پائی۔ نماز کو کوتاہ کیا۔ اور جب سلام پھیرا۔ تو حضرت فاروق رضؓ اُٹھے اور سلام کیا۔ خواجہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ حضرت فاروقؓ نے کہا۔ آپ کا نام کیا ہے۔ کہا۔ عبداللہ۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے کہا کہ ہم سب بندے ہیں۔ مَیں آپ کا خاص نام پوچھتا ہوں۔ کہا اُویس۔ کہا کہ اپنا داہنا ہاتھ دکھایئے۔ وہ نشان جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبلایا تھا۔ دیکھا۔ اور اس کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سلام پہنچایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ میری اُمت کے لئے دُعا کریں۔ حضرت اویسؓ نے کہا۔ کہ آپ دُعا کرنے کے واسطے زیادہ لائق ہیں۔ کہ تمام روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں۔ حضرت فاروق رضؓ نے کہا۔ کہ مَیں تو یہ کام کرتا ہی ہوں۔ لیکن آپ بھی وصیّت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بجالائیں۔ حضرت خواجہ رضؓ نے فرمایا۔ کہ یا عمر رضؓ آپ اچھی طرح دیکھ لیں۔ مبادا کوئی اور شخص ہو۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا۔ کہ مجھ کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نشان تبایا ہے۔ حضرت اویس رضؓ نے کہا۔ کہ مرقع رسول

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مجھ کو دیجئے۔ کہ دُعا کروں۔ حضرت عمر رض نے مرقع حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو دیا۔ اور کہا پہن لیجئے اور دُعا کیجئے۔ کہا کہ صبر کرو۔ کہ حاجت چاہوں۔ یعنے دُعا کروں۔ پس دُور تر ایک گوشہ میں گئے۔ اور مرقع آگے رکھ کر سر خاک پر رکھا۔ اور کہا کہ بارالٰہا یہ مرقع جب پہنتا ہوں۔ جب کہ تو تمام اُمّتِ محمّدیہ کو بخش دے تیرے پیغمبر نے میرے حوالے کیا ہے۔ اور تیرے رسول صلعم اور عمر فاروق رض اور حضرت علی مرتضےٰ نے اپنا اپنا کام پورا کر دیا۔ اب صرف تیرا کام باقی رہ گیا ہے۔ ہاتف نے آواز دی۔ کہ اس قدر اُمّت تیرے سبب سے بخشی۔ مرقع پہن لے۔ کہا۔ کہ سب کی بخشش چاہتا ہوں۔ ایسے ہی کہتے تھے۔ اور جواب پاتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر فاروق اور حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا۔ کہ دیکھیں اب تک کیا کرتے ہیں۔ جب حضرت خواجہ رض نے دیکھا۔ کہ آتے ہیں۔ کہا آہ کیوں چلے آئے۔ اگر تم نہ آتے۔ میں اُس وقت تک مرقع نہ پہنتا۔ جب تک کہ تمام اُمّتِ محمّدیہ کو نہ بخشوا لیتا۔ جب حضرت فاروق رض نے حضرت خواجہ رض کو دیکھا تھا۔ گلیم شتری پہنے ہوئے تھے۔ اور سر و پا برہنہ تھے۔ حالانکہ تونگری ہیجدہ ہزار عالم کی اس کمبلی کے نیچے تھی۔ حضرت عمر رض کا دل اپنی خلافت سے برداشتہ ہوگیا۔ اور کہا کہ کوئی ایسا ہے۔ کہ مجھ سے یہ خلافت باعوض ایک روٹی کے لے لے۔ حضرت خواجہ رض نے کہا

کہ جس کو عقل نہ ہو گی۔ وُہ لے لیگا۔ تم کیا بیچتے ہو۔ حضرت خواجہؒ نے
کہا۔ کہ اپنے اوپر سے اس بوجھ کو پھینک دو۔ چاہے جو لے لے۔
خرید و فروخت کا کام ہی کیا ہے۔ یہاں تک کہ صحابہ رضؓ نے فریاد کی۔
اور کہا۔ کہ جو کچھ کہ صدیق رضؓ سے تم نے لیا۔ پھر اس کو پھینک کر تمام
مُسلمانوں کے کام کو ضائع اور برباد نہ کیجئے۔ کیونکہ یک روز عدل آپ
کا ہزار سالہ عبادت پر شرف رکھتا ہے۔ پس حضرت خواجہ رضؓ نے مُرقع
پہن لیا۔ اور کہا کہ بقدر گوسفندان ربیعہ و مضر کے اُمتِ محمدؐیہ سے مجھ
کو اللہ تعالےٰ نے اِس مرقع کی برکت سے بخشدی۔ یہ کوئی نہ سمجھے
کہ حضرت اویس رضؓ حضرت فاروق رضؓ سے افضل تھے۔ ایسا نہیں۔ بلکہ
حضرت خواجہ رضؓ عالم تجرید میں تھے۔ اور حضرت فاروق رضؓ تمام خوبیاں
رکھتے تھے۔ اور تجرید بھی چاہتے تھے۔ چنانچہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ایک دفعہ زنان خانہ میں تھے۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ محمدؐ کو یاد رکھنا۔
پس حضرت علی مرتضیٰ رضؓ خاموش رہے اور بیٹھے رہے۔ حضرت فاروق
رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ یا اویس رضؓ آپ کیوں نہ آئے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی زیارت کرتے۔ خواجہ رضؓ نے کہا۔ آپ نے دیکھا ہے حضرت
عمر رضؓ نے کہا۔ کہ ہاں۔ کہا کہ حلیہ شریف آپؐ کا دیکھا ہے تو بتائیے
کہ آپ پیوستہ ابرو تھے۔ یا ابرو کشادہ۔ تعجّب یہ کہ حضرت خواجہ رضؓ
کی ہیبت کے سبب کچھ جواب نہ دے سکے۔ پھر حضرت خواجہؒ نے
کہا۔ کہ آپ دوست دار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں کہا ہاں۔

کہا۔ کہ اگر دوستی درست تھی۔ تو جس روز کہ دندان مبارک آں حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا شہید ہوا۔ اُس روز آپ نے کیوں اپنے دندان
نہ توڑ ڈالے۔ کہ موافقت شرط دوستی کی ہے۔ پھر آپ نے
مُنہ دکھایا۔ ایک دانت بھی مُنہ میں نہ تھا۔ کہا کہ میں نے صورت نادیدہ
ہی اپنے دندان بموافقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم توڑ ڈالے۔
کہ موافقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دینی کام ہے پس
دونوں کا وقت خوش ہُوا۔ اور جان لیا۔ کہ منصب موافقت اور
ادب ایک منصب علیحدہ ہے۔ جو حضرت خواجہ رض سے جنہوں نے
آپ کو نہیں دیکھا۔ سیکھنا چاہیئے۔ پس حضرت فاروق رض نے کہا۔ کہ
یا اویس رض میرے لئے دُعا کیجئے۔ کہا کہ ایمان میں میل نہیں ہوتا۔ میں نے
دُعا کی ہے۔ میں ہر نماز میں بعد تشہد کے کہتا ہوں۔ اللّٰھم اغفر
للمؤمنین والمؤمنات ٥

اے بار خدا تمام مرد و عورت مومنوں کو بخشدے۔ پس اگر تم
سلامت قبر میں لے جاؤ گے۔ میری دُعا خود تم کو پہنچے گی ورنہ میں
اپنی دُعا کو ضائع نہیں کرتا۔ پس حضرت فاروق رض نے کہا کہ مجھ کو کچھ
وصیّت کیجئے۔ کہا کہ اے عمر خدا کو پہچانتے ہو۔ کہا ہاں۔ حضرت خواجہ رض
نے کہا۔ کہ اگر غیر خدا کو نہ پہچانو۔ تو آپ کے حق میں بہتر ہے کہا کچھ
اور فرمایئے۔ کہا کہ عمر رض تم کو اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ کہا ہاں۔ کہا کہ
کچھ اور فرمایئے۔ کہا کہ اُس کے سوا تم کو کوئی اور نہ جانے تو بہتر ہے

حضرت عمر فاروق رضؓ نے کہا۔ کہ ٹھہر جائیے۔ کہ مَیں آپ کے واسطے کچھ لاؤں حضرت اویس رضؓ نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور دو درہم نکالے۔ اور کہا کہ میں نے شتر بانی کے ذریعہ سے کمائے ہیں۔ اگر آپ ضمانت کریں کہ اُن کے خرچ ہو لینے کے بعد بھی مَیں جیتا رہوں گا۔ تو مَیں اور بھی قبول کر لوں۔ یہ کہا۔ اور فرمایا کہ آپ نے تکلیف کی۔ اب آپ تشریف لے جائیے۔ کہ قیامت نزدیک ہے۔ وہاں دیدار ہوگا۔ جہاں سے باز گشت نہیں۔ اب میں اپنا زادِ راہ بنانے میں مشغول ہوں۔ جب اہلِ قرن کوفہ سے واپس آئے۔ حضرت خواجہؓ کی لوگ عزت کرنے لگے۔ خواجہ رضؓ کو اس کی پرواہ نہ تھی۔ وہاں سے بھاگ نکلے۔ اور پھر کوفہ چلے آئے۔ بعد اس کے خواجہ رضؓ کو کسی نے نہ دیکھا۔ اِلا حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے بعینہٖ یہ نقل نخشبی نے اپنی کتاب سلک سلوک میں بیان کی ہے۔: والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ ڈ

کتاب مجالس المومنین میں لکھا ہے۔ کہ حضرت اویس رضؓ کی یہ کلام جو آپ نے فرمایا۔ کہ اے عمرؓ وہ کون ہے جو عقل رکھتا ہو۔ اور اس کو خرید ے۔ پس بیچے کیا ہو۔ پھینک دو۔ جو کوئی چاہے۔ لے لے۔ صریح طعن ہے۔ حضرت عمر رضؓ پر اس معنے سے کہ آپ نے ارتکاب خلافت اور اعتقاد جریان بیع بشرائے خلافت میں عقل سے تجویز کیا۔ کیونکہ عقل حاکم ہے۔ باوجود اِس کے کہ نصب امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور خریدنا امامت کا حضرت ابوبکر سے اور

نہ بیچنا اُمّ کا حضرت عثمان رضؓ کے ہاتھ مخالف عقل و شرع ہے و نیز کلام حضرت خواجہ رحؒ میں اشارہ ہے اِس امر پر کہ حضرت عمر رضؓ کا دِل خلافت سے برداشتہ نہیں ہوا۔ اور زبان و دل اس دعویٰ میں باہم موافق نہیں۔ ورنہ اپنی مخلصی اِس سے فروخت کرنے پر موقوف نہ کرتے۔ اور اگر فی الحقیقت اِس دعویٰ میں سچّے ہوتے۔ تو حضرت طلحہ و زبیر و علی و معاویہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اِس کو سو جان سے خرید لیتے۔ چہ جائے یک نان۔ لیکن سب جانتے تھے۔ کہ بطریق منقولہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت سے وہ بھی تواضعاً گریز اور اظہار زہد و تجرد کا کرتے تھے۔ اور اِسی واسطے یہ حضرات خریدار نہ بنے۔ و نیز حضرت خواجہ رحؒ کی اِس کلام سے جو حضرت عمر رضؓ سے اُنہوں نے پوچھا۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے۔ تو کہیئے۔ کہ آپؐ پیوستہ ابرو تھے۔ یا کشادہ۔ اور حضرت عمر رضؓ اِس کا کچھ جواب نہ دے سکے۔ استہزا پر دلالت اس کی مفہوم ہوتی ہے۔ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر استہزا کیا۔ اور حضرت عمر رضؓ کی جہل و بیگانگی معرفت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ و نیز اس کلام میں جو بجواب دُعا طلبی حضرت عمر رضؓ کے حضرت خواجہ رحؒ نے کہا۔ کہ اگر آپ ایمان گور میں سلامت لے جائیں۔ تو وہ دُعا آپ کو پہنچے گی۔ جو میں سب مسلمانوں کے واسطے کرتا ہوں۔ ورنہ اپنی دُعا کو میں ضائع نہیں کرتا۔ اِسبات پر اشارہ ہے۔ کہ حضرت اویس رحؒ کی

کو نسبت عاقبت حضرت عمر رضہ کے علم تھا۔ اِس لئے خاص اُنکے حق میں دُعا کا ضائع جانا (من مترجم نعوذ باللہ من ہذہ الضوات) (من مؤلف جاننا چاہیئے۔ کہ جو کچھ اشعار و معنی مصنف مجالس المومنین نے مکالمہ حضرت عمر فاروق رضہ و حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہما کے لکھے اور سمجھے ہیں۔ یہ سب محض باطل اور صدق و صواب کے بالکل مخالف اور ضد ہیں۔ اور اِن کا بطلان جُداگانہ بالتفصیل لکھا جاتا ہے مصنف مجالس المومنین نے لکھا ہے۔ کہ یہ کلام حضرت عمر رضہ کی بطریق طلب علاج ترک تعلق کی صادر ہوئی۔ اور جواب حضرت خواجہ رضہ کا بایں معنی واقع ہُوا۔ کہ علاج ترک تعلق کا بیع خلافت نہیں۔ کیونکہ کوئی عقلمند اس کو نہ خریدے گا۔ پس اِس کا علاج ترکِ خلافت ہے۔ اور مصنف مجالس المومنین نے اس میں حضرت خواجہ رضہ پر اُلٹا طعن کیا۔ کہ حضرت عمر رضہ پر خواجہ رضہ کی طرف طعن منسوب کیا۔ سمجھو اور یہ جو مصنّف مسطور نے کہا۔ کہ عقل حاکم ہے۔ باوصف اُس کے کہ منصب امامت خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ یہ لکھنا بھی اُس کا برخلاف مذہب محققین اہلِ حق کے ہے۔ کیونکہ شرح عقائد میں فرمایا ہے۔ کہ مذہب حق وہ ہے۔ کہ نصب امام واجب ہے خلقت پر بدلیل سمعی۔ اور یہ جو مصنف مذکور نے کہا۔ کہ نیز کلام حضرت خواجہ رضہ کی مشعر ہے۔ اس پر کہ خلافت سے دِل برداشتہ نہیں۔ الخ

یہ کلام بھی مصنف مذکور کا بے جا اور سچائی کے خلاف ہے

کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو اُس وقت فرمایا۔ کہ کوئی ہے۔ کہ ایک روٹی کے عوض مجھ سے یہ خلافت خرید لے۔ یہ صاف وصریح ہے کہ خلافت سے حضرت عمر رضؓ قطعاً دل برداشتہ ہو گئے تھے۔ اور جو اُن کی زبان پر آیا وہ ہی دِل میں تھا۔ اور دین پر اِس کو اس سبب سے منحصر کیا تھا۔ کہ امر دین کو مہمل نہ چھوڑنا چاہیئے۔ اور یہ جو مصنف نے کہا۔ کہ اگر حضرت عمر رضؓ اِس دعوے میں سچے ہوتے۔ تو طلحہ وزبیر ومعاویہ اور مثل اُن کے اور صحابہ بصد جان خریدار تھے۔ چہ جائے یک نان یہ کہنا مصنف مجالس المومنین کا بالکل غلط اور صریح خلاف صدق و سداد کے ہے۔ کیونکہ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ گویا تمام صحابہ موصوفین طالب خلافت اور خواہان ریاست ہے۔ استغفر اللہ العلی العظیم ؕ

یہ کب ممکن ہے کہ یہ جو اُس نے کہا۔ کہ حضرت خواجہ رضؓ نے حضرت عمر رضؓ پر استہزا کیا۔ معاذ اللہ یہ سخن مصنف کا نہایت شنیع اور منکر ہے۔ جناب امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی شان میں۔ اور دوسری بُرائی اس میں یہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ کو بھی اُس نے ٹھٹھہ باز قرار دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ؕ

حضرت خواجہ رضؓ کی خاطر مبارک استہزا اور فضولیات سے بالکل پاک وصاف ہے۔ اور ایسے پاک دلوں میں ایسے خیالات و

توہمات کا گزر بھی نہیں ہوتا۔ اور یہ جو کہا۔ کہ حضرت خواجہ رہ حضرت عمر رض کی عاقبت کی نسبت عالم تھے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ یہ کلام اس کا از روئے قباحت و ضلالت کے اور بھی زیادہ اشد و اقوی ہے اور تمام ہفوات سے جو اُس نے کی ہے۔ اُن سب سے بدتر ہے۔ نعوذ باللہ منہا ہ

یہ امر قطعی اور یقینی ہے۔ اور سب کو معلوم ہے۔ کہ حضرت عمر رض عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ہ

اور تتمہ کلام حضرت اویس رض کا محذوف ہے۔ خلاصہ تقریر کا یہ ہے۔ کہ تحقیق دعائے مغفرت کے واسطے کسی خاص شخص کے کچھ مفید نہیں۔ کیونکہ ہر شخص ان دو حال میں ایک سے خالی نہیں۔ یعنی یہ نہیں کہ جن کا ختم سعادت ایمان پر ہوا ہے۔ تو وہ دُعا جو ہر نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ اقرب باجابت ہے۔ اُس کو پہنچتی ہی ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ کسی کا خاتمہ شقاوت کفر پہ ہو۔ تو اُس کے حق میں کسی کی دُعا مفید نہیں۔ اور شق دوم حضرت عمر رض کے حق میں منتفی ہے۔ یقیناً و قطعاً کیونکہ آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ پس میری دُعا آپ کے حق میں بے درخواست آپ کے بھی پہنچتی ہی ہے۔ پس کلام مصنف مذکور کی مثل الفاظ استہزاء طعن دار تمام الف د تخالف قلب و لسان جو کچھ کہ اِس نے کہا ہے۔ سب موجب انحراف طریق اور بطرف صراط مستقیم

سے ہے۔ کیونکہ تصفیہ جناب صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعلےٰ ہے اور طعن صحابہ رضؓ کا دو وجہ سے خالی نہیں۔ یا وہ موجب کفر کے اُس قایل ہے۔ یا مقتضا اُس کی فسق و بدعت کا ہے۔ چنانچہ مولانا سعدالدین رحمتہ اللہ علیہ نے شرح عقائد میں اس کی تصریح کی ہے۔ اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ ہ
یا اللہ مجھ کو حق حق کی صورت میں دکھا۔ اور اُس کی اطاعت نصیب کر۔ امن مترجم مصنف مجالس المومنین نے نہ صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر جھوٹے الزام لگا کر اپنے آپ کو رسوا کیا۔ بلکہ جن کی محبت کا ادعا ہے۔ اور اس کا ادعا ہے اور اس کا نشان ذرہ برابر بھی اُس کے دل میں نہیں۔ یعنے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اُن کی بھی شان میں بھی بے ادبی سے باز نہ رہا۔ اور من وجہہ حضرت خواجہ رضؓ سے بھی محبت کا مدعی بنتا ہے اُن پہ بھی اتہام کیا۔ اور علی العموم تمام صحابہ رضؓ کو اور خصوصاً عشرہ مبشرہ کے صحابہ کو جن میں امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شامل ہیں۔ اُس نے طالب خلافت اور خواہان ریاست قرار دیا۔ یہ صاف اور صریح اُس کی شقاوت کی علامت ہے۔ اور یہ اس فرقہ ضالہ کا طریقہ قدیمہ ہے۔ اور انہوں نے اولاً حضرت امیر کا شیعہ اپنے آپ کو منافقتاً ظاہر کیا۔ اور جو نفاق اِن کے دل میں تھا۔ وہ موقع پر ظاہر ہوا۔ کہ حضرت امیر رضؓ کو تنہا چھوڑ کر الگ ہو گئے

اسی طرح اس تصنیف میں بھی اس سے بے اختیار وقوع میں آیا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عشرہ مبشرہ پر خصوصاً اور تمام صحابہ پر عموماً اس نے اتہام اور افترا کیا ؛۔ نعوذ باللہ من ھذہ الشقاوت فقط ؛

تیرھواں لطیفہ

اُن اخبار و آثار کے بیان میں کہ جو حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ کی جلالت و بزرگی پر دلالت کرتے ہیں۔ مولانا جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں بہت اخبار و آثار حضرت خواجہ رضہ کی شان میں مندرج کئے ہیں۔ اور قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ تمام اخبار و آثار بعینہٖ شرح مشکوٰۃ کے اخیر میں جو تذکرہ یمن و شام کا ہے اُس اُس میں اُن کو نقل کیا ہے۔ اور مُلّا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے کتاب معدن العدنی میں اُن تمام اخبار و آثار کو نقل کیا ہے۔ فقیر مؤلف کتاب ہٰذا نے وہ تمام اخبار و آثار و حالات اِس مختصر میں مختصر لکھے ہیں۔ اگرچہ کسی قدر طول ہو گیا۔ مگر جس قدر ذکر اولیاء اللہ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین کا زیادہ ہو۔ نزول رحمت الٰہی کا زیادہ ہوتا ہے۔ اور مشہور ہے کہ جو کسی کو محبوب ہے۔ اُس کا تذکرہ بھی محب کو اچھا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ذکر الملیح ملیح اور یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کو کوئی شخص دوست رکھتا ہے۔ وہ اکثر اُس چیز کا تذکرہ کرتا ہے۔ من احب شیئاً اکثر ذکرہٗ ؂

اسد بن جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جب امداد اہل یمن کی آتی ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اُن سے

پوچھتے تھے۔ کہ آیا تمہارے درمیان اویس بن عامر ہے۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ اویس بن عامر ایک جماعت اہلِ یمن کے شامل پہنچے۔ حضرت عمر رض نے پوچھا۔ کہ تم اویس بن عامر ہو۔ اویس رض نے کہا۔ کہ ہاں۔ کہا قبیلہ مرادی اور ملک یمن سے۔ خواجہ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت عمر رض نے کہا۔ آیا تم کو بیماری برص کی تھی۔ اور اب اچھی ہو گئی۔ لیکن بقدر ایک درہم کے اُس کا نشان باقی ہے۔ خواجہ نے کہا ہاں۔ حضرت عمر نے کہا۔ کہ تمہاری والدہ ہے کہا کہ ہاں حضرت عمر رض نے کہا۔ کہ مجھ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اویس بن عامر مرادی قرنی ملک یمن کی امداد میں تم کو ملے گا۔ اس کو بیماری برص کی تھی۔ پھر اُس سے صحت ہو گئی۔ لیکن بقدر ایک درم کے باقی ہو گی اور مراد اُس کی والدہ ہے۔ جس کے ساتھ وہ نیکی کرتا ہے۔ اگر قسم کھالے وہ کسی امر پہ تو اللہ تعالےٰ اُس کو راست گو کرتا ہے۔ پس اگر تجھ سے ممکن ہو۔ اُس سے اپنے حق میں استغفار کرانا۔ پس آپ میرے لئے استغفار کریں۔ حضرت اویس رض نے کہا۔ کہ اے امیر المومنین مجھ سا شخص آپ کے واسطے کیا استغفار کرے۔ البتہ آپ میرے واسطے استغفار کریں۔ اور پھر استغفار کی حضرت خواجہ اویس رض نے واسطے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پھر حضرت عمر رض نے پوچھا۔ کہ یا اویس رض تم کہاں جانا چاہتے ہو۔ کہا کہ میں کوفہ جانا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر رض نے کہا۔ کہ وہاں کے عامل کے نام آپ کے واسطے میں کچھ لکھ دوں۔ خواجہ رض نے کہا۔ کہ مجھ کو یہ محبوب تر ہے کہ

یں ادنیٰ اور غیر معروف لوگوں میں سے ہوں۔ اُس سے آئندہ سال کے
ایام حج میں ایک شخص شرفائے یمن سے حضرت عمر رضہ سے ملا۔ اور حضرت
عمر رضہ نے اُس سے اویس رضہ کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا۔ کہ میں نے اس
کو ایک قلیل المتاع اور پرانے پھٹے کپڑوں میں دیکھا ہے۔ پس حضرت
عمر رضہ نے اس کو حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنائی۔ پس وہ شخص
حضرت خواجہ رضہ کے پاس آیا۔ اور طلب استغفار کی۔ اور حضرت اویس رضہ
نے کہا۔ کہ تو میرے واسطے استغفار کر۔ کہ سفر صالح سے آیا ہے۔ پھر
اُس شخص نے کہا۔ کہ میرے واسطے استغفار کیجئے۔ اور حدیث حضرت
عمر رضہ کی سُنائی۔ پس حضرت خواجہ رضہ نے اُس کے واسطے استغفار کی
پس لوگوں نے پہچان لیا۔ حضرت اویس رضہ کو اور لوگوں کو حقیقت حال
حضرت خواجہ رضہ کی معلوم ہو گئی۔ پس حضرت خواجہ رضہ وہاں سے نکل گئے۔
اور ابن سعد نے طبقات میں اور ابو عوانہ واویانی اور ابو نعیم نے حلیہ
میں اور بیہقی نے دلائل میں اور ایک دوسری روایت سے اسد بن جابر
نے نقل کیا ہے۔ کہ کوفہ میں ایک محدّث تھے۔ جو حدیث ہم لوگوں سے
بیان کرتے تھے۔ جب فارغ ہوتے۔ تو متفرق ہو جایا کرتے۔ بعض
لوگ وہاں ٹھہر جاتے اور اُنہیں لوگوں میں کوئی ایسا شخص تھا جو ایسی
بات کرتا تھا۔ کہ کسی کو ایسی بات ہم نے نہیں کرتے دیکھا۔ پس ہم لوگ
آکر اُن کے پاس بیٹھ جاتے۔ آخر وہ ایک دن ہم سے نہ ملے۔ پس اپنے
دوستوں سے میں نے کہا۔ کہ تم اُس شخص کو پہچانتے ہو جو ہمارے پاس

بیٹھا ہُوا تھا۔ اور ایسی ایسی باتیں کیا کرتا تھا۔ پس ایک شخص نے اُس مجمع میں
سے کہا۔ کہ ہاں مَیں پہچانتا ہُوں۔ وہ اویس قرنی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ میں نے
کہا۔ کہ تم اُن کے رہنے کی جگہ کو جانتے ہو۔ اُس نے کہا۔ ہاں جانتا ہُوں
پس اُس کے ساتھ ہم گئے۔ اور اُن کے حجرہ پر دستک دی۔ حضرت اویس رضؓ
حجرہ سے باہر آئے۔ مَیں نے کہا۔ کہ اے بھائی ہم سے مِلنا کیوں چھوڑ دیا۔
کہا بوجہ برہنگی کے اور اُن کے واقف ایسے تھے۔ کہ اُن کے ساتھ ٹھٹھا
کرتے تھے۔ اور اُن کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ مَیں نے کہا۔ کہ یہ چادر
لیجئے۔ اور پہن لیجئے۔ خواجہ رضؓ نے کہا۔ کہ ایسا نہ کرو۔ کیونکہ جب وہ
لوگ میرے بدن پہ اس کپڑے کو دیکھیں گے۔ مجھے تکلیف دیں گے۔
مگر مَیں نے مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ اُس چادر کو اُنہوں نے پہن لیا۔ اور
پھر باہر آئے دیکھتے ہی لوگوں نے کہا۔ کہ کہو کس کو جُل دیا ہے۔ اور یہ
کپڑا کس سے اُڑایا ہے۔ حضرت خواجہ رضؓ نے فرمایا۔ دیکھا کیا کہتے ہیں۔
مَیں نے اُن لوگوں سے کہا۔ کہ تم اُن کو کیوں ستاتے ہو۔ اور اُن کیا چاہتے
ہو۔ آدمی کے پاس کبھی کپڑا ہے۔ کبھی نہیں۔ اور مَیں نے اُن کو دیا۔ پس
بقضائے الہٰی اہل کوفہ حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں گئے۔ اُن میں ایک شخص
وہ بھی تھا۔ جو حضرت خواجہ رضؓ سے ٹھٹھا کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضؓ نے
کہا۔ کہ آیا تم میں کوئی اہلِ قرن سے ہے۔ پس لوگ اُس شخص کو جو حضرت
خواجہ رضؓ سے تمسخر کیا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضؓ کی خدمت میں لائے۔ پس
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی پڑھی۔ جو خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اور حضرت عمر رض نے فرمایا۔ کہ مَیں نے سُنا ہے کہ تم ہی لوگوں میں وُہ کوفہ میں چلے گئے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ ایسے شخص کو مَیں نہیں پہچانتا۔ حضرت عمر رض نے فرمایا۔ کہ ہاں۔ کہ وہ ایک شخص آیا ایسا ہے۔ بظاہر بہت خراب وخوار۔ اُس شخص نے کہا کہ ہم لوگوں میں ایک شخص اویس نام ہے۔ جس سے ہم لوگ ٹھٹھا بازی کرتے ہیں۔ حضرت عمر رض نے فرمایا۔ اخاہ اُن سے ملو۔ اور مجھ کو معلوم ہُوا ہے کہ تُو اُن سے ملے گا۔ پس وُہ شخص گیا۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے مِلا۔ یہاں تک کہ وہاں پہنچکر نہ اپنے گھر گیا۔ اور نہ اپنے اہل وعیال سے مِلا۔ سیدھا حضرت خواجہ رض کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ پس حضرت خواجہ رض نے فرمایا۔ کہ میرے ساتھ تیرے اس طرح پیش آنے کا کیا سبب ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ مَیں نے آپ کی تعریف امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سُنی۔ جو آپ کے حق میں فرماتے تھے۔ اے اویس جو کچھ کہ میں نے تیری بے ادبی اور گستاخی مسخرگی کی ہے۔ تو مجھ کو معاف کر۔ اور میرے واسطے اِستغفار کر۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ ہاں مَیں اِستغفار کرتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ جو کچھ تُو نے حضرت عمر رض سے سُنا ہے۔ تو وہ کِسی پر ظاہر نہ کرے۔ پس اُس کے حق استغفار کی۔ اسد جو دادی اِس خبر کے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ کہ اِس کے بعد حضرت خواجہ کا حال کوفہ میں بظاہر مشہور ہو گیا۔

اور روایت کیا۔ اُس کو ابن سعد نے طبقات میں اور بیہقی نے دلائل میں، اور ابو نعیم نے حلیہ میں، اور ابن سعد عساکر نے تاریخ میں اور ایک ور روایت میں یحییٰ بن سعد بن مہیب نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ اے عمرؓ میری اُمت میں۔ میں نے عرض کیا۔ لبیک و سعدیک۔ یا رسول اللہ۔ میں نے سمجھا۔ کہ کسی کام کو ارشاد ہو گا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمرؓ میری اُمت میں ایک شخص ہے جس کو اویس قرنی کہتے ہیں۔ اس کے بدن میں ایک بیماری ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ اس بیماری کو اُس کے بدن سے اُس کی دُعا سے دُور کر دے گا لیکن تھوڑا سا نشان اِس بیماری کا اُس کے پہلو پہ باقی رہے گا۔ جس کو دیکھ کر وہ شکر خدا ادا کیا کرے گا۔ پس جب تم اُن سے ملاقات کرو۔ تو اُن سے سلام کرو۔ اور کہو۔ کہ دُعا کرے واسطے تمہارے۔ کیونکہ وہ کریم ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہ بزرگ ہے۔ اگر وہ کسی امر پر قسم کھائے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس کی قسم کو سچ کر دے گا، اور وہ شفاعت کرے گا بمقدار شمار گوسفنداں ربیعہ و مضر کے میری اُمت کیلئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد حیات سعادت سمات میں مَیں نے اُن کو تلاش کیا نہ ملے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے زمانہ خلافت میں بھی جستجو کی۔ ملاقات میسر نہ ہوئی اور نہ پتہ لگا۔ پھر اپنے عہد امارت میں اُن کو تلاش کیا۔ اور جو لوگ غیر

شہروں اور ملکوں سے آتے تھے۔ اُن میں ڈھونڈھتا تھا۔ اور پوچھتا تھا۔ کہ آیا تم لوگوں میں کوئی شخص اویس نام ہے۔ جو مرادی قرنی ہو۔ آخر ایک دفعہ ایک شخص نے اہل قرن سے کہا۔ کہ ہاں ایک شخص اویس نام اہل قرن سے میرا چچازاد ہے۔ مگر وہ تو نہایت ذلیل اور خوار آدمی ہے۔ نہایت پست پایہ اور دنی ہے۔ اور وہ اِس قابل کہاں ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین جیسا شخص آپ اُس کو یاد فرماوے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے اُس شخص کو کہا۔ کہ میں تجھ کو اُس کی شان میں ایسا کہنے سے ہلاک ہونیوالے میں دیکھتا ہوں۔ اور یہ باتیں کر ہی رہے تھے۔ کہ ناگاہ ایک اونٹ جس پر ایک پُرانا سا پالان اور اُس پر ایک آدمی ہے۔ جس کے کپڑے پھٹے پُرانے میلے کچیلے ہیں۔ پس میرے دِل میں گزرا۔ کہ یہ ہی شخص اویس قرنی ہے میں نے کہا۔ اے بندے خدا تو ہی اویس قرنی ہے۔ جواب دیا۔ کہ ہاں میں نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تم پر سلام بھیجا ہے جواب دیا۔ علی رسول اللہ السلام وعلیک یا امیرالمومنین عمر رضؓ۔ پھر مَیں نے کہا۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ دُعا کیجیے واسطے میرے۔ اور اُس کے بعد میں ہر سال حج کے دِنوں میں اُن سے ملاقات کرتا تھا۔ اور اپنے احوال واسرار میں اُن سے کہتا تھا۔ اور وہ اپنے احوال واسرار مجھ سے کہتے تھے۔ روایت کیا ہے۔ اِس کو قاسم بن عبدالعزیز بن جعفر الحرمی نے اپنے فوائد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں۔ اور ایک روایت میں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے آیا ہے۔ کہ جب ابا

قرن موسم حج میں آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کو اُن لوگوں سے پوچھا۔ پس اُن میں سے ایک شخص نے کہا۔ کہ یا امیرالمومنین رضہ آپ کس کو پوچھتے ہیں۔ وہ تو ایک ایسا شخص ہے۔ کہ ویرانہ جنگلوں میں پھرتا ہے۔ اور رہتا ہے۔ آبادی اور آدمیوں میں نہیں آتا اور رہتا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ میرا اسلام اس کو پہنچانا اور کہنا کہ مجھ سے ملے۔ پس اُس شخص نے پیغام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اویس قرنی رضہ کو پہنچا دیا۔ پس حضرت اویس رضہ کے پاس گئے۔ حضرت عمر رضہ نے پوچھا۔ کہ تم اویس ہو۔ کہا ہاں۔ حضرت عمر نے کہا۔ کہ تمہارے سپیدی تھی۔ جو اللہ تعالےٰ نے تمہاری دُعا سے وُہ تم سے دُور کر دی۔ اور اُس کا ایک نشان تم میں تمہاری درخواست پر باقی رکھا۔ کہا کہ ہاں۔ مگر آپ کو کس نے خبر کی۔ یا امیرالمومنین رضہ اس حال کی۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ کہ مجھ کو بتایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا۔ کہ میں سوال کروں۔ آپ سے اپنے حق میں دعائے مغفرت کا۔ پس دُعا کی حضرت خواجہ رضہ نے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں۔ اور کہا۔ کہ میری یہ درخواست آپ سے ہے کہ میرے حال کو آپ چھپا دیں۔ اور اجازت دیں کہ میں یہاں سے چلا جاؤں۔ پس حضرت خواجہ ہمیشہ لوگوں سے چھپتے رہتے تھے۔ اور بروز نہاوند مارے گئے۔ اور شہید ہوئے۔ روایت کیا۔ اس کو عساکر نے۔ اور سعید بن مسیب سے لائے ہیں۔ کہ حضرت عمر رضہ نے برسر منبر ندا کی۔ باآواز بلند کہ اے اہل قرن پس اُٹھ کھڑے ہوئے بزرگ اُس قوم کے۔ اور

عرض کیا۔ کہ ہم لوگ ہیں۔ قرن کے رہنے والے۔ فرمایئے کیا حکم ہے فرمایا کہ قرن میں کوئی شخص اویس رضؓ نام ہے۔ ایک بڈھا بولا۔ کہ ہم لوگوں میں کوئی شخص اویس نام نہیں ہے۔ مگر ایک دیوانہ آدمی ہے۔ جو بیابانوں اور ریگستانوں میں رہتا ہے۔ نہ کسی کو اُس کے ساتھ اُلفت ہے۔ اور نہ اُس کو کسی کے ساتھ محبت۔ پس فرمایا۔ کہ میں اُسی کو پوچھتا ہوں۔ جب تم قرن جاؤ۔ تو اُس کو تلاش کر کے میرا سلام اُس کو پہنچاؤ۔ اور کہہ دو۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بشارت دی ہے تمہاری۔ اور مجھ کو حکم دیا ہے۔ کہ میں تم کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام پہنچاؤں۔ پس جب وہ لوگ قرن میں پہنچے۔ حضرت خواجہ کو تلاش کیا۔ اور اُن سے ایک ریگستان میں جہاں وہ چَرے تھے ملے۔ اور اُن کو سلام امیرالمومنین رضؓ اور سلام آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پہنچایا۔ پس کہا۔ حضرت خواجہؓ نے کہ شہرت کی میری امیرالمومنین عمر رضؓ نے اور مشہور کر دیا نام میرا۔ الصلوٰۃ والسلام علےٰ رسول اللہ و علی آلہٖ۔ اور رُخ کیا طرف وادی حیرت و ہیجان کی۔ اور پھر اُن کا پتہ و نشان کچھ نہ ملا۔ یہاں تک کہ بعہد خلافت امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے جنگ صفین میں امیرالمومنین رضؓ کی طرف سے لڑے اور شہید ہو گئے۔ روایت کیا اِس کو ابنِ عساکر نے۔ اور صعصعہ بن معاویہ نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمر رضؓ جب وفد کوفہ سے آیا کرتا پوچھا کرتے۔ کہ آیا تم اویس

بن عامر قرنی کو جانتے ہو۔ وہ لوگ کہتے کہ ہم نہیں جانتے۔ اور حضرت اویس تو ایک مسجد کوفہ میں رہتے تھے۔ اور اُس کی خدمت کرتے تھے۔ اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ مسجد سے۔ اور ان کا ایک چچا زاد تھا۔ جو اُن کو ستایا کرتا تھا۔ پس ایک دفعہ جب اہل کوفہ حج کو آئے۔ اُن میں حضرت خواجہ رضہ کا وہ چچا زاد بھی تھا۔ جو آپ کو چھیڑا کرتا تھا پس حضرت عمر رضہ نے اُن لوگوں سے پوچھا۔ کہ تم اویس بن عامر مرادی قرنی کو جانتے ہو۔ حضرت خواجہ رضہ کے ابن عم نے کہا۔ یا امیرالمومنین رضہ کوئی اویس اس رتبہ کا نہیں۔ جس کو امیرالمومنین رضہ یاد فرمائے۔ اور جانے پہچانے۔ وہ ایک کمترین آدمیوں کا ہے۔ اور میرا چچا زاد ہے۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ افسوس تجھ پر تو ہلاک ہو گیا۔ اور پڑھی وہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شان میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی۔ اور فرمایا کہ جب تو وہاں پہنچے تو میرا اسلام حضرت خواجہ کو پہنچانا۔ پس مشہور ہو گئے۔ حضرت اویس رضہ۔ اِس کے بعد پس وہاں سے گم ہو گئے۔ اور نکل گئے۔ روایت کیا اُس کو ابو یعلی نے اور ابن مندہ و ابن عساکر نے۔

اور ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ کہ دس سال تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ رضہ کا حال پوچھتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک سال حج کے دنوں میں فرمایا۔ کہ اے اہل یمن تم میں

جو کوئی قبیلہ مراد سے کھڑا ہو جائے۔ پس قبیلہ مراد کے لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور دوسرے بیٹھے رہے۔ پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم میں کوئی شخص اویس نام ہے۔ پس ایک آدمی بولا۔ کہ یا امیرالمومنین رضی اللہ عنہ ہم اویس کو نہیں جانتے۔ لیکن میرا ایک برادر زادہ اویس نام ہے۔ مگر وہ ایسا ضعیف و ذلیل ہے۔ کہ آپ کی پرسش کے قابل نہیں۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا۔ آیا وہ حرم میں ہے۔ کہا ہاں۔ وہ اراک عرفات میں اونٹ چرا رہا ہے۔ پس سوار ہوئے حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما دو مرکب پر اور چل پڑے یہاں تک کہ اراک عرفات میں پہنچ گئے۔ دیکھا کہ ایک شخص کھڑے ہوئے ہیں۔ اور نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور نگاہ اپنی سجدہ گاہ پر جما رکھی ہے۔ اُن کو دیکھ کر حضرت عمر و حضرت علی رضی اللہ عنہما باہم کہنے لگے۔ کہ جن کو ہم ڈھونڈتے ہیں۔ وہ یہ ہی شخص ہیں۔ پس جب حضرت خواجہ رضہ کو حس آدمیوں کی معلوم ہوئی۔ تو نماز کو آپ نے سبک کیا۔ اور سلام پھیرا۔ نماز سے۔ پس حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے سلام کیا۔ حضرت خواجہ رضہ نے کہا وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ صحابہ نے کہا۔ کہ آپ کا نام کیا ہے۔ رحمت کرے اللہ تم پر۔ خواجہ نے جواب دیا۔ کہ عبداللہ۔ حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ جو کچھ آسمان اور زمین اور اس کے درمیان ہے۔ وہ سب کچھ بندہ خدائے تعالےٰ ہے۔ لیکن تم کو قسم ہے۔ پروردگار کعبہ اور پروردگار اس حرم کی۔ تو اپنا نام وہ بتا۔ جو نام تیری ماں نے تیرا رکھا ہے کہا

کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میرا نام اویس بن عمر ہے۔ کہا کھول کر اپنا پہلوے چپ دکھاؤ۔ پس کھول دیا ہے۔ پہلوئے چپ اپنا خواجہ رضہ نے اور دیکھا حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے ایک لمعہ بقدر درہم کے۔ اور جھپٹ کر حضرت عمر و حضرت علی نے بوسہ دیا۔ اُس مقام کو رضی اللہ عنہم اجمعین۔ پھر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے ہم کو کہ سلام پہنچائیں۔ تم کو اور سوال کریں تم سے کہ دُعا کرو۔ تم ہمارے حق میں۔ پس کہا کہ میری دُعا زمین کے شرق سے غرب تک کے تمام مسلمان مرد و عورت کے حق میں شامل ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ خاص ہمارے حق میں دُعا کیجئے۔ پس دعا کی حضرت خواجہ رضہ نے اُن دونوں حضرات کے اور تمام مومنین و مومنات کے حق میں۔ پھر کہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں اپنے کھانے پہننے کی چیزوں میں کچھ دوں۔ کہا کہ میرے دونوں کپڑے نئے ہیں۔ اور میرے دونوں جوتہ گنٹھے ہوئے۔ اور میرے پاس چار درم ہیں۔ جب یہ تمام ہو جائیں گے لے لُوں گا۔ اور کہا جو کوئی اُمید کرتا ہے جمعہ کی (من مترجم یعنی ہفتہ کی) وہ اُمید کرتا ہے۔ مہینہ کی اور جو اُمید کرتا ہے مہینہ وہ اُمید کرتا ہے۔ سال کی۔ بعد اس کے لوگوں کے اونٹ اُن کے حوالہ کر کے وہاں سے کہیں نکل گئے۔ اور پھر وہ نظر نہ آئے۔ روایت کیا اس کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں واللہ اعلم!

یہاں تک عبارت شرح مشکوٰۃ ترجم کلام مترجم کلام معدن

العدنی کی تھی۔ اور معدن العدنی میں یہ بھی ہے۔ کہ یہ احادیث دلالت کرتی ہے۔ بلندی مرتبہ اور بزرگی حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ پر۔ اور نادانی حال ابن عم پر کہ یہاں تک پوشیدہ رکھتے تھے۔ اپنے احوال کو۔ اور مشکل آتی ہے۔ بقول شیخ علاؤ الدولہ سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے کہ بدرستی قطب زمانہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عاصم عم اویس قرنی تھے۔ رضی اللہ عنہما۔ پس حدیث :- انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؎ اُن کے حق میں لائے ہیں۔ اور وہ مظہر خاص تجلی رحمانی کے تھے جیسا کہ مظہر خاص واسطے تجلی الٰہی کے جو مخصوص باسم ذات ہے۔ جو (اللہ) ہے۔ یہاں تک کہ قول شیخ موصوف کا ہے۔ قدس اللہ سرہٗ العزیز اور ظاہر نہیں۔ کہ یہ عصام کون ہیں۔ کہ ذکران کا نہ ازروئے خاص کے نہ ازروئے عام کے کہیں نہیں پایا جاتا۔ اور بر تقدیر ثبوت اُن کے ذکر کا نقلاً یا ازروئے کشف مقبول کے دانش مندوں کے نزدیک بعید ہے۔ اور یہ کیونکر ہو۔ کہ قطبیت خاص اُن کو باوجود خلفاء اربعہ کی موجودگی کے ہو۔ جو بالاتفاق بعد جمیع انبیاء علیہم السلام کے افضل الخلائق ہیں۔ پس ظاہر یہ ہے۔ کہ بہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم قطب دائرہ وجود کائنات کے ہیں۔ واسطے پہلوں اور پچھلوں کے مقام شہود میں۔ اور کچھ شبہ نہیں۔ کہ آپ ہی تمام مخلوقات و کائنات کے واسطے قطب الارشاد ہیں۔ اور بہ نسبت علیہ و رتبہ قطبیہ منتقل ہونیوالی ہے۔ خلفائے راشدین کی طرف بہ نسبت

اور اسی طرح انتقال کرتی ہے طرف اُس شخص کے جو جامع ہو درمیان معالم شرعیہ اور معارف دینیہ کے۔ لیکن معارف قطب ابدال زمانہ مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ میرا گمان ہے۔ (مصنّف کا) حضرت خواجہ اویس قرنی ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔ اس واسطے کہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ تحقیق پوشیدہ ہے احوال قطب کا۔ اور وہ غوث ہے۔ چشم عوام و خواص سے پوشیدہ بسبب غیرت خداوندی کے جو محب کو محبوب پر ہوتی ہے۔ اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث اولیائی تحت قبائی لایعرفہم غیری ہ یہاں تک ترجمہ عبارت معدن المعانی کا ہے۔ والسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین ؛ **ف** ناچیز مترجم محمد اشفاق حسین بن محمد اسحاق المحمود العلوی ارزاقی الجنجھانوی اوّل عرض کرتا ہے۔ کہ کچھ ایسے بے استطاعت اور ذلیل و ناچیز کی مجال و مقدور نہیں۔ کہ ایسے بزرگوں کے کلمات کے درمیان اپنے ناچیز اقوال کو پیش کرنے کی جرأت کرے۔ لیکن جو تعریض حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ العزیز کے کلام پر وارد ہوئی۔ اور وہ اکابر اولیاء و مشاہیر مشائخ عظام طبقہ ثالثہ سے ہیں۔ اس لئے اپنے ناقص فہم کے موافق عرض کرنا ضرور ہوا۔ اُمید ہے۔ کہ ناظرین معاف فرمائیں گے۔ اور اگر میرے اس بیان میں خطا واقع ہو۔ براہ کرم عفو فرما کر چشم پوشی فرمائیں گے۔ کہ اس ناچیز کی نیت بجز اس کے کچھ نہیں کہ تطبیق کلام ان بزرگوں کی کرے۔ سو واضح ہو۔ کہ حضرت

شیخ علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ سرہ العزیز نے جو فرمایا۔ کہ قطب زمانہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاصم عم اویس قرنی رضی اللہ عنہ تھے۔ قطب کی تفصیل نہیں۔ کہ قطب ارشاد یا کون۔ ممکن ہے کہ مراد حضرت شیخ رحمتہ اللہ علیہ کی قطب ابدال سے ہو۔ جس کے قایل حضرت مصنف بھی ہیں۔ لیکن حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پس مترجم ناچیز کہتا ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک حضرت عاصم عم اویس قرنی رضی اللہ عنہ قطب ابدال ہوں۔ اور اُن کے بعد حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہونے والے ہوں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہو۔ اُسی طریق پر جیسے کہ بی بی زلیخا کو حضرت یُوسف علیہ السلام کی خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ حضرت یُوسف علیہ السلام اُس وقت عزیز مصر نہ تھے۔ اور غالباً نکتہ غامض عہد مبارک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت حضرت ابوبکر صدیق رض میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہ ہونے کا راز یہ ہی ہو۔ کہ بعہد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درجہ قطب ابدال کو حضرت خواجہ رض فایز ہوئے ہیں۔ کہ عم خواجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں عرض کیا تھا۔ کہ میرا برادر زادہ اویس نام ہے۔ جو ایسا ایسا ہے۔ یہ اس جواب سے مرتفع ہو جاتا ہے۔ کہ صرف ایک روایت میں ہے۔ کہ برادر زادہ اویس رضی اللہ عنہ کو کہا گیا۔ ورنہ تمام روائیتوں میں ابن عم اور ابن برادر زادہ بیان کیا گیا ہے۔ سو بمقابلے

چند روایتوں کے ایک روایت قابلِ تسلیم نہیں۔ ونیز حضرت مصنف نے جو یہ فرمایا۔ کہ کشف مقبول عقل کے نزدیک قابلِ تسلیم نہیں۔ یہ احکام شرعیہ کے واسطے ہے۔ کہ فتویٰ شرعی کشف مقبول پہ بھی صادر نہیں ہو سکتا۔ نہ کہ معاملات بطون میں۔ جس کے لوازمات میں سے کشف بھی ہے۔ اور بطون میں کشف مقبول مقبول ہی ہے۔ اور اُس پر حکم کرنا جائز نہیں۔ وھوالحکیم العلیم بحقیقۃ الحال والیہ المرجع والمآب اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ۔ آمین ٥ ونیز یہ کہ عاصم عم اویس رض کا کہیں تذکرہ نہیں۔ یہ دلیل واضح ہے۔ حضرت عاصم کی قطبیت پر کیونکہ جیسا کہ یہ حدیث قدسی اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری :- موید بیان حضرت مصنف رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے حق میں ویسا ہی موید ہے۔ بیان حضرت عاصم عم اویس قرنی رضی اللہ عنہما میں۔ ونیز حضرت سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی اپنی کتاب مستطاب لطائف اشرفی میں فرماتے ہیں۔ کہ بجز دو سہ اقطاب کے جملہ اقطاب مخفی و مستور رہے ہیں۔ اور اُن ہر سہ اقطاب کے نام بھی ارشاد فرمائے ہیں۔ اور فی الواقع قطب مدار یا قطب ارشاد جو بزرگ زمانہ مبارک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک گزرے ہیں۔ تاریخی حساب سے چالیس[۴۰] کے قریب اب تک ہونے چاہئیں۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ کہ چالیس[۴۰] میں سے دس نام بھی اب تک ظاہر ہوئے ہوں۔ صاحب اقتباس الانوار نے بھی

ایک بزرگ کے احوال میں لکھا ہے۔ کہ آپ ہمیشہ قطب مدار سے ملاقات کا اشتیاق اپنے شیخ کی جناب میں ظاہر کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت شیخ نے اُن کو پتہ نشان بتایا۔ کہ کل تمہارے دروازے پر اس شان وحیثیت سے آئیں گے۔ آخر وہ تشریف لائے۔ اور گدائی کو آواز دی۔ تو بایں ہیئت کذائی۔ کہ ایک لنگی کے سوا برہنہ تن تھے۔ نہ پاؤں میں جوتہ نہ سر پہ پگڑی۔ نہ تن پر کپڑا۔ ایک گھنٹہ لئے گلی کوچوں میں مانگتے پھرتے تھے۔ جیسا کہ اس زمانہ کے ملنگ بینوا فقیر پھرتے ہیں یہ مشتاق اُن کے پیچھے ہوئے۔ جب وہ پھر پھرا کر شہر سے باہر نکلے۔ ایک ویران تکیہ میں جا کر بیٹھ گئے۔ ان مشتاق نے عرض کیا۔ کہ یہ حال جناب نے کر رکھا ہے۔ فرمایا کہ ہمارے لئے یہ ہی حکم ہے۔ اُس کی تعمیل میں سرگرم ہیں۔ اور راضی ہیں۔ پس ایسی صورت میں بجز صاحب کشف اور اہلِ باطن کے کسی کو معلوم کیا گمان تک بھی اس بزرگی اور علو مرتبت کا گذر نہیں سکتا۔ چہ جائیکہ اشتہار و اذکار و خانقاہ و مزار پر۔ اگر اسی طرح حضرت عاصم ابن اویس کا بھی حال ہو۔ تو ممکن ہے۔ اور اگر کشف مقبولِ یہی معاملات بطون میں نا مقبول ہو۔ تو احکام باطنی اور انتظامِ بطون میں خلل واقع ہو۔ کیونکہ وہ انتظام تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ مکشوفات والہامات پر منحصر ہے اس لئے ہر کشف صحیح عالم بطون اور احکام باطنی میں معتبر و مقبول ہے۔ نہ کہ غیر مقبول۔ واللہ اعلم بالصواب ؎

چودہواں لطیفہ

حضرت ہرم بن حبان کی۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات۔ اور حضرت خواجہ رض سے حاصل کرتے وصیّتوں کے بیان میں۔ ہرم بن حبان کہتے ہیں۔ کہ میں کوفہ میں گیا۔ اور ہر ایک شخص سے پتہ نشان حضرت خواجہ رض کا پوچھتا تھا۔ ایک شخص نے کہا۔ کہ فرات کے کنارہ پر ہیں۔ میں وہاں گیا۔ اور خواجہ رض کو دیکھا۔ کہ فرات کے کنارہ پر۔ وضو کرتے تھے۔ اور جامہ نمازی کرتے ہیں۔ لیکن میں نے اُن کو دیکھا۔ کہ نہایت لاغر و نحیف ہیں۔ یہاں تک کہ تمام ہڈیاں آپ کی نظر آتی تھیں۔ اور نور اُن سے چمکتا تھا۔ میں نے سلام کیا۔ جواب دیا۔ اور میری طرف دیکھا۔ میں نے چاہا۔ کہ آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دوں۔ لیکن آپ نے ہاتھ نہ دیئے۔ میں نے کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ تم پر رحمت کرے۔ اور تم کو بخشے۔ یا اویس کیسے ہو۔ یہ کہہ کر مجھ کو گریہ شروع ہو گیا۔ بسبب اُن کی محبّت و رحمت کے۔ جو مجھ کو اُن کی ضعیفی احوال پر آئی۔ یہاں تک کہ میری آواز بند ہو گئی۔ بوجہ اُس عبرت کے۔ کہ جو بوجہ فرطِ محبّت کے مجھ کو اُن کے ساتھ ہوئی۔ آپ بھی روئے۔ جب گریہ سے دونوں فارغ ہوئے فرمایا۔ مرحبا یا ہرم بن حبان۔ تم کیسے ہو۔ اے میرے بھائی۔ اور کس نے تم کو میرا پتہ و نشان بتایا۔ میں نے کہا۔ کہ امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ نے۔ پھر کہا۔ کہ میرا نام تم نے کیسے جانا۔ میں نے کہا۔

اللہ تعالےٰ نے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ لا الٰہ الّا اللہ سبحان ربّنا ان کان وعد ربّنا لمفعولاًo

مجھ کو تعجّب ہُوا۔ آپ نے پہچاننے اور میرا حال معلوم کر لینے پر۔ اور قسم ہے۔ خدا کی کہ اس سے پہلے مَیں نے اُن کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور نہ انہوں نے مجھ کو کبھی دیکھا تھا۔ مَیں نے کہا۔ کہ میرا اور میرے باپ کا نام آپ نے کیسے جانا۔ اور مجھ کو کِس طرح پہچانا۔ حالانکہ آپ نے مجھ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ فرمایا۔ نبانی العلیم الخبیرo کوئی چیز اُس کے (یعنی اللہ کے) علم و خبر سے باہر نہیں۔ اُس نے مجھ کو خبر دی۔ اور میری روح نے تیری رُوح کو پہچان لیا۔ اور جب بات کی میرے نفس نے تیرے نفس سے۔ مومنوں کی روحیں ایک دوسری کو پہچانتی ہیں۔ اگرچہ بظاہر ایک دوسری سے دنیا میں نہ ملی ہوں۔ اور تحقیق واسطے ارواح کے نفس ہیں۔ مثل نفس ہائے اجساد کے۔ اور بالتحقیق بعضے مومن ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ بوجہ روح کے۔ اگرچہ باہمدگر دنیا میں نہ ملی ہوں۔ اور مولانا اسمٰعیل شرح تعرف میں کہتے ہیں۔ کہ شاید حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اس واسطے حضرت ہرم کو پہچان لیا ہو۔ کہ حضرت خواجہؓ نے تمنّائے دیدار حضرت ہرم کی کی ہو۔ اور اللہ تعالےٰ نے اُس کو خوش کر دیا ہو۔ کہ جو کچھ وہ آرزو کریں۔ پُوری کی جائے گی۔ جب حضرت ہرم رضی اللہ عنہ ظاہر ہُوا۔ حضرت خواجہ رہؒ نے جان لیا۔ کہ یہ آرزو میری پوری کی۔ اللہ تعالےٰ نے بیشک وہ ایسے ہی تھے۔ اور یہ ممکن

ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ بندہ کو یہ مرتبہ عطا کرے۔ کہ جو کچھ اس کے دل میں گزرے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو پُورا کر دے۔ انتہیٰ ؛

پس حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ مَیں نے حضرت خواجہؒ سے درخواست کی۔ کہ کوئی روایت کیجئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یادگار ہے فرمایا۔ کہ میری جان و تن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں۔ مَیں نے آپ کو نہیں دیکھا۔ اور آپکی خبریں دُوسروں سے سُنی ہیں۔ جیسے کہ تم نے بھی سُنی ہیں۔ اور مَیں نہیں چاہتا۔ کہ روایت حدیث کی راہ مَیں اپنے اُوپر کھولوں۔ اور نہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ محدّث اور مفتی اور واعظ بنوں۔ کیونکہ مجھ کو خود ایک ایسا شغل درپیش ہے۔ کہ مَیں اس سے خالی نہیں ہوتا۔ مَیں نے کہا کہ کوئی آیت میرے سامنے پڑھیئے کہ مَیں آپ سے سُنوں۔ اور میرے حق میں دُعا کیجئے۔ اور کوئی وصیّت فرمایئے۔ کہ مَیں آپ کو نہایت دوست رکھتا ہوں۔ واسطے اللہ کے پس میرا ہاتھ کنارہ فرات پر پکڑا۔ اور کہا۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہ اور روئے اور اس وقت کہا۔ کہ میرا اللہ یُوں فرماتا ہے اور راست ترو حق ترین کلام اُس کا ہے۔ ؛ وما خلقنا السمٰوات والارض وما بینھما لٰعبین۔ ما خلقنا ھما الّا بالحقّ ولٰکنّ اکثر ھم لا یعلمون۔ انّ یوم الفصل میقاتھم اجمعین۔ یوم لا یغنی مولیً عن مولیً شیئًا ولا ھم

ینصرون ط الا من رحم اللہ ط انہ ھو العزیز الرحیم ہ

یعنے نہیں پیدا کیا۔ ہم نے اہل آسمان وزمین کو مگر واسطے حق کے
ولیکن بیشتر آدمی بسبب غفلت کے نہیں جانتے۔ بہ تحقیق کہ دن
جدا ہونے حق کے باطل سے۔ وقت جمع ہونے سب آدمیوں کے
ہے۔ وہ دن کہ اس روز دفع نہیں کرتی دوستی اور اپنایت دوست
اور بیگانہ۔ اپنے کی کسی چیز کو عذاب سے۔ اور نہ ہوں گے دوست
کہ مددگاری کر سکیں دوست اپنے کی۔ لیکن وہ کہ جس پر اللہ تعالے
خوشنود ہو۔ یعنی مومن کہ وہ یاری کریں گے ایک دوسرے کی
بذریعہ شفاعت کے۔ بہ تحقیق کہ خداوند تعالے غالب و مہربان ہے
اس وقت حضرت اویس رض نے نعرہ مارا۔ میں نے سمجھا۔ کہ بیہوش
ہو گئے۔ جب پھر ہوش میں آئے۔ فرمایا اے پسر حیان تم کیوں آئے
ہو۔ میں نے کہا۔ کہ اس واسطے آیا ہوں۔ کہ آپ سے اُنس پکڑوں اور
آپ کی صحبت، و ملاقات سے آلودہ ہوں۔ فرمایا جس کسی نے خدا کو
پہچانا۔ وہ کسی سے اُنس نہیں پکڑتا۔ اور کسی کے ساتھ آسودہ نہیں ہوتا۔
اور تجھ سے ملاقات کرتا ہوں۔ کہ تجھ کو وہ نفع ملنے اور میری ملاقات
کرنے سے ہے۔ اور وہ دُعا و رغبت ہے۔ اِس سبب سے کہ زیارت
و ملاقات میں تمام ریا اور تزویر و تزئین ہے۔ مَیں نے کہا۔ کہ مجھ
کو وصیت کیجیے۔ فرمایا۔ کہ اے ہرم۔ شب کو مرگ زیر بالین رکھو۔
اور سورہو۔ اور جب اُٹھو۔ آنکھ کے سامنے رکھو۔ اور گناہ کو چھوٹا نہ

سمجھو۔ کہ گنہگار ہو گے۔ آگے خدائے تعالےٰ کے۔ اور کہا۔ کہ اے پسر جان تیرا باپ مر گیا۔ اور نزدیک تر ہے۔ کہ تو بھی مر جائے۔ بہشت میں جائے یا دوزخ میں۔ اور تیرا باپ آدم صفی اللہ اور تیری ماں حوّا مر گئے۔ اور مہتر نوح مر گئے۔ اور مہتر ابراہیم خلیل اللہ مر گئے۔ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ مر گئے۔ اور حضرت داؤد خلیفۃ اللہؑ مر گئے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ اور حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مر گئے۔ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ میرے بھائی میرے دوست مر گئے۔ آہ عمر۔ آہ عمر آہ عمر۔ مَیں نے کہا۔ رحم کرے اللہ تجھ پر۔ حضرت عمر زندہ ہیں فرمایا اللہ تعالےٰ نے مجھ کو خبر دی ہے اُن کے مر جانے کی۔ پس یہ کہا۔ اور فرمایا کہ مَیں اور تُو بھی مردے ہیں۔ پھر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بہت دُرود بھیجا۔ اور دُعائے سبک کی۔ اور فرمایا۔ کہ وصیّت یہ ہے۔ کہ کتاب اللہ اور راہِ اہل صلاح کو آگے رکھ۔ اور ایک ساعت یادِ موت سے غافل مت ہو۔ اور جب اپنی قوم میں پہنچے۔ اُن کو نصیحت کر اور نصیحت خلقت سے دریغ نہ کر اور ایک قدم بھی موافقت جماعت و سنت سے الگ مت ہو۔ کہ ایک قدم بھی ہٹ جانے سے بے دین ہو جائے گا۔ اور تُو نہیں جانتا۔ کہ ایسی صورت میں دوزخ میں جا پڑے گا۔ پس صلوٰۃ پڑھی اور چند دُعائیں کیں۔ اور کہا۔ کہ اے بار خدایا یہ تحقیق یہ شخص گمان کرتا ہے۔ کہ دوست رکھتا ہے۔ مجھ کو تیرے واسطے اور

میری زیارت کی ہے۔ واسطے تیرے۔ پس دکھلا تو مجھ کو مُنہ اُس کا بہشت میں۔ اور لا تو اُس کو اپنے دارالسلام میں میرے پاس اور محفوظ رکھ اِس کو جب تک کہ وہ دنیا میں زندہ ہے۔ جس طرح کہ وہ ہوا اور اُس پر اُس کے ضعیف کو۔ اور خوش نود کر اِس کو اُس تھوڑی دنیا پر بھی جو تُو نے اُس کو دی ہے۔ پس آسان کر اُس پر آسان کرنا۔ اور اس کو اپنی نعمتوں پر شکر کرنے والوں میں سے۔ اور جزا دے۔ اس کو مجھ سے نیک تر جزا۔ پس کہا کہ مَیں تجھ کو خدا کے سُپرد کرتا ہوں اے ہرم بن حبان اور سلام ہو تجھ پر اور رحمت خدا تعالےٰ کی جب تک تو زندہ رہے۔ اور نہ دیکھوں مَیں تجھ کو بعد آج کے دن کے۔ اور نہ بخشے اللہ تعالےٰ یہ کہ تو مجھ کو پھر تلاش کرے۔ پس تحقیق میں مکروہ جانتا ہوں۔ شہرت کو۔ اور تنہائی مجھ کو دوست تر ہے اپنے حق میں۔ اور میں بہت غمگین اور اندوہناک ہوں۔ لوگوں سے جب تک کہ زندہ ہوں۔ پس نہ پوچھنا مجھ کو اور نہ تلاش کرنا مجھے۔ اور جان لو۔ کہ تو مجھ سے برتر ہے۔ اور میں نہ تجھ کو دیکھوں گا۔ اور نہ تُو مجھ کو دیکھے گا آئندہ۔ اور تُو جب مجھ کو یاد کرے۔ میرے واسطے دُعا کرنا۔ اور تحقیق میں تجھ کو یاد کروں گا انشاءاللہ تعالےٰ۔ اور تم جاؤ یہاں سے کہ مَیں چلا جاؤں یہاں سے۔ اور کہا حضرت ہرم ابن حبان نے کہ اکثر کلام اُن کی حضرت فاروق اور حضرت علی سے تھی۔ رضی اللہ عنہما۔ میں نے چاہا کہ ایک ساعت مَیں اُنکے ساتھ چلوں نہ مانا۔ اور روئے اور مجھ کو بھی رُلایا کِنارہ فرات پر۔ اور مَیں اُن کی تنہائی پر روتا تھا۔ یہاں تک کہ

ایک کوچہ بیں گھس گئے ۔یا داخل ہو گئے ۔ بعض کوچوں میں (یہ اختلاف روایت کا ہے) اور اس کے بعد اُن کی خبر مجھ کو نہ ملی۔ پس جن لوگوں نے کہ آفت دُنیا کی دیکھی ہے۔ سیرۃ اُن کی ایسی ہے۔ اور راہ انبیاء اولیاء کی یہ ہے ۔اور صاحبان عزم وہ لوگ ہیں۔ اگر اس درجہ کو تُو نہ پہنچے بارے اس سے کم تر نہ ہو۔ کہ بقدر حاجت اختیار کرے ۔اور ایک ذرا طریق تنعم آگے نہ پکڑ۔ کہ خطرہ عظیم میں نہ پڑ جاوے ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یہ تمام قصہ احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء اور حیٰوۃ الذاکرین اور شواہد النبوت اور بحر السّعادت نے نقل کیا ہے۔ جو لکھا گیا۔ اور حکایت الصالحین میں ہے۔ کہ جب خبر موت امیر المومنین حضرت عمر رض کو ہرم رض نے حضرت خواجہ رض سے سُنی۔ پوچھا۔ کہ اس ملک میں علامت موت حضرت عمر رض کی کیا ہے۔ حضرت اویس رض نے فرمایا۔ کہ حضرت عمر رض کے عہد خلافت میں مَیں دیکھتا تھا۔ کہ شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے۔ اور بسبب حضرت عمر رض کے شیر بکری کو نہیں ستا سکتا تھا ۔اور اب میں نے دیکھا۔ کہ شیر نے بکری پر حملہ کیا۔ اور حیٰوۃ الذاکرین میں لکھا ہے۔ کہ ہرم بن حبان نے کہا۔ کہ کوئی ہفتہ ایسا نہ گزرتا تھا۔ جس میں ایک دو بار مَیں اُن کو خواب میں نہ دیکھتا تھا۔

اللھم شرفنا بلقائہ وکرمنا بعطائہ بحرمتہ افضل انبیائک واصفیائک وصل علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

تتمہ چودہواں لطیفہ

حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ کے مناقب ہیں۔ مولانا علی بن عثمان الہجویری قدس سرہ اپنی کتاب المحجوب میں فرماتے ہیں۔ شمع صفا و معدن وفا حضرت ہرم بن حبان بزرگان طریقت سے تھے۔ اور معاملات کے اندر حظ وافر رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت میں رہے تھے۔ انہوں نے ارادہ کیا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کریں۔ جب قرن میں پہنچے۔ تو حضرت خواجہ رضؓ وہاں سے کوچ کر چکے تھے مایوس ہو کر مکہ شریف میں آگئے۔ وہاں سُنا کہ حضرت خواجہ رضؓ کوفہ میں رہتے ہیں۔ وہاں پہنچے۔ لیکن اُن کو وہاں بھی نہ پایا۔ مدت دراز وہاں سے بصرہ کی طرف جائیں۔ اثنائے راہ میں حضرت خواجہ رضؓ مل گئے دریائے فرات کے کنارے پر طہارت کرتے تھے۔ اور مرقع پہنا ہوا تھا۔ پہچان لیا۔ جب کنارہ رود سے نکلے۔ اور شانہ کو چلے۔ ہرم سامنے گئے اور سلام کیا۔ فرمایا وعلیکم السلام۔ یا ہرم بن حبان۔ انہوں نے کہا۔ کہ آپ نے مجھ کو کیسے پہچان لیا۔ کہ میں ہرم ہوں۔ خواجہ رضؓ نے فرمایا۔ عرفت روحی روحک۔ میری جان نے تیری جان کو پہچان لیا۔ تھوڑی دیر بیٹھے۔ پھر اُن کو لوٹا دیا۔ حضرت ہرم رضؓ نے کہا۔ کہ حضرت خواجہ رضؓ نے زیادہ تر باتیں امیرین یعنی امیر المومنین حضرت عمر اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کیں۔ اور مجھ سے روایت کی بروایت

حضرت امیر عمر و حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ اعمال نیّتوں کے ساتھ ہیں۔ اور سوا اِس کے نہیں کہ ہر ایک کے واسطے ایک ایسی چیز ہے۔ جس کی وہ نیّت کرے۔ پس جس کسی کی نیت طرف خدا اور اُس کے رسول صلعم کی ہے۔ اُس کی ہجرت طرف خدا اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے۔ اور جس کسی کی ہجرت طرف دُنیا کی ہے۔ وہ اُس کو دُنیا پہنچتی ہے۔ اور جس کسی کی ہجرت کسی عورت کی طرف ہو۔ وہ اس سے تزوّج کرتا ہے۔ پس ہجرت ہر یک کی طرف اُسی چیز کی ہے۔ کہ جس کی طرف وہ ہجرت کرتا ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرّہٗ اسامی شواہد النبوۃ میں لکھتے ہیں۔ کہ ہرم بن حبان رضی اللہ عنہ نے موسم گرما میں جب لو چلتی ہے۔ وفات کی۔ جب اُن کی قبر میں دفن کیا۔ ایک ٹکڑا ابر کا عین اُن کی قبر کے برابر نہ اُس سے کم نہ اُس سے زیادہ اُن کی قبر پر ظاہر ہوا۔ اور اُن کی قبر پر برسا۔ اور ذرا اُس سے تجاوز نہ کیا اور کہتے ہیں کہ اُسی دن اُن کی قبر پر گھاس پیدا ہو گئی۔ رحمتہ اللہ تعالیٰ :۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمّدٍ واٰلہٖ واصحابہٖ وسلّم تسلیماً کثیراً کثیراً ٥

پندرھواں لطیفہ

بعضے مناقب اور فضائل حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کے بیان میں۔ تذکرۃ الاولیاء میں کہتے ہیں۔ کہ آپ کی خوبیاں اور اوصاف بہت ہیں۔ اور فضائل بے شمار۔ ابتداء میں شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ کا ذکر یہ تھا۔ کہ یا اویس۔ یا اویس کہتے۔ اور یہ بات خواجہ محمد پارسا نے قدس سرہ رسالہ قدسیہ میں لکھی ہے ونیز تذکرۃ الاولیاء میں لائے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نیک ترین تابعین کے ہیں ساتھ نیکی کرنے اور مہربان ہونے کے۔ اور جس کی تعریف آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمائیں۔ اُس کی تعریف ہماری تمہاری زبانوں سے ہو سکتی ہے۔ اور تفسیر حسینی اور مجالس المومنین اور تذکرۃ الاولیاء اور کیمیائے سعادت اور روضۃ الریاحین میں کہتے ہیں۔ کہ سہیل یمنی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ سے منقول ہے۔ کہ بعضی رات کو آپ فرماتے:۔ ھٰذہٖ لیلۃ الرکوع :۔ یہ رات شب رکوع ہے۔ اور ایک رکوع میں صبح کر دیتے۔ دُوسری رات کہتے۔ ھٰذہٖ لیلۃ السجود :۔ یہ رات سجدہ کی ہے۔ اور ایک سجدہ میں صبح کر دیتے کسی نے حضرت خواجہؓ سے کہا۔ کہ یا اویسؓ کس طرح اِس قدر طاعت کی آپ کو طاقت ہے۔ کہ راتوں کو باوصف اس قدر درازی کے ایک

یعنی ایک ایک رکوع یا ایک ایک سجدہ میں بسر کر دیتے ہو۔ فرمایا آہ۔ کہاں شب دراز۔ کاش ازل سے ابد تک ایک رات ہوتی۔ کہ ایک رکوع اور ایک سجدہ میں گزارتا۔ اور اُس میں نالہائے زار اور گریہ ہائے بے شمار کرتا ؞

بیت

بہ نیم شب کہ ہمہ مست خواب خوش باشد ؞ من و خیال تو و نالہائے درد آلود

اور فرمایا۔ کہ میں ہنوز اچھی طرح ایک دفعہ بھی سبحان ربی الاعلےٰ نہیں کہنے پاتا۔ کہ دن ہو جاتا ہے۔ اور تین بار تسبیح کہنا سنت ہے۔ اور میں یہ اس واسطے کرتا ہوں۔ کہ میں یُوں چاہتا ہوں۔ کہ آسمانیوں یعنی ملائکہ کی طرح عبادت کروں۔ اور ایک کتاب جس میں اولیاء عرب کا تذکرہ ہے۔ لائے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضہ نے تین رات دن برابر کچھ نہ کھایا تھا۔ اور رستہ میں ایک پیاز پڑی پائی۔ ارادہ کیا کہ اٹھا کر کھالوں۔ پھر سوچا کہ نہ کھانا چاہیئے۔ کہ حرام ہو گا۔ ڈال دیا۔ اور ہوا کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ ایک جانور اُڑا چلا آتا ہے۔ قرص نان دہن میں لئے ہُوئے۔ اور آواز دی۔ کہ اے اویس قرنی تم نے جو پیاز حرام کی پھینک دی۔ یہ لیجئے۔ روزی حلال خدا کے فرشتہ کے ہاتھ سے کھایئے کہ آپ کا نفس آرام پکڑے ؞

رباعی

بخشندہ تو جمال روزی کندت ؞ مہجور شوی وصال روزی کندت
از ترس خدا اگر کنی ترک حرام ؞ روزی دہ تو حلال روزی کندت

ونیز تذکرۃ الاولیاء میں کہتے ہیں۔ ایک وقت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے تین رات دن کچھ نہ کھایا تھا۔ چوتھے دن رستہ میں ایک دینار پڑا دیکھا نہ اٹھایا۔ اور کہا۔ کہ کسی کا گر گیا ہوگا۔ یہ خیال کرکے چل دیئے۔ اور کچھ گھاس چُننی کہ کھالیں۔ اتنے میں دیکھا۔ کہ ایک بکری ایک گرم روٹی مُنہ میں لئے ہوئے آئی۔ اور حضرت خواجہ رضہ کے آگے رکھدی آپ نے فرمایا۔ کہ کسی کی روٹی اُٹھالائی ہوگی۔ اس لئے مُنہ پھیرلیا۔ بکری نے کہا۔ کہ مَیں بھی اُسی کی مخلوق ہوں۔ جس کا تو بندہ ہے۔ خدا کی دی ہوئی روزی بندۂ خدا سے لے۔ حضرت خواجہ رضہ فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے ہاتھ بڑھایا۔ کہ روٹی لوں۔ روٹی مَیں نے اپنے ہاتھ میں دیکھی۔ اور بکری غائب ہوگئی یہ نقل حکایات الصالحین میں بھی ہے۔ اور مولانا علی سلطان محمد قاری رحمتہ اللہ علیہ معدن العدنی میں فرماتے ہیں۔ اور بعینہٖ اسی طرح حجاالس لعم ہینین میں نقل ہوئی ہے۔ اور اسی طرح جلوۃ الذاکرین میں ہے۔ اور امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے بھی علقمہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روضتہ الریاحین میں ذکر کیا ہے۔ کہ زہد تابعین میں سے آٹھ آدمیوں پر منتہی ہوتا ہے۔ اور انہیں میں سے حضرت اویس قرنی رضہ ہیں۔ یعنی حضرت اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ زہاد ثمانیہ میں سے حضرت ہیں۔ کہ تابعین میں جن پر زہد منتہی ہوتا ہے۔ اور ان کے نام یہ ہیں:۔

عامر[۱] بن عبداللہ قیسیؒ، حضرت اویس[۲] قرنی، ہرم[۳] بن حیان العبدی، ربیع[۴] بن خثیم الثوری، ابی[۵] مسلم خولانی، اسود[۶] بن یزید، مسروق[۷] بن یصدع

حسن بصری بن حسن بصری ۔ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین ۔ اور مولانا محمد بن شیخ محمد الجامی رحمتہ اللہ علیہ تعالے ریاض الناصحین میں مشارق الانوار سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ حدیث میں ہے ۔ کہ تحقیق بہشت میں بادشاہان ہیں اور اور اُن بادشاہوں میں سے حضرت خواجہ اویس قرنی ہیں ۔ اور یہ مرتبہ خدمت اور نیکوئی سے اُنہوں نے پایا ہے ۔ جو اپنی والدہ کی کی ہے ۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ کی مدح و منقبت میں کبیر زلالی خساری اپنی مثنوی میں خوب کہتے ہیں ۔ اور یہ ابیات اُس میں سے ہیں ۔ ؎

دوستی از عشق بالا تر بود ؛ عشق زہر و دوستی شکر بود
سوئے آن دریا کہ طوفانِ خدا است ؛ دوستی غواص مردان خدا است
سر بمہر دوستی ویسِ قرن ؛ بے خطا چوں نافۂ مشک ختن
از دم بوئے خدا مدہوش بود ؛ دوستی مصطفےٰ درجوش بود
چوں سہ گوہر از نبی پرواز کرد ؛ سنگ را گوہر فروش راز کرد
آں بہارِ ہشت جنت در قطار ؛ ساربانِ موج رحمت بر بہار
غائبانہ سی دو گوہر فگند ؛ ہر یکے خندیدن مہر بلند
ہر گہر کز رشتہ بیرون میکشید ؛ دیگرے را بستہ در خوں میکشید
دوستی این نوع کن گر دوستی ؛ کاں دو روزے تکیۂ ایں پوستی
ہمچو شاخ گل سراپا گوش باش ؛ غنچہ شو در خرقۂ و خاموش باش

اور مولانا سید محمود حیوٰۃ الذاکرین میں کہتے ہیں ۔ کہ شیخ امام عبداللہ بن اسید یافعی شافعی رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ اویس قرنی اللہ عنہ

کی صفت و منقبت میں یہ اشعار عربی کے لکھتے ہیں۔ اور امام یافعی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ اشعار کتاب روضتہ الریاحین کی ایک سو پینتالیسویں حکایت میں لکھے ہیں :-

شعر

سقی اللہ قوماً من شراب ودادہٖ ؛ فہاموا بہٖ من بین بادٍ وحاضرٍ

یظنہم الجہال مجنونا ومابہم ؛ جنون سوی احب علی القوم الظاہر

سقوا بکواس الحب راحاً من الھوے ؛ فراحوا سکاریٰ بالحبیب المسامر

ینا جونہٗ فی ظلمۃ اللیل عندنا ؛ بنہ خلوا ادیس بن عامرٍ

شہیر یمانی حوالمجد والعلیٰ ؛ لنا فیہ عالی الفخر عند التفاخر

معنے اس کے یہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کو اپنی دوستی کو شراب پلائی۔ پس سرگرداں ہوئی قوم بسبب اُس دوستی کے زمانہ میں۔ اور پاس والے گمان کرتے ہیں جاہل و دیوانے۔ حالانکہ نہیں ہے دیوانگی اُن میں۔ سوائے محبت کے جو قوم پر ظاہر ہے۔ پلائے گئے ہیں قوم کو پیالے شراب محبّت کے دوستی سے۔ پس رات کو رہے وہ حالت مستی میں ساتھ حبیب اپنے کے۔ جو کلام کرتا تھا رات کو اُن سے۔ اور اُن راتوں میں اپنے حبیب سے یہ قوم اپنا راز کہتی ہے۔ اندھیرے میں اندر خلوت کے۔ اور اس قوم سے ہیں۔ اویس پسر عامر جو یمانی مشہور ہیں۔ اُن کی بلندی مرتبہ اور بزرگی نے ہم کو پکڑ لیا ہے۔ اور شانِ اویس کی فخر بزرگ ہے۔ وقت فخر کرنے کے :- اللّٰھم اسقنی کاساً من شرابِ ودادہٖ بحرمۃ احبائہٖ واولیائہٖ رحمہم اللہ ۵

الٰہی پلا مجھ کو ایک پیالہ اُن کی شراب وداد سے بحرمت اُن کے محبوں اور دوستوں کے رحم کرے اُن سب پر اللہ تعالےٰ ؂

سولھواں لطیفہ

بعضے کلمات اور نصایح ہیں۔ اور اُن وصیتوں میں جو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہیں۔ حضرت خواجہ رضہ کے کلمات سے ہے۔ طلبت الرفعۃ فوجدتہ فی التواضع۔ وطلبت الریاسۃ فوجدتہ فی نصیحۃ الخلق۔ وطلبت المروۃ فوجدتہ فی الصدق۔ وطلبت الفخر فوجدتہ فی الفقر۔ وطلبت النسب فوجدتہ فی التقویٰ۔ وطلبت الشرف فوجدتہ فی القناعۃ۔ وطلبت الراحۃ فوجدتہ فی الزھد۔ اسی طرح سے ہے۔ تذکرۃ الاولیا اور رسلک سلوک میں۔ اور یہ تمام سات کلمہ ہیں۔ اب ان کلمات کو بقصد وضوح اُن کے معنی موافق منقولات اس قوم اور مطابق اقوال بزرگان و مشایخ رحمتہ اللہ علیہم کے تفسیر اور معنے واضح اس کے لکھے جاتے ہیں۔ اگرچہ کلمات قدسیہ اولیاء اللہ قدس اللہ اسرارہم کے ہمارے حدّ فہم اور احاطہ ادراک سے باہر ہیں۔ اور ہر شخص کو اُس کے معنی اور شرح پر حقیقت میں اطلاع اور وقوف نہیں ہے۔ کیونکہ اُن کے کلمات حال سے ہیں۔ نہ کہ محض قال اور اسرار ہیں۔ نہ کہ تکرار۔ عالم الغیب جانتا ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں۔ کس مقام سے کہتے ہیں۔ اور اُن کی مراد اُس کہنے سے کیا ہوتی ہے۔ اور میں اللہ تعالےٰ سے مدد چاہتا ہوں۔ بھلائی اور ہدایت پر۔ اور ہدایت پر۔ اور پناہ چاہتا

ہوں۔ بھلائی اور ہدایت پر۔ اور پناہ چاہتا ہوں۔ میں اللہ تعالے سے سہو وخطا پر۔ پس ترجمہ معنے کلمہ اول کا یہ ہے۔ میں نے بلندی کو ڈھونڈا۔ اور میں نے بالیقین اس کو تواضع میں پایا۔ اور معنے وحدت کے علمت ہے۔ یعنی پایا کے معنے اس جگہ جاننے کے ہیں۔ اور یہ واسطے یقین کے ہوتا ہے۔ اور مراد رفعت بلکہ تمام مطلوبات سے جو ان کلمات میں واقع ہوئے ہیں۔ کیا ریاست۔ کیا مروت۔ کیا فخر۔ کیا نسب۔ کیا شرف، کیا راحت۔ یہ سب آخرت کے واسطے ہیں۔ حاشا وکلا۔ کہ رفعت و ریاست وغیرہ دنیاوی مراد نہیں۔ اور حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان وعظمت اس سے بہت اعلیٰ و برتر ہے۔ کہ معاذ اللہ وہ طلب مطالب دنیاوی کی کریں۔ کیونکہ دنیا اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے۔ اُس کی لذات ودرجات وغیرہ وہ سب ملعون ومذموم ہیں۔ اور اُس کے طالب گئے ہیں۔ کہ الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب۔ دُنیا مردار ہے اور اُس کے طالب کتے ہیں۔ اور بایں رفعت تواضع میں بشارت کی گئی ہے۔ اُس کے ساتھ عین العلم میں کہتے ہیں۔ کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ جو کوئی شخص تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو پسند وبلند کرتا ہے اور مقصود الطالبین میں بروایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ کہ جو کوئی اللہ کے واسطے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اُس کو بلند کرتا ہے۔

بیت

تواضع ملار از خلائق دریغ ! * کہ گردی ازاں برکشیدہ چو تیغ

اور مقصود الطالبین میں ہے۔ کہ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا۔ کہ مرد متواضع کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ اُس کو جو اپنے آپ کو اور خاک کو برابر سمجھے۔ اور شرعۃ الاسلام میں کہا ہے۔ کہ حقیقت تواضع کی یہ ہے۔ کہ جس کسی کو دیکھے۔ یقیناً اُس کو اپنے سے افضل اور بہتر سمجھے۔ حضرت بایزید قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ آدمی متواضع اُس وقت ہوتا ہے۔ جب کہ اپنے لئے کوئی درجہ اور مقام متعین نہ کرے۔ (من مترجم یعنی جس کسی کو دیکھے۔ اپنے آپ کو اُس سے کمتر جانے۔ غرضیکہ کمترین جمیع مخلوقات اپنے آپ کو بالیقین جانے) اور تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اپنے آپ کو شریر جانے۔ اور اخلاق و تواضع بہت ہیں۔ ازاں جملہ عصا کے ذریعہ رستہ چلنا اور اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھانا۔ اور مکروہات کو رستہ میں سے اُٹھا ڈالنا۔ اور بچوں کو سلام بھی کرنا اور فقیروں میں مل کر بیٹھنا۔ اور بھیڑ بکریوں کے پاؤں دودھ نکالنے کے واسطے خود باندھنا۔ اور گدھے پر سوار ہونا۔ اور ضروریات یعنے سودا بازار سے خود اُٹھا کر گھر لانا۔ اور کسی کو اپنے پیچھے چلنے نہ دینا اور نہ یہ چاہنا۔

حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ تواضع وہ ہے۔ کہ اُٹھایا جاتا ہے محل عابد کا اور منزلت اُس کی بلند ہو جاتی ہے۔ اور کامل ہو جاتی ہے۔ بلندی اور بزرگی

اُس کی نزدیک اللہ تعالےٰ اور نزدیک مخلوقات کے اور قوت پا جاتا ہے۔ اُس چیز پر دُنیا و آخرت میں جس کو چاہے۔ اور یہ خصلت تمام طاعتوں کی جڑ ہے۔ اور اس خصلت کے ساتھ بندہ کو مراتب صالحان کے حاصل ہوتے ہیں۔ جو راضی رہیں۔ خدائے تعالےٰ سے ہر حال میں۔ جو خوشی اور ناخوشی کہ ہو۔ اور تواضع وہ ہے۔ کہ پیش نہ آوے۔ بندہ ساتھ کسی شخص کے آدمیوں میں سے بجز اس کے کہ اعتقاد کرے۔ اُس شخص کو اپنے سے افضل اور بہتر اور جانے کہ نزدیک ہے۔ کہ یہ شخص اللہ تعالےٰ کے نزدیک مجھ سے بہتر ہو۔ اور اس کا درجہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک مجھ سے بلند تر ہو۔ اگر وہ عمر میں اس سے چھوٹا ہو تو خیال کرے۔ کہ اس نے بے فرمانی نہیں کی ہوگی۔ اور مَیں نے یقیناً نافرمانی اللہ تعالیٰ کی کی ہے۔ پس بیشک وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ شخص بڑا ہو۔ تو سمجھے۔ کہ اس نے مجھ سے زیادہ بندگی کی ہوگی۔ اور اگر عالم ہو۔ تو سمجھے کہ اس کو وہ چیز حاصل ہے۔ جو مجھ کو نہیں۔ اور اُس نے وہ چیز پالی ہے۔ جو مَیں نے نہیں پائی۔ اور وہ جانتا ہے۔ اُس چیز کو جس کو مَیں نہیں جانتا۔ اور وہ عمل کرتا ہے علم کے ساتھ۔ اور اگر وہ شخص جاہل ہو۔ تو سمجھے کہ اُس نے نافرمانی خدائے تعالیٰ کی نادانی سے کی ہوگی۔ اور میں نے دیدہ و دانستہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کی۔ اور یہ معلوم نہیں۔ کہ میرا خاتمہ کیسا ہو۔ اور مجھ کو کس امر پر ختم کیا جاوے۔ اور اگر وہ شخص کافر ہو۔ تو سمجھے کہ معلوم نہیں۔ کہ یہ

کافر مسلمان ہو جائے۔ اور اِس کا خاتمہ نیک عمل پر ہو۔ اور معاذ اللہ شاید میں کافر ہو جاؤں۔ اور میرا خاتمہ بدترین اعمال پر ہو۔ یہاں تک ترجمہ کلام فتوح الغیب کا تھا ؎

پس معلوم ہوا۔ کہ تواضع ایک خصلت ارجمند ہے۔ اور اپنے صاحب کو تواضع ارجمند کر دیتی ہے۔ گویا کہ حضرت رضی اللہ عنہ اس کلمہ میں فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی رفعت کو چاہتا ہے۔ اور خواہش ہے۔ کہ بلند مرتبہ ہو جائے۔ آخرت میں۔ پس اُس کو چاہیئے۔ کہ تواضع کرے اور اپنے آپ کو سب سے زبون اور ناکارہ تر سمجھے:۔ اللھم ارزقنا ؎
الٰہی مجھ کو بھی نصیب کر۔ کلمہ دوم یہ ہے۔ کہ ڈھونڈھا میں نے سرداری آخرت کو۔ پس جانا میں نے اور یقین کیا۔ یہ کہ وہ خیر خواہی خلق سے حاصل ہوتی ہے۔ اور فی الحقیقت یہ ایک خصلت بلند و بزرگ ہے۔ اور نہایت پسندیدہ۔ اور اِس کی فضیلت و مدح میں مخبر صادق امین و محبوب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ الدین النصیحۃ اور رفعت خالص ہونا۔ اور بے غل و غش ہونا۔ اور قدم صدق پر کھڑا ہونا۔ فرمایا ہے۔ کہ دین یہ ہی نصیحت ہے۔ صحابہ رض نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! روحی فداک۔ یہ نصیحت جس کا اشارہ کہ آپ نے فرمایا۔ اور دین کو اِس پر منحصر فرمایا۔ کس کے واسطے ہے۔ اور کس کے ساتھ نسبت رکھتی ہے۔ فرمایا واسطے کے اور واسطے اُس کے رسول کے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کثیراً کثیرا۔ اور کتاب اللہ اور عامہ مسلمین کے

واسطے۔ اور اُن میں سے خاصوں کے واسطے یعنی خاص خدا کے واسطے ہے۔
اور اُس کے رسول کے واسطے۔ اور اُس کی کتاب کے اور خاص عامہ مُسلمانان
کے۔ اور اُن میں کے خواص کے واسطے۔ یعنی وہ حق کہ جس کی رعایت
کرنی چاہیئے۔ حق اِن کا ہے۔ جب اِن کا حق ادا کیا۔ دین دار ہوگیا۔ لیکن
نصیحت للّٰہ وہ ہے۔ کہ واسطے معرفت ذات وصفات الٰہی کے ہو۔ و
نیز اتباع اور امتثال اوامر کے اور پرہیز منہیات کی۔ اور نصرت دین
وتسلیم احکام الٰہی کی ہو۔ اور نصیحت واسطے اُس کے رسول کے یہ ہے
کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جناب میں محبّت اور تعظیم اور صدق
وادب رکھے۔ کیونکہ تنزیہہ کی اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام نے ہر یک نقص اور عیب سے
جو شانِ نبوۃ و رسالت کے لائق نہیں ہیں۔ اور محبت رکھنا ساتھ اُس
ہر ایک کے جو جناب اقدس رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
منتسب ہو۔ خواہ اہلِ بیت سے ہو۔ یا علماء سے یا صلحاء سے رضی
اللہ تعالےٰ عنہم۔ خواہ ملک و دیار اور ہمچو قسم اشیاء سے بھی ہو۔
(من مترجم خلاصہ یہ کہ جو چیز جان دار خواہ بے جان حضور کے ساتھ
مناسبت رکھے۔ سب کے ساتھ محبّت رکھے۔ اور اُن کی تعظیم کرے۔)
یہ نصیحت واسطے کتاب اللہ کے یہ ہے۔ کہ اُس کی تعظیم کرے اور اُس
پر عمل کرے۔ اور تدبّر آیات اور معرفت معانی کے ساتھ ملازمت
تلاوت کی کرے۔ ساتھ رعائیت طہارت اور حضورِ قلب کے۔ اور

سوا اِس کے جو کچھ کہ اِس سے متعلق ہیں۔ اور نصیحت عامہ مسلمانان سے یہ ہے۔ کہ اُن کے حقوق کی رعایت کرے۔ اور اُن کی عزت اور مال اور جان کی حفاظت کرے اور اُس میں سعی کرے۔ اور ہاتھ اور زبان کی ایذا سے اُن کے بچانے کی کوشش کرے۔ اور اُن کی نصرت اور اعانت بوجہ مشروع کرے۔ اور نصیحت خواص مسلمانان کے واسطے یہ ہے۔ کہ علماء رحمہم اللہ کی تعظیم کرے۔ اور اُن کے اُن اقوال کی تصدیق کرے۔ جو موافق کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ بیان کریں۔ دوسرے اطاعت اُمرا و سلاطین اولی الامر کی کرے۔ تیسرے احوال واقوال مشائخ رحمہم اللہ کو تسلیم کرے۔ جو کچھ کہ وہ اسرارِ حقیقت و احوال باطن سے بیان کریں۔ یہاں تک نقل ہے۔ کلام قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کی جو وہ کتاب رسائل اور مکاتیب میں اِس سے حدیث کے معنے میں لائے ہیں۔ اور وہاں اُنہوں نے زیادہ تفصیل اور زیبائی کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس کی تمام نقل کرنے کی اِس مختصر میں گنجائش نہیں۔ پس یہ سیرت نصیحت شامل و جامع ہے۔ تمامی اعمال دین کو اِس کو سمجھو اور عین العلم میں کہا ہے۔ کہ نصیحت ارادہ قائم رہنے نعمت مسلمانان کا ہے۔ مسلمانوں پر۔ اور شرعۃ الاسلام میں ہے۔ کہ زندگانی بسر کرنا ساتھ نصیحت کے سنت ہے۔ اور اس قسم کا اختلاط بہترین نوافل کا ہے۔ اور چاہیئے۔ کہ اختلاط کنندہ دوست رکھے۔ اُس چیز کو واسطے اپنے

رفیقوں کے۔ جس کے دوست رکھتا ہے واسطے اپنے (من مترجم۔ یعنی جو کچھ اپنے واسطے چاہتا ہے۔ وہ اپنے رفیقوں کے واسطے بھی چاہیئے) اُمورِ ظاہر و باطن ہیں۔ کیونکہ نصیحت دین کا ستون ہے۔ اور اطوار ناپسندیدہ اور اخلاق نکوہیدہ رفیقان کو برطرف کر دیتی ہے۔ ظاہر سے اُوپر اُن کے اعمال کو اِصلاح پر لاتی ہے۔ اور کتاب نور المریدین شرح تعرف میں کہا ہے۔ کہ نصیحت کرنا دو طریق پر ہے۔ ایک یہ کہ ہر ایک کو اپنے سے بہتر جانے۔ تاکہ ناصح رہے واسطے بندگان خدا کے دوسرا یہ کہ مطیعان کی تعظیم کرے۔ اور اُن کو بزرگ جانے۔ اور عاصیوں پر شفقت کرے۔ نصیحت یہ ہے۔ اور جو مطیعوں کو ڈراوے۔ اور عاصیوں کے ساتھ خصوصیت کرے۔ یہ بے نصیحتی ہے۔ اور دوسرے معنے نصیحت کے یہ ہیں۔ کہ اُس کے بندوں کو اُسی پر چھوڑ دے۔ اور درمیان پڑ کر فضولی نہ کرے۔ اور حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ وہ ناصحون میں سے نہیں ہے جو یاد کرتا ہے۔ کسی کو مخلوقات میں سے ساتھ بُرائی کے۔ یا سرزنش کرتا ہے کسی کو بسبب اُس کے فعل کے۔ یا دوست رکھتا ہے وہ اِس امر کو کہ اُس کے پاس کسی کو بُرائی کے ساتھ یاد کیا جاوے۔ یا جب کسی کو اُس کے سامنے برائی کے ساتھ یاد کیا جاوے۔ تو اُس کا دل خوش ہو۔ اور یہ خصلتیں عابدوں کے حق میں آفت اور زاہدوں کے حق میں ہلاکت ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ اس سے اللہ تعالےٰ بچاوے۔ اِسی سے پناہ چاہتا ہوں۔

۔کہ جو کوئی سرداری گویا کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی سرداری آخرت کی چاہتا ہے۔ چاہیئے کہ مخلوقِ خدا کی بھلائی چاہے۔ اور اُس کے بندوں پر رحمت و شفقت کرے۔ اور مہربانی کرے:۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؛

اور معنے کلمہ سوم کے یہ ہیں۔ کہ تلاش کیا مَیں نے مروّت کو یعنی آدمی کی مردمی کو۔ پس مَیں نے بالیقین جانا اِس کو صدق میں شیخ نخشبی رحمتہ اللہ علیہ کتاب سلک سلوک میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ جو کہ اسرار حَسَن تھے۔ فرمایا کرتے :۔ حسن المروۃ صدق اللسان واحتمال عثرات الاخوان وبذل المعروف لاھل الزمان وکف الاذیٰ عن الجبیب ٥ ایک اور بزرگ سے مروّت کے بارے میں پوچھا۔ مروّۃ کیا ہے۔ اُنہوں نے فرمایا:۔ المروۃ ترك معصیت اللہ تعالیٰ احیاء من اللہ تعالیٰ والمحافظۃ علیٰ طاعۃ اللہ تعالیٰ والھزار من غیر اللہ تعالیٰ الیٰ اللہ تعالیٰ :۔

عزیز من !

مروّۃ وُہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کے سامنے وُہ کام نہ کرے جو اُس کو ناپسند ہے۔ اور جو کوئی تجھ کو محروم کرے۔ تو اُس کو بہرہ مند کرے۔ اور جس سے تجھ کو رنج پہنچے۔ اُس کو تو راحت پہنچائے۔ ایک اور بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص مروۃ نہیں رکھتا۔ وُہ کچھ نہیں رکھتا۔ اور مقصود الطالبین میں ہے۔ کہ حضرت ابو یعقوبؒ نے فرمایا۔ صدق

موافقِ حق کے ہے۔ ظاہر و باطن میں اور تمامی احوال میں۔ پس چاہیئے کہ لازم پکڑو صدق کو خاف اللہ مع الصادقین ہ یعنی قرآن مجید میں ہے۔ کہ تحقیق خدائے تعالےٰ سچوں کے ساتھ ہے۔ پس حضرت خواجہ رضہ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ عاقبت میں درجہ اہلِ مردہ کا پاوے۔ اس کو چاہیئے کہ راست گوئی اپنا پیشہ بنا دے۔

بیت

راستی موجبِ رضائے خداست ✤ کس ندیدم کہ گم شد از رہِ راست

معنے کلمہ چہارم کے یہ ہیں۔ کہ تلاش کیا میں نے فخر کو۔ یعنی فخر و مباہات کس فعل میں کرنے چاہیئے۔ پس میں نے بالیقین جانا۔ کہ فخر حصُولِ فقر میں ہے اور یہ موافق ہے۔ قول پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے۔ کہ فرمایا ہے۔ الفقر فخری۔ کہ درویشی میرا فخر ہے۔ مباہات سب چیزوں میں حرام ہے۔ لیکن فقر میں حرام نہیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی بلند تر مرتبہ اور اعلیٰ تر درجہ پر فخر و مباہات نہ فرمائی۔ لیکن جب مقام فقر کو پہنچے۔ اس پر فخر کیا۔ اور مباہات فرمائی۔ اور اس مرتبہ کے ساتھ عجز و زاری کی جناب الٰہی سے درخواست کر کے اس کو حاصل کیا۔ چنانچہ آپ دُعا کرتے تھے۔ اللھم احینی مسکینًا وامتنی مسکینًا واحشرنی فی زمرۃ المساکین ہ الٰہی مجھ کو مسکین جلا۔ اور مسکین مار۔ اور زمرہ مساکین میں میرا حشر کر۔ اور تعرف میں کہتے ہیں۔ کہ ابو محمد ردیم رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ فقر عدم ہر موجود کا۔ اور ترک ہر مفقود کا

ہے۔ یعنے جو کچھ موجود ہے وہ ایک جگہ رہا۔ اور جو ایک جگہ ٹھہرا۔ معدوم ہُوا۔ اور جو کچھ مفقود ہے۔ اِس کو طلب نہ کرے۔ اور جب طلب نہ کیا۔ مفقود ہو گیا۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ بیان فقر میں بہت معنے ہیں۔ کہ اُن کی گنجائش اِس مختصر میں نہیں ہے۔ پس گویا کہ حضرت خواجہ رضؔ اشارہ کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ آخرت میں فخر و مباہات کرے۔ پس اس کو لازم ہے۔ کہ درویشی اختیار کرے۔ اور پیشہ فقیری کا لیوے۔ اللّٰھم ارزقنا ۞

اور معنے کلمہ پنجم کے یہ ہیں۔ کہ تلاش کیا میں نے نسب کو یعنے ایسے پیوند اور خویشی کو جو آخرت میں کام آوے۔ پس اِس کو میں نے بالیقین تقوےٰ میں پایا۔ یعنی آخرت میں انساب نہ رہیں گے۔ اور ماں باپ بہن بھائی وغیرہ کوئی کام نہ آوے گا۔ جیسا کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ فاذا نفخ فی الصور فلا انساب بینھم یومئذ ولا یتسآءلون ۵ یعنی وقت کہ شور پھونکا جائیگا۔ پس اُس وقت نہ رہیں گے۔ نسب اور خویشی درمیان اُن کے۔ اور سب قطع ہو جائیں گے۔ اور کوئی ایک دُوسرے کو نہ پُوچھے گا۔ اور نہ رہے گا کوئی رشتہ کِسی کو کِسی سے۔ لیکن پیوند تقوےٰ کا باقی رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۵ تحقیق بزرگ ترین تمہارا نزدیک نزدیک اللہ کے وُہ ہے۔ جو متقی زیادہ ہے۔ ونیز خدائے تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وتزودوا فان خیر الزاد التقوی ۵ یعنی توشہ

ساتھ لو تم۔ اور بہترین توشہ ہائے کا تقوے ہے۔ اور مقصود الطالبین میں لائے ہیں۔ کہ تقوے عبادت ہے۔ بندہ کی ماسوا اللہ سے دُور ہونے سے۔ اور فرمایا محمد بن سلمان رحمہم اللہ نے۔ تقوے کہتے ہیں۔ غیر خُدا کے چھوڑ دینے کو۔ اور حضرت جعفر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تقوے یہ ہے۔ کہ سوائے خدا تعالےٰ کے اپنے میں کسی کو نہ دیکھے۔ (من مترجم یعنی غیر خدا کا دِل میں گزر نہ ہو) امام قشیری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تقوے عوام کا گناہوں سے دُور ہونا ہے۔ اور تقویٰ خواص کا مشاہدہ ماسوائے اللہ سے اجتناب کرنا ہے۔ پس اِس کلمہ میں حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ امر فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی چاہے۔ نسب پکڑے اور پیوند رکھے۔ اُس کے ساتھ جو عاقبت میں کار آمد ہو۔ تو اُس کو چاہیئے۔ کہ پیوند کرے ساتھ تقوے اور پرہیز گاری کے۔ اللھم اجعلنی من المتقین ۵ یا اللہ تو مجھ کو متقیوں میں سے کر دے۔ آمین ؁

معنے چھٹے کلمہ کے۔ کہ مَیں نے بزرگی اور بلندی آخرت کو تلاش کیا۔ تو بالیقین اُس کو قناعت میں پایا۔ مقصود الطالبین میں کہتے ہیں فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ میری اُمت میں سے بادشاہانِ بہشت قناعت کرنے والے ہیں۔ اور اہلِ معرفت نے کہا ہے۔ کہ قناعت وہ ہے۔ کہ اپنی قسمت پر آدمی خوشنود رہے۔ اور جو کچھ اُس کو پہنچے۔ اُس کو پسند کرے۔ اور بعض داناؤں نے کہا ہے کہ قناعت یہ ہے۔ کہ کسی سے کوئی چیز تو نہ لے۔ اور جو تیرے پاس ہو۔ اُس کو کسی

کے بھی دینے سے تو دریغ نہ کرے۔ اور رسالہ علیّۃ فی احادیث النبّویہ ؒ میں ہے۔ کہ جس کسی نے قناعت پائی۔ عزیز دو جہان ہؤا۔ کہ عز من قنع ؒ یعنی عزیز و بزرگ ہوگیا۔ جس کسی نے قناعت کی۔ خزانہ بے نہایت کو پہنچ گیا۔ کہ القناعۃ کنز لا یفنی: یعنی قناعت ایک خزانہ نہ گم ہونے والا ہے ؎

شعر

عزیز النفس من یوم القناعۃ ؎ ولم یکشف المخلوق قناعۃ

رباعی

کیمیائی ترا کنم تعلیم ؎ کہ در اکسیر ایں صناعت نیست
رو قناعت گزیں کہ در عالم ؎ کیمیائے بہ از قناعت نیست

پس حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ اشارہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص بزرگی آخرت کا خواہاں ہو۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ خزانہ قناعت پر ہاتھ مارے۔ اور اللہ تعالےٰ جو کچھ اس کو عطا فرماوے۔ اُس پر کفایت اختیار کرے۔ کہ بسبب حرص کے جمع کرنے کے واسطے خوار نہ ہو۔ اور عالم عامل و محقق شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ مطلب اعلیٰ شرح اسماء حسنیٰ میں یہ حکایت لکھی ہے۔ کہ دو لڑکے کھیلتے تھے ایک کے پاس نان خشک تھی۔ اور دُوسرے کے پاس نان خورش اس ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے سے کہا۔ کہ مجھ کو بھی نان خورش دے۔ اِس نے کہا۔ کہ آ میرا کُتّا بن۔ کہ مَیں تجھ کو نان خورش دُوں۔ وہ

لڑکا اِس بات پر راضی ہو گیا۔ دُوسرے لڑکے نے اُس کے گلے میں رسّی باندھی۔ اور کھینچنے لگا۔ فتح موصلی قدس سرّہ نے دیکھا۔ فرمایا۔ کہ اگر یہ لڑکا نانِ خشک پہ قناعت کرتا۔ اپنے یار کا کتّا نہ بنتا۔

بیت

بنانِ خشک قناعت کنیم و جامہ دلق ۔ کہ بارِ محنت خود بہ زبارِ منّتِ خلق!

اور مولانا محمّد بن شیخ محمد الجاجی رحمہما اللہ تعالےٰ ریاض الناصحین میں زادالذاکرین اور نزہتہ النظر سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ عنہ مکتب خانہ کی طرف گزرے۔ ایک امیرزادہ کو دیکھا۔ جو اپنے وظیفہ چاشت کے واسطے گیہوں کی روٹی اور شہد لایا تھا۔ دُوسرا فقیرزادہ تھا۔ اُس کے پاس جَو کی روٹی اور کسی قدر کاسہ یعنی شوربا اُس پر چپڑا ہوا تھا۔ اُس فقیرزادہ کے دل میں شہد کی آرزو غالب آئی۔ اُس امیرزادہ سے اُس نے سوال کیا۔ کہ تھوڑا سا شہد دے دے۔ امیرزادے نے کہا۔ کہ بھائی مجھ کو تو میرے پیچھے دوڑ اور کُتّے کی طرح آواز کر۔ درویش بچّہ پہ چونکہ حرص غالب ہو رہی تھی۔ کُتّے کی طرح دوڑتا اور بولتا تھا۔ تونگر بچّہ نے کہا۔ کہ بھائی مجھ کو معذور رکھ۔ کہ ہمارے ملک میں کُتّے کو شہد نہیں دیا کرتے۔ حضرت شیخ شبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ حال مَیں نے دیکھا۔ اپنے دل سے کہا۔ اے نفس تجھ کو یہ ہی واقعہ کافی ہے واسطے قطع کرنے طمع کے مخلوق سے۔ اور واسطے پرہیز کرنے کے دُنیا اور اہلِ دُنیا سے۔ اگر یہ لڑکا نانِ جوین

پر قناعت کرتا۔ لباس انسانیت کا اس سے مسلوب نہ ہوتا۔ جیسا کہ کہا ہے۔ کہ ؎

گفتم کہ مگر تو خود کسے ٭ دیدم کہ کسے ولیک مغلوب

اللھم ارزقنا ٭

معنے کلمہ ہفتم کے۔ کہ طلب کیا مَیں نے راحت آخرت کو۔ پس جانا مَیں نے اُس کو بلاشبہ زہد ہیں۔ یہ ہیں۔ جو مقصود الطالبین میں آئے ہیں۔ کہ فرمایا ابو سلیمان رحمتہ اللہ علیہ دارانی نے۔ کہ زہد کیا ہے۔ زہد یہ ہے کہ تو اُس چیز کو چھوڑ دے۔ جو تجھ کو اللہ تعالےٰ سے باز رکھے! اور حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ دُنیا میں زہد یہ ہے کہ دُنیا کو اور جو کچھ اس میں ہے۔ اُس کو اور اہل دنیا کو اپنا دشمن سمجھ لے اور فرمایا ہے۔ اہل دنیا چہ کہیں وچہ مہیں۔ لعنۃ اللہ علیھم اجمعین ؏ اور عارفوں نے کہا ہے۔ کہ زہد کیا ہے۔ مُنہ پھیر لینا تمام آرزوؤں سے طرف راحت زہد کے۔ اور اشارہ فرمایا ہے۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ وارضاہ نے فتوح الغیب میں۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن کے حق میں زندگی خاصہ آخرت کے ہے۔ اور یعنے نہیں ہے۔ راحت مومن کو آخرت میں بجز اُس کے کہ لقائے حق تعالےٰ اُس کو نصیب ہو۔ اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا زندان مومن کی ہے۔ اور بہشت کافر کی ہے۔ اور نیز فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ مرد پرہیزگار کے مُنہ پہ گویا لگام لگائی ہوئی ہے یعنی

وہ باز رکھا گیا ہے۔ شہوت و لذات سے۔ پس باوصف ان احادیث
اور ظاہر احوال کے کس طرح دعوے کیا جاوے پاکیزگی زندگانی کا
دُنیا میں۔ پس راحت اور تمامی راحت دُنیا سے انقطاع میں۔ اور
اللہ تعالےٰ کی طرف ہر وقت متوجہ رہنے۔ میں ہے۔ پس گویا حضرت
رضہ فرماتے ہیں۔ اس کلمہ میں۔ کہ جو کوئی خوشی اور شادی آخرت کی
چاہتا ہے۔ اُس کو چاہیئے۔ کہ دُنیا کو اور جو کچھ کہ اُس میں ہے۔ لذّات
و شہوات سے اُس کو ترک کرے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو
دُنیا کی بلاؤں اور آفتوں سے اپنی حفظ و آمان میں محفوظ اور مصئون
رکھے۔ بحرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یوم التناد ۂ
یہاں تک ترجمہ اور بیان معانی کلمات سبعہ کا تھا۔ اور حضرت خواجہ رضہ
کے کلمات سے ہے۔ کہ آدمی کمال تقوےٰ اور ورع کو نہیں پاتا ہے۔
جب تک کہ یُوں نہ سمجھ لے۔ کہ مَیں نے گویا تمام مخلوق کو مار ڈالا ہے۔
اور اسی طرح فرمایا ہے۔ مولٰنا سیّد محمود شیخانی القادری رحمتہ
اللہ علیہ نے کتاب جیواۃ الذاکرین میں۔ اور مطلب اس کلام کا یہ
ایک مبالغہ ہے۔ واسطے کمال دشمنی کے یعنے جب لوگ یوں سمجھ لے
کہ اِس شخص نے تمام مخلوق کو مار ڈالا ہے۔ تو تمام مخلوق اس کو بڑا اور
سخت دشمن سمجھنے لگیں۔ اور اُس کے ساتھ اُلفت نہ کریں۔ اور اُس کے
ساتھ صحبت نہ رکھیں۔ اور شادی و غم اور نفع نقصان میں اُس کے ساتھ
شرکت گوارا نہ کریں۔ اور وہ بھی لوگوں کے ساتھ اسی طرح پر رہے۔

(من مترجم یعنی دل میں سمجھے۔ کہ میں ان کے نزدیک ایسا ہوں۔ کہ میں نے گویا تمام مخلوق کو مار ڈالا ہے۔ پس یہ لوگ میرے سخت دشمن ہیں۔ پس ان سے بھاگنا چاہیئے۔ اور ان کے پاس کھڑا نہ ہونا چاہیئے۔) جب ایسا سمجھے۔ اور اسی طرح پر رہے گا۔ تب خالص مردِ خدا کا ہوگا۔ اور جب ایسی حالت ہوگی۔ تب حقیقت معنی تقوےٰ کی اُس کو حاصل ہوگی معنے تقوےٰ کے تو بیان ہو چکے۔ اب معنے ورع کے جو مقصود الطالبین میں لکھے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ

یحیٰی بن معاذ رازی رضہ نے فرمایا ہے۔ کہ بظاہر میں معنے ورع کے یہ ہیں۔ کہ آدمی اپنی جگہ سے بجز تعمیل اوامر کے نہ جنبش کرے! اور باطن میں ورع کے معنے یہ ہیں۔ کہ آدمی کے دل میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کچھ نہ گزرے۔ اور اس کلام میں حضرت خواجہ رضہ نے گویا بعینہٖ اپنے حال کی خبر دی ہے۔ کہ مخلوق خدا کو حضرت خواجہ رضہ نے گویا کے ساتھ دشمنی میں یہ ہی حال تھا۔ واللہ اعلم ؁

اور حضرت خواجہ رضہ کی کلام ہے۔ من عرف اللہ لا یخفیٰ علیہ شیئ ؕ جس نے خدا کو پہچان لیا۔ اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو رہی۔ یعنی خدا کو خدا سے پہچاننا ممکن ہے۔ کہ عرفت ربی بربی ؕ جو کوئی خدا کو خدا سے جانتا ہے۔ وہ سب چیز کو جان لیتا ہے۔ اور تذکرۃ الاولیاء میں اس لفظ سے کہ معنی کہ پہچان لیا اللہ کو۔ پوشیدہ نہ رہی۔ اُس سے کوئی چیز۔ یہ لکھے ہیں۔ جیسے کہ مقصود الطالبین میں ہے

کہ معرفت الٰہی بندہ کے دِل میں ایسی ہے۔ جیسے کہ آفتاب آسمان پر۔ لیکن جب آفتاب طلوع کرتا ہے۔ کنارہ آسمان پر۔ نور اُس کا زمین پر پڑتا ہے۔ اور جب آفتاب معرفت بندہ کے دل میں طلوع کرتا ہے۔ نور اُس کا عرش پر پڑتا ہے۔ انتہیٰ۔ پس جیسا کہ آفتاب کی روشنی میں چشم ظاہر سے کوئی چیز زمین کی پوشیدہ نہیں رہتی۔ اِسی طرح جب روشنی نور معرفت کی جلوہ گر ہوتی ہے۔ دیدۂ باطن عارف سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔ اور کیسے مخفی رہے۔ کیونکہ جو کچھ عرش سے فرش تک عالم میں ہے۔ وہ سب عارف کے دل میں موجود ہوتا ہے۔ بلکہ سلطان بایزید قدس سرہٗ العزیز نے وسعت دائرہ دل سے یہ خبر دی ہے۔ کہ اگر عرش اور صد بار سو ہزار بار عرش سے اور جو کچھ کہ اس میں ہے۔ عارف کے ایک گوشۂ دل میں رکھ دیں۔ عارف کو اُس کی خبر بھی نہ ہو ا من مترجم خبر نہ ہو۔ یعنے پرواہ بھی نہ ہو۔ جیسا کہیں کہ اگر ایک خس سمندر میں گر جائے۔ یا جہان میں سے کم ہو جائے تو اُس کو خبر بھی نہ ہو۔ خبر نہ ہونے سے مراد یہ نہیں۔ کہ اُس کو علم بھی نہ ہو۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ وہ ہیچ نراز ہیچ ہے۔ اُس کی کوئی حقیقت اور وقعت اُس کے نزدیک نہ ہو۔ آہ ؎

نہ سہی گر نہیں ارض و سما میں وُسعت
کہ میرے دِل میں تیرے رہنے کو جا ہے تو سہی

اور حدیث قدسی میں آیا ہے۔ کہ میں بحیثیت مرتبہ اجمالی وتفصیلی درمیان آسمان و زمین کے نہیں سماتا۔ لیکن اپنے بندہ کے دل میں سماتا ہوں۔ جو مومن ہو۔ کیونکہ وہ ہو جاتا ہے۔ میرے ساتھ اور مجھ میں اور واسطے میرے بحسب شیون میں ہونے کے۔ اور ایسا ہی ہے اشعۃ اللمعات میں۔ اور یہ قول کہ۔ عرفت ربی بربی ؕ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔ کہ آپ سے پوچھا۔ کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا۔ آپ نے فرمایا۔ عرفت ربی بربی ؕ یعنے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اپنے ساتھ آپ اپنا شناسا کر دیا۔ تعرف میں لائے ہیں۔ کہ اس امر پر اجماع ہے۔ کہ رستہ دکھانے والا طرف خدا کی۔ خداوند تعالےٰ خود ہی ہے۔ اور اُس کو اُسی سے پہچان سکتے ہیں۔ اور اُس کو اُسی سے پانا ممکن ہے نہ اُس کے غیر سے۔ اور کلام کا بیان بہت طولانی ہے۔ اس مختصر میں اس کے بیان کی گنجائش نہیں۔ کسی شخص نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضؓ سے عرض کیا۔ کہ مجھ کو کچھ وصیت فرمایئے۔ فرمایا بھاگ طرف خدا اپنے کی۔ اُس شخص نے کہا۔ کہ مجھ کو میری معاش کہاں سے پہنچے گی۔ فرمایا افسوس ہے۔ اُن دلوں پر جو شک میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بھلا تو بھاگتا ہے طرف خدا کی۔ اور تہمت رکھتا ہے خدا پہ واسطے رزق کے ؛

یہ وصیت بعینہ لوامع الانوار اور کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء میں اسی طرح مذکور ہے۔ لیکن کیمیائے سعادت اور تذکرۃ الاولیاء سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شخص جس نے یہ وصیت چاہی تھی۔

حضرت ہرم بن حبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے۔ امام حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل منہاج العابدین میں اس طرح لائے ہیں۔ کہ حضرت ہرم بن حبان نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا۔ کہ مَیں کہاں سکونت اختیار کروں۔ فرمایا شام میں۔ ہرم نے کہا۔ کہ حال میری عیش کا شام میں کیا ہے۔ فرمایا۔

وائے بر دلہائے کہ دراں شک مخلوط است

یعنی شک اور افسوس اُن دلوں پر ہے۔ جن میں شک ملا ہُوا ہو۔ پس نفع نہیں کرتی اُن کو پند و وعظ۔ اور یہ نقل بعینہٖ مولانا مُحمّد بن شیخ مُحمّد الجامی رحمہما اللہ تعالےٰ نے کتاب ریاض الناصحین میں بھی لکھی ہے۔ اور حضرت محمد دارا شکوہ رحمتہ اللہ علیہ نے رسالہ مسمیٰ بحسنات المومنین تصنیف کیا ہے۔ اور اُس میں لکھا ہے۔ کہ شطح اور شطحیات اولیاء اور مردانِ خدا کے جمع کئے ہیں۔ اور اُس میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ شطح حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یہ ہے۔ کہ فرمایا۔ کہ جب عبودیت تمام ہوئی۔ اُس کی عیش۔ عیش اللہ کی ہے یعنی صفت الوہیّت کی اُس میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور فعل بندہ کا فعل حق کا ہے۔ اور مسرت السنت یزدانی عین القضاۃ ہمدانی قدس اللہ سرہ العزیز کتاب تمہیدات میں فرماتے ہیں۔ دریغا۔ حضرت خواجہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کیا خبر دیتے ہیں۔ اور کیا کہتے ہیں۔ اذا تم العبودیۃ یکون عیشہ کعیش اللہ ط فرمایا۔ کہ

جب بندگی تمام ہو جاتی ہے۔ عیش بندہ کا مثل عیش معبود کے ہوتا ہے۔
دریغا۔ جو کچھ اُس کے واسطے ہو۔ جو واسطے خداوند کے ہے۔ جو کوئی
صفات اللہ کے ساتھ موصوف ہو۔ عیش اور مراد اُس کی مانند عیش اور
مراد خداوند کے ہو۔ جیسے سمع و بصر و قدرۃ و ارادۃ و عزت و بقاء
و کلام قدیم ہے۔ اس سبب سے بندہ باقی و دایم رہے۔ انتہی ؎

اور حضرت خواجہ رضہ نے فرمایا۔ جو کوئی تین چیزوں کو دوست
رکھتا ہے۔ دوزخ اُس کی رگ گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے ایک
اچھا کھانا۔ دُوسرے لباس اچھا پہننا۔ تیسرے تونگروں کے پاس بیٹھنا
حضرت رضہ کے اقوال سے ہے۔ کہ نماز میں خشوع یہ ہے۔ کہ اگر پہلو میں
تیر لگ جائے۔ نماز کی حالت میں۔ تو نمازی خاشع کو خبر نہ ہو۔ کسی
نے حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا۔ کہ کیا حال ہے۔ فرمایا
کیا حال ہو۔ اُس شخص کا جو صبح کو جیتا اُٹھے۔ اور اُس کو یہ نہ معلوم ہو
کہ شام تک زندہ رہے گا۔ یا مر جائے گا۔ پُوچھا۔ کہ آپ کے کام کا کیا
حال ہے۔ فرمایا۔ آہ۔ افسوس اپنے بے زادراحلہ ہونے۔ اور درازی
سفر پر۔ کہ سفر طول و دراز ہے۔ اور بندہ بے زاد وراہ ہے۔ فرمایا اگر
تو خدا توفیق دے تو خدا کی پرستش کرے۔ آسمان والوں کی عبادت کے
برابر اگر اُس کو باور نہیں رکھتا۔ تو تجھ سے وہ عبادت نہ قبول کی جائے
گی۔ پوچھا کہ باور رکھنا کس طرح ہو۔ فرمایا۔ اس طرح کہ مطمئن ہو تیرا
دل ساتھ اُس چیز کے۔ کہ جو تیرے واسطے مقرر ہو چکی ہے اور اس

درجہ ماسوی اللہ سے تو فارغ ہو۔ کہ کسی دُوسری چیز کے ساتھ مطلقاً مشغول نہ ہو۔ یہ سب کچھ تذکرہ میں لکھا ہے۔ اور منہاج العابدین میں کہا ہے۔ کہ کسی نے حضرت خواجہ رضؓ سے کہا۔ کہ ہم کس طرح اُستوار ہوں۔ فرمایا۔ اِس طرح کہ رزق کی طرف سے بالکل بے فکر رہو۔ اور عبادت میں ہروقت سرگرم اور مُستعد رہو۔ آپ کے اقوال سے ہے۔:

السلامۃ فی الوحدۃ ہ

یعنی سلامتی تنہائی میں ہے۔ اور تنہائی ہونے کے معنے یہ ہیں۔ کہ فرد ہو وحدت میں۔ اور وحدت یہ ہے۔ کہ خیال غیراللہ کا دل میں نہ سماوے۔ تاکہ سلامت رہے، نہ کہ تنہائی ظاہری ہو۔ یعنے بظاہر اکیلا بیٹھا رہا ہے۔ اس کو تنہائی نہیں کہتے۔ ایسی تنہائی والے کی نسبت ہے۔: الشیطان مع الواحد وھو عن الاثنین ابعد ہ

اور یہ حدیث ہے۔ یہ بھی تذکرۃ الاولیاء میں ہے۔ اور مولانا مخدوم علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ معنے۔ السلامۃ فی الوحدۃ کے کشف المحجوب میں یہ فرماتے ہیں۔ یعنی سلامتی تنہائی میں ہے۔ یعنی تنہائی دل کی اور دل کے اندیشہ غیر سے خالی ہونے اور جملہ احوال میں مخلوق سے نااُمید ہونے کو کہتے ہیں۔ اور اسی میں اُن کی تمام آفات سے سلامتی ہے جب کہ اُن سب سے مُنہ پھیر لے۔ اور اگر کوئی سمجھے۔ کہ وحدت تنہا زندگی بسر کرنے کو کہتے ہیں۔ تو یہ محال ہے۔ کیونکہ شیطان کو اُس کی صحبت ہو۔ اور نفس کو اُس کے سُلطانی ہو۔ اور دُنیا و عقبیٰ کا اُس کو خیال اور اندیشہ

مخلوق کا اُس کے دل میں گزر ہو۔ تو ہنوز اُس کو وحدت حاصل نہیں۔ کیونکہ جو کوئی عین کے ساتھ آرام پاوے۔ یا جو اُس کے اندیشہ کے ساتھ آرام پاوے۔ یہ دونوں برابر ہیں۔ پس جو کوئی وحید ہو۔ اگرچہ اُس کو صحبت بھی ہو۔ تاہم یہ صحبت اُس کی وحدۃ کی فراہم نہیں۔ اور جو کوئی غیراللہ کے ساتھ مشغول ہو۔ عزلت اُس کی فراغت کا ذریعہ نہیں۔ اور یہ عزلت اِس کے لئے وحدۃ نہیں۔ پس انقطاع از الانس بغیر اُنس بحق نہیں ہوتا۔ اور کسی کو اُنس باحق ہو۔ مخالطت لوگوں کی اُس کو مضر نہیں۔ اور جب کسی کے دل میں آدمیوں کی موانسبت کا گزر ہو۔ وُہ اُنس حق سے قطعاً بے خبر ہے۔ کیونکہ وحدت صفت بندہ صادق کی ہے۔ جس نے سُنا قول اللہ تعالےٰ کا۔ الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ ہ کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندہ کے واسطے کافی نہیں۔ یعنی ہے۔

اور حضرت خواجہ رض کے اقوال سے ہے۔ علیک بقلبک ہ یعنی تیرے ذمہ ہے۔ کہ اپنے دل کو اندیشہ غیراللہ سے محفوظ رکھے۔ یہ بھی تذکرہ میں لکھا ہے۔ اور مولانا علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ کہ یہ خطاب حضرت ہرم بن حبان کی طرف خواجہ رض نے فرمایا تھا۔ کہ اِس کلام کے دو معنے ہیں۔ ایک یہ کہ دل متابع حق کے کرنا مجاہدہ کے ساتھ۔ دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو متابع دِل کا کرنا۔ اور یہ دو اصل قوی ہیں۔ دِل کو متابع حق کرنا مریدوں کا کام ہے۔ کہ مکابرہ شہوت اور موانست ہو۔ اِس سے دل کو باز رکھیں اور خیالات

ناموافق کو درجہ بدرجہ اس سے منقطع کریں۔ اور تدبیر صحبت اور حفظ امور
میں نظر اپنے حق کی نشانیوں میں جمائیں۔ تاکہ دل محل محبت الٰہی ہو جاوے
اور اپنے آپ کو متابع دل کا کرنا کاملوں کا کام ہے۔ کیونکہ اللہ تعالٰے
نے اُن کے دِل کو اپنے نور کے جمال سے منوّر کر دیا ہے۔ اور تمام
اسباب اور علل سے چھڑا کر درجہ اعلیٰ پر پہنچا دیا ہے۔ اور خلعت
اپنے قرب کا اُن کو پہنا دیا ہے۔ اور اپنے الطاف کے ساتھ اِس پر
تجلّی کی ہے۔ اور اپنے قرب و مشاہدہ کے ساتھ اس سے تولے کیا
ہے۔ اور اُس وقت تن کو موافق دل کے کیا ہے۔ پس ایسے لوگ صاحب
القلوب ہیں۔ اور ایک گروہ مغلوب القلوب ہے۔ اور جو لوگ مغلوب
القلوب ہے۔ اور جو لوگ صاحب القلوب ہیں۔ وہ باقی الصفت ہیں۔
اور جو لوگ مغلوب القلوب ہیں۔ وُہ فانی الصفت ہیں۔ فانی الصفت
اِس کو کہتے ہیں۔ کہ اپنی تمام املاک اللہ کے رستہ میں دیدے۔ اور
وجہ افطار بھی اپنے پاس نہ رکھے۔ حضرت خواجہ رہ کا کلام ہے کہ استوار
تر سخن جو حکماء نے کہا ہے۔ یہ ہے۔ کہ ایک طرف رُخ کر۔ اُس ایک
جامع المتفرقات کا ہی درتیرے واسطے کافی ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ
حضرت خواجہ رہ نے سخن حکماء کا اِس واسطے پسند کیا ہو۔ اور اس کی
تعریف کی ہو۔ کہ یہ قول موافق حال اور معمول روزگار حضرت خواجہ رہ
کا ہے۔ کیونکہ حضرت رہ نے تمام خلقت سے مُنہ پھیر لیا۔ اور ہمہ تن طرف
حق کی متوجّہ ہو گئے۔ اور آپ کو سوائے خدا کے کسی کی طرف حاجت اور

توجہ نہ رہی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہٗ ۔ یعنی جو کوئی مخلوق سے ہمہ تن منہ پھیرے اور تمام تر طالب خدا ہو جائے۔ خدائے تعالےٰ اُس کے واسطے ہے یعنی اُس کے تمام کاموں کا کفیل اللہ تعالےٰ ہے۔ اور اُس کے موافق ہے کتاب تعرف اور شرح تعرف میں روایت ہے۔ کہ فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ کہ جو کوئی اپنے تمام افکار کو ایک فکر کرے اور وُہ فکر اُس جہان کا ہو۔ اللہ تعالےٰ اُس کے افکار کو کافی ہے یعنی جو شخص اپنے ظاہر و باطن کو مشغول بفکر عاقبت کر دے۔ اللہ تعالیٰ اُس کو اِس جہان سے افکار و اشغال سے بے فکر کر دیتا ہے۔ اور اُس کی مثال بظاہر ایسی ہے۔ کہ جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو کسی کام پر لگا دے۔ اور جانے۔ کہ اگر وُہ اپنے کاموں کے لئے فکر کرے گا تو یہ کام جس کا مَیں نے اُس کو حکم دیا ہے۔ پورا نہ کر سکے گا۔ تو وہ حکم دے۔ کہ تُو اِس کام میں لگا رہ۔ اپنے کاموں کی فکر نہ رکھ۔ مَیں خود تیرے کاموں کو سرانجام کر دُوں گا۔ اور جو شخص ایسا ہو۔ کہ اُس کی ہمت پراگندہ ہو جاوے۔ اور خیالات غیر اللہ میں مشغول ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کچھ پرواہ نہیں رکھتا اِس امر کی۔ کہ وہ کِس وادی میں ہلاک ہوتا ہے۔ وادیِ نفس میں۔ یا وادیِ شیطان میں۔ یا وادیِ دُنیا میں۔ یا وادی مخلوق میں۔ کیونکہ اصل تمام پراگندگی کے یہ ہی چار ہیں۔ اللہ تعالےٰ جو حافظ حقیقی ہے۔ تمام مسلمانوں کو بلائے نفس اور اغوائے شیطان

اور آفت دُنیا۔ اور ضلالت خلق سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ (من مترجم اور اللہ تعالیٰ اِس عاجز کو بھی اپنے مسلمان اور مطیع بندوں میں شمار کرے اور اُن آفتوں سے اپنے حفظ و امان میں رکھے۔) بفضلہٖ وکرمہٖ وھوارحم الراحمین ؛

مخلصاں و معتقدان سلسلہ عالیہ اویسیہ کو لازم ہے۔ کہ اِن نصیحتوں کو اور کلمات قدسیہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو یاد کریں۔ اور معمولِ روزگار خود بنا دیں۔ تا کہ اپنے حضرت خواجہ رضؓ کے شرف متابعہ سے بہرہ ور ہوں۔ اور اُن کے فوایدکے ساتھ مُستفید ہوں۔ ربّنا وفقنا ہ اے ربّ میرے۔ ہم کو توفیق دے۔ وصلّی وسلّم علیٰ محمّد وآلہٖ وذرّیتہٖ واتباعہٖ اجمعین ہ

سترھواں لطیفہ

بعض حکایتوں میں۔ جو حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں تذکرۃ الاولیاء میں کہتے ہیں۔ کہ ربیع بن خشیم کہتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے دیکھنے کو گیا۔ آپ اِس وقت صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ میں نے انتظار کیا۔ کہ فارغ ہو جائیں۔ اسی طرح آپ مشغول رہے۔ کہ نماز پیشین کا وقت ہو گیا۔ آپ نے نمازِ ظہر پڑھی حاصل کلام یہ کہ تین دن رات اسی طرح نماز میں رہے۔ اور فارغ نہ ہوئے۔ نہ کچھ کھایا۔ اور نہ سوئے۔ چوتھی رات میں نے کان لگا کر سُنا۔ کچھ نیند آپ کی آنکھوں میں آئی۔ آپ نے فوراً جناب الٰہی میں مناجات کی کہ بارِ خدایا میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اِس چشم بسیار خواب اور حلم بسیار خوار سے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ میرے واسطے یہ ہی کافی ہے۔ چاہیئے کہ اِن کو تکلیف نہ دُوں۔ یہ سمجھ کر میں واپس چلا آیا۔ اور یہ حکایت کیمیائے سعادت میں بھی مذکور ہے۔ اور تذکرۃ اولیاء میں بھی ہے کہ حضرت خواجہ رضؓ کی خدمت میں کسی نے بیان کیا۔ کہ آپ کے قریب ایک شخص ایسا ہے۔ کہ وُہ تیس سال سے قبر میں پڑا ہے۔ اور کفن پہن رکھا ہے اور گور میں بیٹھا روتا ہے۔ نہ رات کو آرام ہے۔ نہ دن کو قرار ہے۔ حضرت خواجہ رضؓ وہاں گئے۔ اُس کو دیکھا۔ کہ نہایت نحیف وزرد ہو گیا تھا۔

آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔ اِس سے آپ نے فرمایا۔ کہ اے فلاں شخص تجھ کو تیس سال سے اِس گور و کفن نے اللہ تعالےٰ سے روک رکھا ہے اور تو انہیں دونوں میں رہ گیا ہے۔ یہ دونوں تیرے رَستہ میں بُت ہیں۔ اُس شخص نے آپ کے نُور سے اِن آفتوں کو اپنے اندر رکھا۔ اِس پر حال مکشوف ہو گیا۔ بغور کشف اُس نے ایک چیخ ماری۔ اور مر گیا۔ اور اُسی قبر میں گر پڑا۔ پس اگر گور و کفن حجاب ہوئے۔ تو دُوسرے دل کے اور اپنے حجابان کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا ہیں۔ اور کتنے ہیں۔

(من مترجم یعنے جب گور و کفن کی یاد بھی آدمی کے لئے اللہ تعالےٰ کے رستے سے روکنے والی ہے۔ تو وائے بر حال۔ مجھ سے لوگوں کے جن کے روکنے والوں کی کوئی شمار اور حد ہی نہیں۔ اللّٰھم ارحم بحالی)؁

حضرت سلطان ولد رحمت اللہ علیہ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں۔ کہ بعد رحلت حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم کے خواجہ کونین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب محبّت و شوق زیارت روضہ مقدّسہ و منوّرہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مغلوب کر لیا اور والدہ صاحبہ بھی حضرت خواجہ رضؓ کی جو وہاں جانے سے منع کرتی تھیں فوت ہو گئیں۔ تو آپ مدینہ منورہ میں آئے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اپنا احوال کہا۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے پُوچھا۔ کہ زمانہ حیات فیض سمات آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کیوں نہ آئے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے

کیوں نہ مشرف ہوئے۔ حضرت خواجہ رضؓ نے کہا۔ کہ میری والدہ رنجور تھیں۔ اپنی خدمت کے واسطے مجھ کو اپنے سے دُور نہیں کرتی تھیں صحابہؓ ہنس پڑے۔ اور کہا۔ کہ ہم نے اپنی ماؤں اور باپوں کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق و محبّت میں فدا کر دیا ہے۔ آپ نے ایک ماں کو بھی تنہا نہ چھوڑا۔ اور حضور کی خدمت میں نہ آئے۔ جب حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے سخن طنز یہ اُن کا سمجھا۔ نشان وصورت وحلیہ جمال باکمال آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا۔ پس اُنہوں نے بعض نشانات بدن اور اعضائے مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے۔ اور معجزات ظاہر کئے۔ حضرت خواجہؓ نے فرمایا۔ کہ میری مُراد اِس سوال سے پُوچھنا ظاہری صورت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہے۔ بلکہ مقصود میرا اِس سوال سے یہ ہے۔ کہ حلیہ و جمال معنوی اور صورت وہیئت باطنی آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان کیجئے۔ صحابہ رضؓ نے کہا۔ جو کچھ ہم جانتے تھے ہم نے بیان کر دیا۔ اگر آپ اِس سے کچھ زیادہ جانتے ہوں۔ تو آپ بیان کیجئے۔ پس حضرت خواجہ رضؓ درد و شوق اور نور محبّت سے پُر ہو گئے۔ اور چاہا۔ کہ بیان کریں۔

ابیات

قصد کرد آنکہ تا نشانِ گوید ؛ سرّ آں شاہِ دوجہاں گوید
حرف ناگفتہ زد بر ایشاں نور ؛ ہمہ گشتند بے خود آں زسرور

طامع و مست و پست افتادند ٭ عقل و ہش را بباد بر دادند!
ہستی جملگاں گداخت تمام ٭ از رُخِ ماہ دُور گشت غمام
از خودی سوئے بیخودی رفتند ٭ ہمہ غواص بحرِ جاں گشتند
بردل از راز گل بیفشاندند ٭ ہمہ از ہجر سُوئے وصل شدند
راہ یک سالہ را بیک ساعت ٭ طے نمودند جملہ بر طاعت
ہر یکے شد خلیفۂ مختار ٭ اوّل اُمت بدند آخر کار

یہ حکایت دلالت تمام رکھتی ہے۔ صفا وستہ صورت اور معاملہ حضرت اویس رضی اور قرب و معیّت پر آپ کی قرُب و نبوّت میں۔ اور علامت ہے۔ آپ کے کمال کی عشق و محبت میں۔ اور حق ہے۔ کہ جہاں عشق آتا ہے۔ غیر درمیان سے نکل جاتا ہے۔ کیونکہ عشق ایسی آگ ہے کہ سوائے محبُوب کے سب کو جلا دیتی ہے ٭

نظم

عاشقاں جانباز ایں راہ آمدند ٭ در دو عالم وست کوتاہ آمدند
زحمتِ جاں از میاں برداشتند ٭ دِل بکلی از جہاں برداشتند
جاں چو برخاست از میاں بجان خویش ٭ خلوتے کردند با جانانِ خویش

کتاب زہرۃ الریاض کی مجلس ستاون میں ہے۔ کہ حکایت کی ہے حضرت حبیب بن سہیل قدس اللہ سرہم العزیز سے۔ کہ میں جماعت سوداگراں کے ساتھ کشتی میں سوار تھا۔ اور اُس کشتی میں بہت مال ہر قسم کا لدا ہُوا تھا یکایک آندھی آئی۔ اور کشتی لہروں سے ڈوبنے لگی۔ یہاں تک کہ کشتی میں

پانی بھر گیا۔ اور کشتی ڈوبنے لگی۔ ہم لوگ اپنے مال و جان سے ناامید ہو گئے۔ اُس کشتی میں ایک شخص تھے۔ جو کمبل پشم شتر کا اوڑھے ہوئے تھے۔ وہ اُٹھے۔ اور کشتی سے کود پڑے۔ اور پانی پر کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھنے لگے۔ گویا کہ ہم لوگوں کے احوال سے غافل تھے۔ پس ہم لوگوں نے کہا۔ کہ اے دوست خدا کے ہماری فریاد کو پہنچ۔ پس ہماری طرف رُخ کیا۔ اور کہا۔ کہ تمہارا کیا حال ہے۔ ہم نے کہا۔ کہ کیا آپ ان موجوں کو اور ہماری موجوں کی حالت کو نہیں دیکھتے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ قرابت پیدا کرو۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کس چیز کے ساتھ قرابت تلاش کریں۔ فرمایا ترک دُنیا کے ساتھ۔ ہم لوگوں نے کہا۔ کہ تحقیق ہم نے دُنیا کو ترک کیا۔ پس فرمایا۔ باہر چلے آؤ۔ اور کہو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پس ہم نے بسم اللہ کہی۔ اور باہر نکلے۔ اور ایک ہم میں سے چل کر اُن بزرگ کے گرد سب جمع ہو گئے۔ اور سب پانی پر کھڑے ہو گئے۔ ہم سب سو سے زیادہ آدمی تھے۔ پس کشتی مع تمام مال کے غرق ہو گئی پس آپ نے فرمایا۔ کہ تم دُنیا کے ماحول سے آزاد ہو گئے۔ پس باہر چلے آؤ۔ ہم نے کہا۔ کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ کہ میں اویس قرنی ہوں۔ پس ہم نے کہا۔ کہ اُس کشتی میں مدینہ کے فقیروں کا مال ہے جو ایک شخص مصر سے اُن کے واسطے مدینہ شریف کو لئے جاتا ہے کیونکہ آج کل مدینہ منوّرہ میں قحط ہے۔ پس آپ نے فرمایا۔ کہ اگر اللہ تعالےٰ مال تمہارا تم کو دے دے۔ تو تم مدینہ شریف کے فقیروں کو تقسیم کر دو گے۔

ہم نے کہا۔ ہاں۔ پس آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پانی پر۔ اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں آہستہ دُعا کی۔ پس ناگاہ کشتی پانی پر ظاہر ہوئی مع اس مال کے جو اُس میں لدا ہوا تھا۔ پس ہم سب کشتی میں سوار ہوئے۔ اور حضرت خواجہ رض غائب ہو گئے۔ پس ہم سلامت مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے۔ اور تمام مال مدینہ مقدسہ کے فقیروں کو تقسیم کر دیا۔ پس کوئی شخص مدینہ منورہ میں فقیر نہ رہا۔ اور یہ حکایت کتاب اسرار الفاتحہ میں بھی لائے ہیں۔ اور کتاب اخلاق جہانگیری میں خلاصۃ الحقائق سے نقل کرتے ہیں۔ کہ سلطان اویس رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ میں آئے۔ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ اور اُن سے کہا۔ کہ ھٰذا قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ؕ

یہ قبر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ فرمایا مجھے اس شہر سے باہر پہنچا دو۔ کیونکہ جس زمین پاک میں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدفون ہیں۔ وہ جگہ میرے رہنے کی نہیں ہے۔ یعنی جس بقعہ پاک میں کہ ذات بابرکات آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیر زمین مثل آفتاب کی زاویہ مغرب میں پردہ کئے ہوئے ہو۔ اُس زمین پر قدم رکھنا ادب سے بعید ہے ؕ

؎

آں زمیں کز آسماں بر تر زمین یثرب است

کافتاب جود و خورشید کرم را مغرب است

اور مولانا خالق داد فقیہہ معروف چیلہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کاغذ
یں نے دیکھا۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے
چاہا۔ کہ مدینہ طیبہ کو جائیں۔ اور جب مدینہ شریف کے نزدیک پہنچے
واپس چلے آئے۔ کہ مُبادا کہ میرے پاؤں زمین کے اُوپر ہوں۔ اور
ذات مقدّسہ مطہرہ مطیبہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نیچے
زمین کے ہو۔ واللہ اعلم ؟

اٹھارہواں لطیفہ

بیان میں ولایت باطنیہ اور پرورش غیبیہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ۔ میرے مخدوم اور میرے مولا ۔ میرے صاحب فرید عصر وحید دہر بندگی شیخ محمد فرید اویسی سلمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ اور اس فقیر حقیر مؤلف نے حضرت کی زبان مبارک سے خود سُنا ہے ۔ کہ جب حضرت بادشاہ تقدس و تعالےٰ نے تمام احکام شرائع نماز روزہ زکوٰۃ ۔ کلمہ طیبہ اپنے حبیب و رسول حضرت احمد مجتبےٰ محمد مُصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرما دیئے ۔ اور تمام حقائق دین و ملّت مُسلمانی اور شریعت کے آں حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے معلوم کرا دیئے اور وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ و سلم نے وہ تمام احکام اور شرائع اپنے یاروں کو سکھا دیئے ۔ اس کے بعد ارادہ ازلیہ اور مشیت اللہ نے چاہا ۔ کہ اپنے حبیب پر راہِ طریقت باطنیہ اور ولایت غیبیہ کا ظاہر فرماوے ۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا ۔ کہ یہ راہِ طریقت اپنے یاروں کو سکھائیں ۔ اُس وقت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ضعیف اور بوڑھے تھے ۔ اور حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ جوان تھے ۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ولایت مصاحبت تعلیم فرمائی ۔ کہ یہ رستہ محتاج مشقت و ریاضت و مجاہدہ کا نہ تھا ۔ اور ولایت شاقہ جو موقوف بر ریاضت و محنت و مجاہدہ تھی ۔ امیر

المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ظاہر فرمائی۔ چنانچہ ترتیب وطریق تعلیم اِن کا تصوف کی کتابوں میں مذکور و مسطور ہے۔ بعد تعلیم و تلقین ان ہر دو ولایت کے ارادہ ازلیہ بادشاہ تقدس وتعالےٰ نے چاہا۔ کہ اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو طریقہ پرورش غیبابیہ وترتیب مخفیہ کا سکھائے۔ اور اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو باطن میں بلا صحبت اور بغیر مواجہت کے پرورش کریں۔ اور نعمت ولایت کی عنایت فرمادیں۔ جب یہ نعمت خباب الٰہی سے ذات نبوۃ اقدس پر ارزانی فرمائی۔ اور یہ آفتاب باطن اقدس آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر طالع ہوا۔ اُس کے انوار کی شعائیں ازراہِ غیب خیر التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے باطن مبارک پر پڑیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نعمت مخفیہ اور ولایت غیبیہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو تعلیم و تلقین فرمائی۔ اور حضرت خواجہ رضؓ کو غیبت میں ہی بلا واسطہ مصاحبت کے اپنے حجرہ نبوۃ میں پرورش فرمایا۔ یہاں تک کہ محبوب دل نشین آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوئے۔ اور یہ ہی بات تھی۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بند پیراہن مبارک کے کھول کر رُخ مبارک یمن کی طرف کرتے اور فرماتے

انّی وجدات نفس الرّحمٰن من قبل الیمن ۵

۵

بوئے جاں مے آید از سوئے عدن ❊ از دمے جاں پر در ویس قرن

اور یہ راہ و روش اور یہ فیض ولایت غیبیہ اور پرورش باطنیہ آج تک جاری و رواں ہے۔ اور بہت لوگ بزرگوں میں سے ببرکت روحانیت حضرت خواجہ رضؓ کے اس نعمتِ عظمیٰ کو پہنچ گئے ہیں۔ اور آفتاب روحانیت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے بہت سے سعادت مندوں کے باطن کو اپنے انوار سے منور فرمایا ہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں فرماتے ہیں۔ اویسی اصطلاح صوفیہ میں اُس شخص کو کہتے ہیں۔ کہ بے واسطہ پیر بیعت وارشاد کے فیض ولایت مبداء الٰہیہ سے اُس کو پہنچے۔ اور بعض کی رائے یہ ہے۔ کہ جس شخص کو باطن خدایو ختم نبوۃ وشریعت رسول اللہ علیہ وسلم سے بمتابعت وسلوک سنت ازروئے قول وفعل اور اعتقاد نصیبہ پہنچے۔ وہ اویسی ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ مستفیض خضر علیہ السلام اویسی ہوتا ہے۔ اور ایک جماعت کہتی ہے کہ جو کوئی باطن فرد خاص سجادہ نشین ولایت جامعہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ افضل واکمل التحیاۃ سے پرورش پاوے۔ وہ اویسی ہے۔ اور بعضوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ اولیاء امت میں کسی بزرگ سے۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

جس کسی کو فروغ ہدایت بے واسطہ درمیانی اور ارادۂ رسمی کے پہنچے۔ وہ اویسی ہے۔ اور ایسا ہی کتاب گلزار ابرار سے جو بیان میں احوال وکرامات اولیائے ہند کے مصنفہ محمد غوث بن حسن بن موسیٰ شطاری کی ہے۔ ظاہر ہے۔ اور بعینہ ایسا ہی عارف ربانی مولانا عبدالرحمٰن جامی

قدس سرہ السامی نے کتاب نفحات الانس میں فرمایا ہے۔ کہ معنے اویسی کے یہ ہیں۔ جیسے کہ شیخ طریقت حضرت عطّار قدس سرّہ نے فرمائے ہیں۔ کہ ایک جماعت اولیاء اللہ سے ایسی ہے۔ کہ مشائخ طریقت اور کبراء حقیقت۔ اُن کو اویسی کہتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کو بظاہر حاجت پیر کی نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کو حضرت نبوّۃ اپنے حجرہ عنایت میں بے واسطہ کسی دُوسرے کے ذات اقدس پرورش فرماتی ہے۔ جیسے کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی پرورش فرمائی۔ اور یہ ایک مقام عظیم اور بہت بلند ہے۔ کون نصیبہ ور ہے۔ جس کو یہ رتبہ عالی نصیب ہو۔ اور یہ دولت بڑی قسمت والے کو حاصل ہوتی ہے:۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم ؕ

مولانا عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ معنے اِس عبارت کے جو دیباچہ نفحات الانس میں ہے۔ کہ یہ جماعت بھی داخل اویسیان ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ یہ لازمی نہیں۔ کہ اویسی صرف اُس شخص کو کہا جاوے۔ کہ جو روحانیت اقدس خاص آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے فیض بلا واسطہ اور تربیت بلا ارادت دیگرے پاوے۔ بلکہ ہر شخص جو کسی ولی اللہ کی روحانیت سے بلا ارادہ رسمی فیض حاصل کرے۔ وہ اویسی ہے۔ خواہ وہ ولی بقید حیات ہو یا نہ ہو۔ انتہی ؂

کلام حاشیہ عبدالغفور رحمتہ اللہ علیہ۔ پس اس تمام کلام سے معلوم ہُوا۔ کہ جس کسی کو اویسی کہا جائے۔ اُس سے یا تو یہ مراد ہوتی ہے

کہ اُس شخص کی حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی طرح روحانیت مقدّس نبوّۃ صلے اللہ علیہ وسلم سے بے واسطہ کسی دوسرے کے تربیت ہوئی ہو۔ یا یہ کہ اُس شخص کو اولیاء اللہ میں سے کسی ولی کی رُوحانیت سے فیض پہنچا ہو۔ جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو رُوحانیت مُبارک و مقدّس سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچا۔ پس منسوب ہُوا۔ اُس شخص کا بطرف حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بوجہ اِس تشبیہہ کے ہے۔ اور نیز اویسی جو اُس شخص کو کہتے ہیں۔ کہ جو طریقت میں ارادۃ مشائخ سلسلہ عالیہ اویسیہ سے رکھتا ہو۔ جیسا کہ قادری اُن کو کہتے ہیں۔ جو ارادۃ مشائخ حضرت غوث الثقلین قطب الملائکہ والجن والانس صاحب قدمی علیٰ رقبۃ کل اولیاء اللہ۔ حضرت شیخ سیدی ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ سے رکھتے ہوں۔ اور اِسی طرح نقشبندی و چشتی۔ اور اُس کے سوا دوسرے سلاسل رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔ اور مولانا ابراہیم ٹھٹوی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے بعض کلمات و عبارات عربیّہ کتاب عالی نساب غنیۃ الطالبین کا جو بروایات ثقات و اخبارات کے مصنّفات امام الخافقین غوث الثقلین سبط الحسنین ابو محمد محی الدین عبد القادر الجیلی سے ہے۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ و نور ضریحہ۔ فارسی عبارت میں ترجمہ کیا ہے۔ اِس ترجمہ میں باب سوم کے اندر فرمایا ہے۔ کہ طالبوں کو وجودِ شیخ سے گریز نہیں۔ مگر اُس شخص کو جو بر سبیل ندرت بہدایت

الٰہی بے واسطہ کسی شیخ کے تربیت پاوے۔ مثل حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ و حضرت محمد رسول اللہ صلوٰۃ وسلامہ علیٰ نبینا وعلیہ۔ اور مثل حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے تمام ہوئی کلام ترجمہ کی پس اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جو کچھ کہ مراتب ولایت و مقامات وکرامات سے حاصل ہوا۔ بجز و ہدایت وعنایت الٰہی کے تھا۔ جل شانہ۔ بغیر اس کے کہ کوئی خیال نہ کرے۔ کہ یہ تربیّت کسی کامل کے پرورش پائی ہو۔ واللہ اعلم ؂

یں محرّر اس رسالہ کا کہتا ہوں۔ کہ یہ خاصیت تربیت غیبیہ کے اب تک حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی روحانیت مبارک میں موجود ہے۔ اگر طالب صادق اور دردمند عاشق بشرط انتقاد ومسکنت ونیاز تمام حضرت خواجہ اویس رضؓ کی روحانیت مقدسہ کی طرف التجا لاوے اور متوجہ رہے۔ اُمید ہے۔ کہ ضرور انوار روحانیت مبارک حضرت خواجہ رضؓ کی اس کے باطن پر پرتوافگن ہوں۔ اور وہ اپنے مراد ومقصود کو پہنچ جائے۔ اور کیوں نہ ہو۔ کہ یہ خاصیت ذات حضرت خواجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں بوجہ اقتباس انوار مشکوٰۃ نبوۃ اور برکت پرورش کنار رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کے موجود ہے۔ اور کیا عجب ہے۔ کہ جب کوئی صاف آئینہ آفتاب کے مقابل رکھے۔ تو آئینہ بحسب صفا اور اپنے جلا کے اُس سے منوّر ہو جائے۔ مولانا عبدالرحمٰن لاہوری رحمتہ اللہ علیہ رسالہ ارشاد السالکین میں لکھتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص دست بیعت نہ

کرے۔ لیکن اُس شخص کی متابعت سے وہ شخص بہرہ ور ہوتا ہے جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بظاہر نہ تھی۔ اور نہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر ظاہری بیعت کی تھی۔ لیکن غائبانہ ایمان لائے تھے اور متابعت بکمال کی۔ پس وُہ خاصانِ الٰہی میں سے ہو گئے۔ تمام ہوئی کلام رسالہ معلوفہ کی۔ اور یہ خاصیت روحانی روحانیت خلفاء اور بزرگان سلسلہ عالیہ اویسیہ ہیں۔ رحمہم اللہ تعالےٰ۔ جو مقتبس انوار باطنیہ اور مستفید فیوضات معنویہ کے آفتاب روحانیت ذات بابرکات حضرت خواجہ اویس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہیں۔ موجود ہے۔ اور اس وقت میں بھی کہ اخیر زمانہ ہے۔ پائی جاتی ہے۔ اور اس زمانہ میں بعضے مسکین معتقد اس سلسلہ عالیہ اویسیہ کے ایسے ہیں۔ جو اس نعمت سے بہرہ ور ہیں اور اس دولت سے مالامال ہیں۔ پس طالب صادق کے واسطے کوئی طریقہ اس سے زیادہ اقرب وموصل اِس زمانہ میں جب کہ ذات مرشدان مفقود ہے نہیں ہے۔ اور بہتر یہ ہے بشرطیکہ فضل الٰہی یاوری کرے اور سرمایہ صدق طلب اور وسیلۂ نیاز ومسکنت ہاتھ آوے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ طلب ومسکنت تو کجا۔ اس زمانہ میں درمیان طلب اور طالبان کے بعد المشرقین والمغربین ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک: اللّٰھم ارزقنا حبّک وحبّ اولیائک ومتابعتھم۔ وصلّ علیٰ حبیبک وخلیلک ونبیّک وصفیّک وآلہٖ واصحابہٖ ومتابعیھم اجمعین ۝

انیسواں لطیفہ

حضرت خواجہ رہ کی مسکنت اور فقر کے بیان ہیں۔ رسالہ عشقیہ کے لائے ہیں۔ کہ مسکنت اُس کو کہتے ہیں۔ کہ جملہ تعینات سے بے تعین ہو جائے۔ یعنی وصل و فصل اور قرب و بعد سے آزاد ہو۔ اور انکار و اختیار کے جھگڑے سے الگ ہو۔ اور اِس کا حال اِس درجہ تک پہنچ جائے کہ چون و چرا درمیان سے اُٹھ جائے۔ اگر اُس پر تلوار چلائیں مثل گوشت کے ہو اور اگر اُس کو دشنام دیں۔ تو مثل گوش کے ہو۔ اور اگر اُس پر مٹی ڈالیں تو مثل قبر کے ہو۔ اور اگر اُس کو باہر نکالیں۔ مثل حضرت آدم علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر اِس کو اندر ڈالیں۔ تو مثل یُونس علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر اُس پر طوفان آوے۔ مثل حضرت نوح علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر منجنیق میں ڈال کر اُس کو پھینکیں۔ تو مثل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر اُس کے سر پر آرہ چلاویں تو مانند حضرت زکریّا علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر اُس کے لات ماریں۔ تو مثل جرجیس کے ہو۔ اور اگر اُس کو رنج پہنچائیں۔ تو مانند حضرت ایّوب علیہ السلام کے رہے۔ اور اگر اس پر تکبیر پڑھیں (یعنی ذبح کریں) تو حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کے ہو۔ اور اگر اُس کے پتھر ماریں۔ تو بطریق احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے رہے۔ اور یہ ہی بات ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم التجا کرتے تھے۔ اللّٰھم احیینی مسکینا

واستنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ المساکین ؓ مراد مسکینوں سے ہم نشینانِ حق ہیں ہیں۔ کہ درجہ فقر سے درجہ غنا کو پہنچے ہیں۔ جب درجہ غنیّت کو پہنچ جاتے ہیں۔ منیت نہیں رہتی جب منیت اُٹھ گئی۔ تو زمرہ مسکیناں میں داخل ہو گیا۔ اور مسکین مثل زمین کے چاہیئے۔ تاکہ اہلیت۔ اذا تم الفقر ھو اللہ ؓ کے حاصل ہو۔ اور مسکینانِ اُمت وہ ہیں۔ جو خلوت خانہ وحدہ لاشریک لہٗ میں غائب ورجانان ہیں۔ مقام مسکنت خاک رکھتی ہے۔ اس سبب سے ہم نشینی نور پاک کی پائی۔ باوجود عرش و کرسی ولوح وقلم اور آسمان کے کیوں خاک ضعیف کی نوازش کی۔ اور خلیفہ اپنی بارگاہ کا کیا اور فرمایا۔ ھٰذا سرٌّ عظیمٌ ؓ

اسی طرح باوجود صالحان وصدیقان وعالمان وعابدان کے کیوں آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آرزو مسکینی کی کرتے تھے اور فرماتے۔ اللّٰھم احینی مسکیناً ؓ اور یہ نہ فرمایا۔ کہ اللّٰھم احینی صالحاً صدّیقاً یا عابداً ؓ وغیرہ۔ کیونکہ اس میں دعویٰ ہے۔ جیسے کہ خاک مقام مسکینیت میں تھی۔ اور کچھ نہ رکھتی تھی جب تک بصفت خاک نہ ہو جائے۔ مسکین کہلانے کا مستحق نہیں اور خاک رنج وراحت اور رد و قبول اور عزت وخواری سے مستغنی ہے اور مسکن مسکینی میں آرام رکھتی ہے۔ کہ وہاں کچھ تفرقہ نہیں ہے اور مقام جمع الجمع میں عبدیت ذات کے ساتھ مستغنی ہے جیسے

کہ کچھ احتیاج صفت کی درمیان نہ رہے۔ اِس درجہ الفقیر لا یحتاج الی اللہ ؎ تحقیق احتیاج صفت کی موجود ہے۔ اور جو کوئی نیستی کے دیار میں غائب ہو گیا۔ پھر احتیاج کِس کو ہے۔ پس مسکینوں کی نادر ہے اور اُن کے سوائے حق کے اور کوئی نہیں جانتا۔ اور پاتا۔ اگرچہ :- الولی یعرف الولی ؎

ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ مشہور ہے شیخ محمد غوث بن حسن بن موسیٰ شطاری رحمہم اللہ کتاب گلزار ابرار میں جو بیان میں احوال وکرامات اولیاء و بزرگان ہند کے لکھی ہے۔ اُس میں لکھتے ہیں کہ اویسی اصطلاح طائفہ صوفیہ میں اُس شخص کو کہتے ہیں۔ کہ جو بے واسطہ بعیت پیر کے ارشاد اور فیوض ولایت مبداء الہیہ سے اُس کو پہنچے۔ اور بعض کی رائے یہ ہے۔ کہ جو کوئی خدیو ختم نبوۃ و شریعت سے بہ پیروی متابعت و سلوک بر سنت کے قولاً و فعلاً و اعتقاداً بہرہ ور ہو۔ وُہ اویسی ہے۔ اور کچھ یہ کہتے ہیں۔ کہ مستفیض خضر علیہ السّلام کے اویسی ہوتے ہیں۔ اور ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ جو کوئی باطن فرد خاص سے جو سجادہ نشین ولایت جامعہ محمدیہ علی صاحبہما افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات والتسلیمات سے پرورش پاوے۔ بغیر اس کے کہ بظاہر ملازمت حاصل کرے۔ وہ اویسی ہے۔ اور بعضوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اولیائے اُمت کے کسی ولی کے باطن سے بے واسطہ ارادۃ ظاہری کے فروغ ہدایت حاصل کرے۔ اُس کو اویسی کہتے ہیں انتہیٰ کلام

الکتاب المذکور۔ اور مسکینی میں ایک ذات مبارک حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے ساتھی جس کے سبب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے کمال مسکینی کی خبر دی تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے حضرت خواجہ رضہ کو سر مسکینیت کو پہنچا دیا تھا۔ اور اسی واسطے اکثر اوقات جناب الٰہی میں یہ ہی التماس رکھتے تھے۔ اور فی الحقیقت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کمال مرتبت مسکینیت کی حاصل تھی۔ اسی سبب سے مسکینانِ اُمت پر عنایت تھی۔ یہاں تک عبارت عشقیہ کی تھی۔ اور شیخ محمود رحمۃ اللہ علیہ رسالہ بحر الرموز میں کہتے ہیں۔ کہ مرتبہ بجز ذات حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے پایا نہیں جاتا۔ کہ سواد الوجہ فی الدارین ۃ صفت آپ کی تھی۔ کہ دُنیا میں اپنے آپ کو نامُراد کر دیا تھا۔ اور اُس جہان میں بھی بجز حق کے اور کسی چیز کے طالب نہ تھے۔ مولانا عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی اشعۃ اللمعات شرح لمعات میں کہتے ہیں۔ کہ فقر میں ایک مقام ہے۔ کہ فقر کسی چیز کا محتاج نہ ہو۔ جیسا کہ کہا ہے۔ کہ الفقیر لا یحتاج الی اللہ ۃ کیونکہ احتیاج صفت موجود کی ہے۔ علماً یا عیناً۔ اور فقیر نے جب دریائے نیستی میں غوطہ کھایا۔ تو اُس کا وجود نہ عین میں رہا۔ نہ علم میں۔ ثبوت۔ کیونکہ حینئذٍ عین ثابتہ ۃ اپنے آپ کو تعلیمات حق جانتا ہے۔ صورت قابلیات میں۔ پس وہ جملہ اسماء حق سے ہو گا۔ اور غیر کے ساتھ مضاف نہیں ہو سکتا۔ لاجرم اس کو احتیاج نہ ہو گی۔ کیونکہ

احتیاج کو کم سے کم ثبوت علم میں تو چاہیئے۔ اور یہاں وہ بھی مُرتفع ہے۔ اِس صورت میں فقر اُس کا تمام ہوُا۔ کیونکہ اُس کا کچھ بھی نہ رہا۔ یہاں تک کہ احتیاج جو سرمایہ اُس کے فقر کا تھا۔ وہ بھی نہ رہا۔ پس۔ اذا اتم الفقر فھو اللہ ؂ یعنی جب تمام ہوئی فقیری۔ وُہی اللہ ہے۔ ای من تم فقرہ فھو اللہ ؂ یعنے وہ شخص کہ جس کا فقر تمام ہوُا۔ وُہی اللہ ہے۔ اِس لیے کہ الشئ اذا جاوز حدہ العکس ضدہ ؂

جب کوئی چیز اپنی حد سے گذر جاتی ہے۔ عین اپنی ضد ہو جاتی ہے یعنی جب صفت فقر کی اپنی حد سے گذر گئی۔ اپنی ضد سے منقلب ہو گئی۔ یعنی غنا سے۔ اور غنی مطلق ذات حق ہے۔ اور لیس اور تحقیق اُس کی یہ ہے کہ جب فقیر کمال کا مستحق ہو جاتا ہے۔ تب وہ اگر اپنے وجود علمی کو دیکھتا ہے منصبغ باحکام عین ثابت خود۔ اور جب عین ثابت پر نظر کرتا ہے تب بھی وجود حق کو دیکھتا ہے۔ متجلی بصورت قابلیات۔ اور اس صورت میں کسی چیز کو علم و عین سے اپنے ساتھ مضاف نہیں کرتا۔ بلکہ سب کو عین حق تعالےٰ دیکھتا ہے۔ کسی چیز میں۔ کسی چیز کا جو بسبب غیریت کے موصوف ہو۔ محتاج نہیں ہے۔ اگر احتیاج ہے۔ تو بعض اسماء سے ہے۔ ساتھ بعض اسماء دیگر کے۔ والاسم عین المسمیٰ ؂ اور اسم عین مسمی ہے ؂

ع

ہیچ باشی چو حقیقت فرومی تو ؂ ہمہ باشی چو ہیچ گردی تو۔ انتہیٰ۔

پس اس تمام سے معلوم ہوُا۔ کہ فقر و مسکنت ایک مقام ہے عالی

ترین مقامات کا۔ اور ایک درجہ ہے۔ بلند ترین درجات کا۔ کہ کوئی مقام اور مرتبہ فقر و مسکنت کے رتبہ کو نہیں پہنچتا۔ (من مترجم۔ اسی واسطے فرمایا رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ الفقر فخری ہے۔ فقر میرا فخر ہے اور دُوسری جگہ فرمایا۔ اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین ۝

بار الہا۔ مجھ کو مسکین جلا۔ اور مسکین مار۔ اور زمرۂ مساکین میں میرا حشر کر) اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ ذات خواجہ کونین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی اِس منصب کو پہنچی۔ اور اس مسند پر صدر نشین ہوئی۔ اور کیوں ایسا نہ ہو۔ کہ جو کچھ پایا۔ پرورش نبوت سے پایا۔ اور جو کچھ حاصل کیا۔ تربیت خاص حجرہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا۔ اور خزینہ نبوت اور گنجینہ رسالت میں یہ ہی سب سے اعلیٰ گوہر تھے۔ کیونکہ جب کُنجیاں ملک و ملکوت کے بادشاہ لولاک لما خلقت الافلاک کے آگے رکھی گئیں۔ تو آپ نے اُن کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ اور گلیم فقر و نامرادی کو دوش مبارک پر اُٹھا لیا۔ اور زبان مبارک سے فرمایا۔ الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیھا ۝ دُنیا ملعون ہے۔ اور جو کچھ اُس میں ہے۔ وہ بھی ملعون ہے۔ اور آوازہ الفقر فخری ۝ عالم میں ڈالا۔ چنانچہ مدتیں گذر جاتیں۔ کہ حجرہ مبارک سردار دو بہتر عالم و عالمیاں سے دھواں نہ نکلتا۔ (من مترجم یعنی چولہا گرم نہ ہوتا) اور برس برس دن گذر جاتا۔ کہ وہ چودھویں رات کے چاند روشنی چراغ کی اپنے کاشانہ مبارک

ہیں نہ دیکھتے۔ صلے اللہ علیہ وسلم وصحبہ وسلم کثیراً کثیراً ؛

بیت

بزرگانے کہ سرّ فقر دیدند ؛ بملکے نقد درویشی گزیدند
ز نفس و بادشاہی باز رستند ؛ بمعنے از گدائی باز رستند
اگر ملک دُنیا یادشاہی است ؛ ولے چوں بنگری اصل گدائی است

اب خوشی اور تہنیت ہو۔ خاص مسکیناں و معتقدان اس سلسلہ عالیہ اویسیہ کو وہ خوشی کہ جس سے زیادہ متصور نہیں ؛

بیت

خنک طالبانے کہ خاک وے اند ؛ کزو گشتہ ذات پاک وے اند

کہ جناب رب العزت اور حضرت بادشاہ بے نیاز جل شانہٗ میں ایسا خواجہ وسیلہ رکھتے ہیں۔ اور ایسا قرب و کرامات انہوں نے شفیع اور پیشوا پایا ہے۔ چاہیئے کہ قدم حضرت خواجہ رضؓ کے طریق کی پیروی میں رہیں اور رشتہ متابعت و اقتدار کا ہاتھ سے نہ دیں۔ تمتعات اور حلاوت دنیا کو بلا اور زہر سمجھیں۔ اور نامرادی اور مسکینی اور بیزاری از دُنیا کو سرمایہ اپنے اعمال کا کریں۔ تاکہ قیامت کے دن ہیں حمایت اور سایہ شفاعت میں ایسے صاحب دولت کی آویں۔ اور روزِ قیامت کی سختیوں اور دُشواریوں سے رفاہیت اور خلاصی پاویں۔ والسّلام علےٰ من التبع الھدیٰ ہ

بلسیواں لطیفہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سلسلہ کے بیان میں شیخ محمود رحمتہ اللہ علیہ رسالہ بحر الرموز میں کہتے ہیں۔ کہ بعض مشایخ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے۔ کہ سلسلہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ماورا چہاردہ خانوادہ کے ہے۔ تحقیق ایسا ہی ہے۔ لیکن بعض مشایخ نے کہا ہے۔ کہ چودہ خانوادہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بسبب اس کے کہ روحانیت حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متجلی ہوتی۔ اور آشنائے درگاہ کرتی ہے۔ شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ رسالہ سیر نامہ میں کہتے ہیں کہ پیر دستگیر مخزن اسرار الٰہی بندگی حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ قدس سرہٗ ایام سیر وسفر میں جب موضع شیخواہن مسکن شیخ عبداللہ نیکوکارہ میں تشریف لے گئے۔ اور زیارت جبہ شریف کی کی۔ اور دوگانہ گزار کر جبہ شریف کو پہنا۔ اُن کے بدن مبارک پر درست اور راست آگیا۔ شیخ زادگاں کو عبرت ہوئی۔ اور کہا۔ کہ یا حضرت شاہ عبداللہ اس جبہ شریفہ کی یہ خاصیت ہے۔ کہ کسی کے بدن پہ درست نہیں آتا۔ لیکن اُس شخص کے جو صاحب سجادہ نشین اس خاندان کا ہو۔ یا اُن کے سلسلہ کا ہو۔ اُن کے بدن پر ٹھیک آتا ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا۔ کہ مجھ کو نسبت سلسلہ سہروردیاں کی مشہور ومعروف ہی ہے۔ کہ خرقہ تبرکی خاندان حضرت

مخدوم غوث العالم شیخ بہاؤ الدین ذکریا ملتانی قدس سرہ روزی ہوا ہے۔ حضرت شاہ مخدوم شہر اللہ رحمت اللہ علیہ سے شیخ زادگان نے یقین کیا۔ کہ حضرت شاہ عبد الحق عبد اللہ تعلق آپ کا کس خانوادہ سے ہے۔ فرمایا۔ کہ اویسیہ ہے۔ پھر پوچھا۔ کہ آیا سلسلہ خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کا۔ ماورا چہاردہ خانوادہ کے ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔ لیکن بعض سلسلہ ان چہاردہ خانوادہ کے سلسلہ اویسیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ملتے ہیں بسبب اس کے کہ روحانیت حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی بے واسطہ متجلی ہوتی ہے۔ اور درگاہ اعلےٰ سے آشنا کرتی ہے۔ انتہیٰ ؛

فقیر حقیر مؤلف کتاب کہتا ہے۔ کہ یہ بات۔ کہ بعضے مشایخ چہاردہ خانوادہ کے سلسلہ اویسیہ سے ملتے ہیں۔ رسالہ بحر الرموز سے و نیز کتاب گلزار جلالی مصنفہ سلطان العارفین برہان الواصلین قطب الاقطاب بندگی حضرت شاہ جلال الدین محمد کہگہ اویسی الجعفری نور اللہ مرقدہ سے بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ جیسا کہ شیخ محمد عراقی کو دو نسبت تھی۔ ایک سلسلہ سہروردیاں میں۔ دوسرے سلسلہ اویسیاں میں۔ اور دونوں سلسلوں کے ساتھ پیوند رکھتے تھے۔ اور یہ نعمت دونوں سلسلوں کے بزرگوں سے رحمہم اللہ حاصل کی تھی۔ پس نسبت اُن کی سلسلہ سہروردیاں سے اس طرح ہے۔ کہ انہوں نے تلقین پائی۔ یعنے خواجہ محمد عراقی نے قطب الدین دمشقی سے اُنہوں نے برہان الدین سمرقندی سے اور اُنہوں نے عبد الرحمٰن کرتی ہے۔ اور اُنہوں نے احمد کوربا کی سے

اور اُنہوں نے ابی علی لالا سے۔ اُنہوں نے مجدالدین بغدادی سے۔ اور اُنہوں نجم الدین کبریٰ سے۔ اور اُنہوں نے عمار بن یاسر سے۔ اور اُنہوں نے نجیب الدین سہروردی سے۔ اور اُنہوں نے احمد غزالی سے۔ اور اُنہوں نے ابی بکر نساج سے۔ اور اُنہوں نے ابی القاسم گرگانی سے۔ اور اُنہوں نے ابو علی رودباری سے۔ اور اُنہوں نے سید الطائفہ ابو القاسم شیخ جنید بغدادی سے۔ اور اُنہوں نے سرّی سقطی سے۔ اور اُنہوں نے معروف کرخی سے۔ اور اُنہوں نے داؤد طائی سے۔ اور اُنہوں نے حبیب عجمی سے اور اُنہوں نے حضرت خواجہ حسن بصری سے۔ اور اُنہوں نے سردار اولیاء شاہ مرتضےٰ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے۔ اور اُنہوں نے سرور کائنات و مفخر موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم۔ وعلیٰ آلہٖ واصحابہ واولیائہٖ واصفیائہٖ اجمعین سے۔ اور نسبت اُن کی سلسلہ اویسیاں میں اسی طرح ہے۔ کہ تلقین پائی شیخ محمد عاقی نے ابو محمد متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ زین الدین متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ ابوالحسن متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ حبیب اللہ متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ ابو سعید متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ ابو برہان متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ صدر الدین متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ ابو کبیر متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ عبد الرحمٰن کلشانی متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ عبد الکریم متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ

عبدالوہاب متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ شریف الدین متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ سلمان متوکل اویسی سے! ور اُنہوں نے خواجہ ابوالخیری سے التوری متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ علم الدین متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ ابواحمد محمد متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ معروف کرخی متوکل اویسی سے۔ اور انہوں نے خواجہ شمس الدین سجاوندی متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے خواجہ حسام الدین یمنی متوکل اویسی سے۔ اور اُنہوں نے افضل التابعین خواجہ کونین حضرت خواجہ اویس قرنی سے۔ اور اُنہوں نے تربیت پائی خواجہ کائنات خلاصۂ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم۔ و علیٰ آلہ واصحابہ واولیائہ اجمعین سے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ شیخ محمد عراقی سہروردی بھی تھے۔ اور اویسی بھی تھے۔ اور تلقین کیا۔ شیخ محمد عراقی نے بندگی حضرت جلال الدین محمد ابن بایزید ابی اویسی جعفری عرف کھگہ کو۔ پس بندگی حضرت شاہ جلال الدین محمد بھی دونوں سلسلوں سے ملتے اور اُن سے نسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے اویسی بھی ہیں اور سہروردی بھی ہیں۔ حضرت سیادت پناہ قدوۃ الکاملین حاجی محمد عبیداللہ سلمہ اللہ تعالےٰ کی خدمت سے سند اور مسموع ہے۔ اور ایسا ہی شیخ محمد فرید کھگہ کو۔ جیسا کہ شیخ محمد عراقی کو۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ اُن کے یعنے شیخ عراقی کے مرید بہت۔ اور کامل تھے۔ اور آخر عمر میں واردات باطنیہ کی حالت میں غلبہ حال و طغیٰ سکر کے سبب زبان شیخ سے یہ سخن صادر ہوتا تھا۔ کہ

اَنَا مَھْدِیٌّ ۃ میں مہدی ہوں۔ مرید اس کلمہ کے سُننے سے نفرت پکڑ گئے۔ اور اُن کے اعتقاد و یقین میں جو شیخ سے رکھتے تھے۔ فتور پڑ گیا۔ سب اُن کی صحبت سے دُور و نفور ہو گئے۔ اتفاقاً شیخ قدس سرّہٗ ولایت ہند سے متوجّہ عرب شریف کے ہوئے۔ اُس وقت کوئی شخص مُریدوں میں سے شیخ کے ساتھ نہ رہا۔ مگر ایک درویش شہابل نام جس کو عرف میں کرہالہ کہتے تھے۔ اب اولاد اُس کی بہ لقب **بودلہ** مشہور ہے۔ دُوسرے دین محمدؐ عرف رکتی۔ تیسرے خواجہ جلال الدین محمدؐ عرف کھگہ رفتہ رفتہ جب کوہستان میں پہنچے۔ وہاں شیخ کو پیک اجل پہنچا اور سکرات موت نے آلیا۔ شیخ نے روئے مبارک درویشوں کی طرف کیا۔ اور فرمایا۔ مانگو جو کچھ حاجت و مراد اپنے دل میں رکھتے ہو۔ تاکہ میں تمہارے واسطے درگاہ مجیب الدعوات جل جلالہ و عم نوالہ میں سوال کروں۔ اور مقصود و مراد تمہاری درگاہ الٰہی سے روا کراؤں۔ پس شہابل درویش نے کہا۔ کہ میری مراد یہ ہے۔ کہ میں مُستجاب الدعوات ہو جاؤں۔ اور دین محمدؐ نے کہا کہ نان و طعام کی میرے اور میری اولاد و اولاد کے لنگر میں کمی نہ ہونے پائے۔ اور خواجہ جلال الدین محمدؐ نے کہا۔ کہ میری حاجت علم و فقیری کی ہے کہ میری اولاد میں قیامت تک باقی اور دائم رہے۔ شیخ قدس سرّہٗ نے فرمایا۔ کہ شہابل بندہ نفس کا تھا۔ اُس نے کرامات و راحتِ نفس کی طلب کی۔ اور دین محمدؐ نے پلیدی دُنیا کی طلب کی۔ اور جو کچھ کہ افضل و بہتر دونوں جہان کی ہے۔ جلال الدین محمدؐ نے طلب کی۔ پس شیخ نے ہر ایک کے حق

میں دُعا کی۔ اور مُرادیں اُن کی پُوری ہُوئیں۔ اور شیخ نے رحلت فرمائی۔ درویش بعد تجہیز و تکفین شیخ کے پیدا ہو گئے۔ اور مراجعت کی۔ جہاں جہاں اللہ نے چاہا۔ ہر ایک نے قیام کیا۔ رحمہم اللہ تعالےٰ۔

اور تاثیر و ثمرہ دُعائے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا آج تک ہر ایک کی اولاد میں اب تک باقی و جاری ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔ اور سُنا ہے کہ اہل ظواہر نے جب کلمہ انا مھدی ﷺ شیخ محمد عراقی قدس سرّہٗ سے سُنا۔ شیخ کو اُن لوگوں نے بدعت اور الحاد کے ساتھ متہم کیا۔ اور یہ نہ سمجھے۔ کہ اِس تہمت سے خود گنہگار طریقت کے ہوئے۔ کیونکہ ایسے کلمات و سطحیات ایسے مغلوبان سے غلبۂ حال و مستی میں بہت منقول ہیں۔ اور وہ لوگ ایسا کلمہ کہنے میں معذور ہوتے ہیں۔ نہ کہ باخود۔ جیسا کہ ایک نے انا الحق کہا۔ دُوسرے نے سبحانی ما اعظم شانی فرمایا۔ تیسرے نے۔ لیس فی جبتی سوی اللہ وغیرہ وغیرہ۔ اور اِس بات کو وُہ شخص جانتا ہے۔ جس نے تتبع کتب اولیاء اللہ کا کیا ہے ؛

ے

لاجرم دیوانہ را گرچہ خطاست ؛ ہر چہ میگوید بہ گستاخی رواست

ہر چہ از دیوانہ آید در وجود ؛ عفو میدارند از دیوانہ زود

کسی شخص نے علمائے جماعت سے قدس اللہ اسرارہم، شجرہ خانوادہ ہائے اولیائے اللہ کا جمع کیا ہے۔ اور وہاں ابتدائے خانوادوں کی زمانہ مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنے وقت تک

بشرح وبسط جس طرح کہ مسلسل ہیں۔ بیان کی ہے۔ اور تمام بزرگوں اور اُن کے خلفاء و فقراء ہر ایک خانوادہ کے جس طرح باہمد گر ملتے ہیں۔ اُسی میں مفصّل لکھتے ہیں۔ پس اُس میں بیان بزرگان خانوادہ وسلسلہ عالیہ اویسیہ کا رضی اللہ تعالےٰ عنہم کا بایں تفصیل لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے خرقہ پہنا۔ حضرت امیر المومنین عمر و علی رضی اللہ عنہما سے۔ اور اُن سے خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی نے۔ اور اُن سے دو شخصوں نے۔ ایک ابراہیم ادہم نے۔ اور اُن سے شفیق بلخی نے۔ اور اُن سے عمر اصطخری نے۔ اور اُن سے جعفر حداد نے۔ اور اُن سے سید الطائفہ ابوالقاسم شیخ جنید نے۔ اور اُن سے قاضی رویم بغدادی نے اور اُن سے ابوعبداللہ محمد بن حنیف الشیرازی نے۔ اور اُن سے ابوالعباس نہاوندی نے۔ اور اُن سے اخی فرخ زنجانی نے۔ اور اُن سے ممشاد دینوری نے۔ اور اُن سے دو شیخ نے۔ ایک ابی عبداللہ محمد تاج العارفین بدین نے۔ اور اُن سے شیخ نورالدین نے اور اُن سے شیخ شعیب بدین نے۔ اور اُن سے شیخ احمد زاہد نے۔ اور اُن سے شیخ جمال الدین یوسف بن عبداللہ الکورانی الشہیر بالعجمی نے۔ اور اُن شیخ نجم الدین نے اور دُوسرے شخص جنہوں نے شیخ ممشاد دینوری سے خرقہ پہنا۔ شیخ احمد دینوری تھے۔ اور اُن سے محمد سہروردی نے۔ اور اُن سے شیخ نجیب الدین ابن غوث الشیرازی نے۔ اور اُن سے شیخ نورالدین عبداللہ نے۔ اور اُن سے محمود اصفہانی نے۔ واللہ اعلم ؛

اور دُوسرے شخص جنہوں نے خواجہ موسیٰ بن یزید الراعی سے خرقہ پہنا۔ خواجہ ہمام بن خیام تھے۔ اور اُن سے عبداللہ مصری نے۔ اور اُن سے شیخ علی شیرازی نے۔ اور اُن شیخ حضیر حاجی نے۔ اور اُن سے شیخ محمد غوث نے۔ اور اُن سے شیخ حبیب نے۔ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم۔ اور ایک رسالہ میں جس کو ملفوظ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ لکھا ہے۔ کہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے چار آدمی مشرف بہ بیعت و مریدی ہوئے۔ ایک خواجہ موسےٰ بن یزید الراعی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور جو نصیحت و تلقین خواجہ موسیٰ کے حق میں زبان فیض ترجمان حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کارگر ہوئی۔ اور اُن کا کمال کو پہنچا دیا۔ یہ تھی۔ کہ اے موسےٰ موت کو ہمیشہ یاد رکھ۔ اور ناک پہ جو مثل گور کے تیری آنکھوں کے سامنے ہے۔ نظر رکھ۔ اور سلسلہ اویسیہ حضرت خواجہ موسیٰ سے آج تک جاری ہے۔ دُوسرے خواجہ حسام الدین یمنی۔ تیسرے خواجہ احمد خراسانی۔ چوتھے خواجہ صدر الدین مفتی خراسانی رحمہم اللہ تعالےٰ اور خواجہ صدر الدین اور خواجہ احمد رحمہما اللہ تعالےٰ کے مرید ہونے کا قصّہ ملفوظ میں مذکور ہے۔ و نیز ملفوظ میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنی گلیم اور عصا خواجہ احمد کو عنایت فرمائی ہے واللہ اعلم۔

اور کتاب فوائد المسلمین میں صلوٰۃ مسعودی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بعض نے پانچ پیر یہ کہے ہیں۔ اول پیر پیغمبران حضرت ابراہیم خلیل

اللہ علیہ السلام۔ دوسرے پیر اولیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ تیسرے پیر بادشاہان امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ چوتھے۔ پیر علماء امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔ پانچویں پیر فقراء حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ اور بعض نے پانچ پیر یہ لکھے ہیں۔ اول حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ، دوسرے حضرت خواجہ عثمان ہارونی، تیسرے خواجہ عبداللہ انصاری، چوتھے محمد سمرقندی، پانچویں حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ اجمعین۔ واللہ اعلم۔

جاننا چاہیئے۔ کہ پہلے جو لفظ جعفری نسبت بندگی شاہ جلال الدین محمد کے طاب ثراہ مذکور ہوا ہے۔ اس میں اگر کسی کو خیال ہو۔ کہ جعفر کون تھے۔ اور وجہہ اس نسبت کی کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اویسی الجعفری حضرت خواجہ موصوف کے سجع مُہر میں کئی جگہ دیکھا گیا ہے اور نیز بدستخط خود بعضے رسایل کے اخیر میں حضرت جلال الدین محمد نے اویسی الجعفری المعروف بہ کھگہ لکھا ہے۔ پس یقین ہوا۔ کہ نسبت جعفری تحقیق ہے۔ لیکن شک وشبہ اس میں ہے۔ کہ یہ جعفر کون ہیں۔ در یقین ہے۔ کہ یہ جعفر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نہیں ہیں کیونکہ یہ قاعدہ مقررہ ہے۔ کہ جن لوگوں کو نسبت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہوتی ہے۔ وہ لوگ اپنے آپ کو جعفری نہیں کہتے۔ اور لکھتے۔ بلکہ منسوب بجد شریف حضرت امام جعفر صادق رضؓ کے کرتے ہیں۔ اور ایسے لوگ سید حسینی ہوتے۔ اور یہ یقینی ہے کہ سید نہیں ہیں۔

پس جاننا چاہیئے۔ کہ یہ نسبت بطرف طیار بن ابی طالب برادر امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مسماۃ بی بی زینب بنت امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بطن خاتون جنت حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہ سے تھیں۔ اور وہ زوجہ عبداللہ بن جعفر طیار کی تھیں۔ پس شاہ جلال الدین محمد رحمہما اللہ بی بی زینب بنت خاتون جنت و عبداللہ بن جعفر طیار کی اولاد ہیں۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔ اور نسبت جعفری اسی سبب سے ہے۔ امن مترجم۔ بصورت مذکورہ حضرت شاہ جلال الدین محمد قریشی ہاشمی تھے۔ اور نشان اس کا ایک یہ بھی ہے۔ کہ بحسب رسم زمانہ لفظ شاہ سوائے سادات عظام اور قریشیوں کے نام کے اور بزرگوں کے ناموں کے ساتھ نہیں لگایا جاتا۔ خواہ وہ کوئی ہوں۔ اِلّا بادشاہانِ دنیوی کے نام کے ساتھ۔ پس اگر یہ دنیوی بادشاہ بادشاہانِ دُنیا ہیں۔ تو وہ بادشاہانِ دین و دُنیا ہیں۔ یہ بھی ایک نشان ہے کہ حضرت شاہ جلال الدین محمد قریشی تھے۔ کیونکہ جہاں کہیں حضرت کا نام آیا ہے۔ عقب بلفظ شاہ دیکھا گیا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب ؏

اور اگر کوئی کہے۔ کہ اس زمانہ میں جب کہ یہ کتاب ترجمہ ہوئی۔ اور ۱۳۲۶ھ اقدس میں اکثر فقرا اور بزرگان کے نام کے ساتھ لفظ شاہ لوگ کہتے اور لکھتے ہیں۔ خواہ وُہ کسی نسب کے ہُوں۔ سو یہ بے تمیزی اُن لوگوں کی ہے۔ جو اس نکتہ کو نہیں سمجھتے۔ اور فرق مراتب محفوظ رکھنے کی اُن میں قابلیت نہیں۔ ورنہ متقدمین و متوسطین بلکہ

متاخرین کی کتابوں میں برابر اس امر کو بغور ملحوظ رکھ کر دیکھا گیا ہے۔ تو یہ رعایت ملحوظ پائی گئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

اور اگر کوئی یہ کہے۔ کہ جعفر اُس زمانہ میں بہت تھے۔ شاید کہ کوئی اور جعفر ہوں۔ جن سے حضرت شاہ جلال الدین محمدؒ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ فرید دہر اور وحید عصر حضرت شیخ محمد فرید فرماتے تھے۔ کہ ہم کو بہ تحقیق یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ جعفر وہی جعفر طیار ہیں۔ کوئی اور جعفر نہیں۔ ونیز حقائق آگاہ سیّد حاجی محمد عبید ابن حاجی شیر خان کی زبان مبارک سے ایسا ہی سُنا گیا ہے۔ اور ان دونوں صاحبوں کا قول سند معتمد ہے۔ اور اس میں انکار اور شبہ کی گنجائش نہیں۔ اور بندگی شاہ زین العابدین اویسی رحمۃ اللہ علیہ کا خاص دستخطی لکھا ہوا دیکھا گیا ہے۔ کہ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب فصل الخطاب میں جہاں احوال آئمہ اثنا عشرہ رضی اللہ عنہم کا بیان کیا ہے۔ تقریباً تحقیق لفظ جعفری کی اس طرح کی ہے۔ کہ جعفری سمرقند اور بخارا اور قطوان میں بہت ہیں۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ کہ ذکر ان کا کتاب قید مصنفہ علامہ نجم الدین اُبی حفص عمر نسفی اور کتاب انساب تصنیف کردہ امام عبدالکریم سمعانی اور کتاب انساب السّادات وغیرہ میں آیا ہے۔ کہ جعفری منسوب بہ جعفر بن طیار بن ابی طالب عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ خواجہ محمود رحمۃ اللہ علیہ رسالہ بحر الرموز میں کہتے ہیں۔ کہ ذکر پاس انفاس میں ایسا ذکر شریف ہے۔ کہ بہت

اولیاء اللہ اسی کے ذریعے اصل مقصد کو پہنچ گئے۔ اور کسی کو واقف نہیں کرتا۔ لیکن جس کو چاہے۔ اللہ تعالےٰ عطا فرماوے۔ اور طریق اس کا یہ ہے کہ کلمہ لاالٰہ دم کے ساتھ زمین کی طرف نیچے چھوڑے۔ اور کلمہ الا اللہ دم کے ساتھ اُوپر کو کھینچے کی طرف مغرب کی۔ اور دم ذاکر ہو جاوے اور نیچے چھوڑنے اور اُوپر کھینچنے کے وقت نظر اپنے دل پر لگائے رکھے۔ اور وہاں سے ذاکر ہو جاوے۔ اور مُنہ بند کئے ہوئے بے حرکت زبان کے دم کے ساتھ ذاکر ہو جائے۔ اس قدر ذکر کرے۔ کہ ذاکر ہو جائے اور مُستغرق ذکر کا ہو جائے۔ اور ذاکر حیات ہو جائے۔ یہ ہے عمل ہونا پاس انفاس کا۔ اور ملاحظہ واسطہ کی رعایت رکھے۔ اور یہ ذکر حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ملنے والے۔ یعنی سلسلہ والے کرتے ہیں۔ اور جب طالب کا دل زندہ ہو جاوے۔ اور چربی دل کی گل کر دل صاف ہو جائے۔ پاس انفاس بمجرد دم مشغول ہو جاوے اور دم سازی کرے۔ دم کو قوت کے ساتھ اُوپر کھینچے۔ اور مغز تک پہنچاوے۔ جب دل کی تنگی ہو۔ دم آہستہ آہستہ چھوڑے۔ ایسا کہ احساس دم کا نہ ہو۔ اور اس کو آرام کہتے ہیں۔ ؂

اس سے معلوم ہوا۔ کہ بیان ذکر خفی کا ہے۔ اور یہ ذکر خفی طریق ذکر اویسیہ کا یہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ یہ نعمت کرامت فرماوے۔ کہ دم اُس کا پردہ ہائے بینی سے رواں ہو جائے۔ اور اسم اعظم ذات حضرت بیچون وچگون کا دم کے ساتھ بجوش وخروش بے اختیار جاری ہو جائے۔

اور حالت اوائل حال میں طریقہ اولیسیہ میں پیدا ہو جاتی ہے بعد اس کے بعض لوگوں کی پرہ بینی سے منتقل ہو کر یہ ذکر قلب میں جگہ کر لیتا ہے۔ یا مغز میں تکرار پکڑتا ہے۔ یا ویسا ہی قاعدہ اوّل پر مستقیم رہتا ہے۔ میں نے زبدۃ الواصلین حضرت خواجہ عبد الخالق اولیسی رحمتہ اللہ علیہ سے ایسا ہی سُنا ہے۔ اور یہی ذکر جلی ہے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ خاندان اولیسیہ میں دونوں طریق ذکر کے ہیں۔ خفی اور جلی۔ لیکن کلام سلطان العارفین بندگی حضرت شاہ جلال الدین محمد نور اللہ مرقدہٗ۔ جو گلزار جلالی میں ہے۔ اُس سے ترجیح اور اولیت ذکر خفی، پاس انفاس کی پائی جاتی ہے۔ اور ایسا ہی حضرت شاہ کے والد شریف شاہ قطب الدین قدس سرہما کے کلام سے معلوم ہوا ہے جو مقصود الطالبین میں لکھا ہے۔ اور ایسا ہی عبارت سیر نامہ اور عبارت بحر الرموز سے جو تصنیف شیخ عبد الحی اور شیخ محمود گجراتی رحمتہ اللہ علیہما کی ہیں۔ پایا جاتا ہے۔ اور یہ ہر دو حضرات جملہ خلفاء اور اکمل فقرا اس سلسلہ عالیہ سے ہیں۔ کہ ذکر خفی بپاس انفاس افضل و اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم ؏

اور بعض مشائخ و علماء نے اس ذکر کو جو پرہ بینی سے نکلے۔ ممنوع و شنیع کہا ہے۔ بلکہ اس کی نسبت مصیبت اور معصیت اور کفر کے ساتھ کی ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ؕ اور اِن لوگوں نے کہا ہے کہ بینی مکان غلاظت اور گندگی کا ہے۔ اور اسم ذات پاک حق سبحانہ تعالےٰ اس غلیظ اور غلیظ اور گندی جگہ سے نکالتے ہیں۔ البتہ ضلالت اور تباہی

ئیں پڑتے ہیں۔ اور گنہگار ہو جاتے ہیں۔ اور اگر اس کو گناہ نہ جانیں۔ اور استغفار نہ کریں۔ نعوذ باللہ من ذالک تو کفر میں پڑتے ہیں۔ چنانچہ محک الطالبین نے کہا ہے۔ کہ بینی سے ذکر کرنا بدعت اور محرمات سے ہے اور یہ سلسلہ مہدویہ میں شائع ہے۔ انتھیٰ ؛

جاننا چاہیئے۔ کہ لفظ مہدویہ اس کی اصل مہدی ہے۔ اور جب سلسلہ کو اس کے ساتھ منسوب کیا۔ یائے نسبت اُس کے آخر میں لگائی۔ اور اُس کو اصل یائے کو واو کے ساتھ بدلا۔ مہدویہ ہو گیا۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

مگر مراد مہدی سے شیخ محمد عراقی قدس سرہٗ ہے۔ جو وقت غلبہ سکر وحال کے کلمہ انا مہدی کا اُن کی زبان سے نکلتا تھا۔ جیسا کہ پہلے بیسویں لطیفہ میں بیان اس کا ہو چکا ہے۔ اور ذکر بینی کو بدعت کہنا اور شیوع اس بدعت کا سلسلہ مہدویہ کے ساتھ منسوب کرنا صریح خطا ہے۔ کیونکہ یہ ذکر صحیح و معتبر ہے۔ مخصوص سلسلہ عالیہ اویسیہ کا۔ جیسا کہ پہلے حضرت خواجہ بندگی عبدالخالق کے قصہ میں مذکور ہو چکا ہے۔ اور اگر یہ ذکر شیخ محمد عراقی سے لیا جاوے۔ یہ بھی اس واسطے ہے۔ کہ شیخ موصوف بھی اویسی تھے۔ اگرچہ طریقہ سہروردیہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے اسی لطیفہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ پس سمجھ لو۔ اور اللہ جانتا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ سخن علمائے ظاہر کا ہے۔ جن کے باطن پر آفتاب حقیقت کا پرتو نہیں پڑا۔ اور اُن کے مشام جان تک بوئے گلزار معارف و اسرار نہیں پہنچے۔

وُہ اِس نکتہ کے مغز کو نہیں پہنچے۔ اور صرف پوست پر اکتفا کئے ہوئے ہیں۔ اِس موقع پر جاننا چاہیئے۔ کہ اسم ذات سبحانی لطائف وانوار اور عالم قدس واسرار سے ہے۔ اور جو کچھ اس عالم ناسوت میں ہے۔ کلہم اشیاء کثیفہ اور خسیسہ سے ہے۔ اور لطیف و کثیف کی کوئی مناسبت و مطابقت نہیں ؎

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ ذاکر اِس وقت تک بے اختیار اور مغلوب فانی فی الصفت ہوتا ہے۔ اور مغلوب و فانی، معفو و معذور ہوتا ہے ایسے شخص کو عاصی نہیں کہہ سکتے۔ اور کتاب گلزار جلالی مصنفہ شاہ جلال الدین محمد نور اللہ مرقدہ۔ اور رسالہ بحر الرموز میں ہے۔ کہ اگرچہ اسم اللہ باعتبار حروف و صوت کے نشان رکھتا ہے۔ لیکن کسوت اور نمونہ حضرت احدیت کا ہے۔ کہ مسمیٰ ہے۔ ساتھ اِس اسم کے۔ اور یہ بات دال پر مدلول ہے۔ اِس موقع پر سمجھو مذہب اہل تحقیق کو۔ کہ اسم عین مسمیٰ ہے ورنہ کسی شخص کو اُس کی طرف راہ نہ ہو۔ اور کسی مومن کا ایمان درست نہ ہو۔ انتہیٰ ؎

پس ثابت ہوا۔ کہ دال عین مدلول اور اسم عین مسمیٰ ہے۔ اور مسمیٰ و مدلول عین ذات احدیت حضرت حق سبحانہٗ و تعالےٰ جل شانہ ہے۔ انتہیٰ اور طائفہ محققین نے اپنے سہو سے کتابوں میں مثل عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے لوایح اور شرح لمعات میں تحقیق

کی ہے۔ کہ قرب و معیّت ذات پاک حق سبحانہٗ و تعالےٰ کی سب چیزوں کے اور اُن کی ماہیات کے ساتھ خواہ وہ شریف ہیں۔ یا خسیس برابر ہے اور بایں ہمہ ملابستہ ذات، پاک بیچوں و بے چگون کی قاذورات کے ساتھ لازم نہیں، آتی۔ جیسا کہ نورِ آفتاب ہر چند کہ پاک و پلید پر پڑتا ہے۔ مگر کچھ تغیر اُس کی بساطت نوریت میں نہیں آتا ؛

رباعی

چوں خور ز فروغِ خود جہاں آراید ؛ بر پاک و پلید اگر بتاید شاید!
نے نور او از ہیچ پلید آلاید! ؛ نے پاکی او ز ہیچ پاک افزاید!

و نیز مراۃ الاسرار میں لائے ہیں۔ کہ رُوح تمام اجزاء قالب میں متصرف ہے۔ اور تمام ذرہ ہائے بدن کے ساتھ موجود ہے۔ اور زندگی سب کی اُس کے ساتھ ہے۔ اور بایں ہمہ سب چیزوں سے جیسا کہ خون وغیرہ جو کچھ اندر بدن کے ہے۔ اُن سے کوئی خلل اور نقصان رُوح کی پاکیزگی میں نہیں آتا۔ پس اسی طرح یہ ہے۔ یعنی رُوح کی طرح تصرّف اور ملابستہ اور سریان اسم ذات اور ذات احدیت کا وجود ذاکر اور اُس کے تمام اجزاء میں ویسا ہی پاک و مطہر ہے۔ آلائیش وجود سے۔ واللہ اعلم ؛

پس دفع ہؤا اعتراض۔ اور اُٹھ گیا۔ شبہ اُن لوگوں کے دِلوں کا۔ جو کُنہ حقیقت کو نہیں پہنچے۔ اور اپنی بے معرفتی سے بزرگوں کو محلِ طعن اور انکار کا بنایا۔: نعوذ باللہ من ذالک۔ واستغفر اللہ جمیع ما کرہ اللہ۔ اللّٰھم خلصنا عن الاشتغال بالملاھی وارنا حقائق

الاشیاء کما ھی ؕ

پس پناہ چاہتا ہوں۔ میں اللہ کی اس سے اور پناہ چاہتا ہوں۔ میں اللہ کی اُن تمام چیزوں سے۔ جو مکروہ ہیں۔ نزدیک اللہ کے۔ اے اللہ مجھ کو چھڑا لہو کے ساتھ مشغول ہونے سے۔ اور دکھا مجھ کو حقیقتیں چیزوں کی۔ ویسی جیسی کہ وہ فی الحقیقت ہیں ؕ

اکیسواں لطیفہ

حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے خرقہ کی تحقیق میں۔ اور دانت توڑنے کی تحقیق میں۔ اور تحقیق ذکر وغیرہ کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ واقف اسرار شیخ فریدالدین عطار کے تذکرۃ الاولیاء اور شیخ نخشبی کے سلک سلوک۔ اور شیخ محمود گجراتی کے رسالہ بحرالرموز، اور رسالہ محمودیہ اور مجالس المومنین وغیرہ سے معلوم ہوا۔ کہ یاران رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آئے۔ اور خرقہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچایا۔ اور مولانا علی حمزہ بن مالک بن حسن طوسی معروف بازری رحمۃ اللہ علیہ جواہر الاسرار میں کہتے ہیں۔ کہ سلطان ابراہیم ادہم نے خرقہ موسیٰ بن یزید الراعی سے پایا۔ اور انہوں نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے۔ اور انہوں نے امام الاولیاء حضرت علی مرتضیٰ رضہ سے۔ اور شیخ عبداللہ مطری رحمۃ اللہ علیہ کتاب نور احمدی میں فرماتے ہیں۔ کہ پہنا خرقہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے امیرالمومنین عمر و علی رضی اللہ عنہما سے۔ اور انہوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اور رسالہ شطاریہ میں لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے خرقہ حضرت امیرالمومنین عمر و علی رضی اللہ عنہما سے پہنا ہے۔ اور ایک جگہ لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو خرقہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہنے۔ پانچ خرقہ ہیں۔ اوّل خرقہ لبس العصمت جو جبرئیل علیہ

السلام آسمان سے لائے۔ اور وہ خرقہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مرحمت فرمایا۔ دوسرا خرقہ لبس الصفوت جو اللہ تعالےٰ نے شب معراج آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کرامت فرمایا۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ تیسرا خرقہ لبس النہمت۔ جو ترسایاں نے اس پر صورت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بنی تھی۔ اُس روز کہ جس دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل لعین کو کشتی میں زمین پر دے مارا تھا۔ معجزہ ظاہر ہُوا۔ قوم عیسٰی علیہ السلام نے حضرت خواجہ کو پہچان لیا۔ اور وہ خرقہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے لائے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ خرقہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو بخشا۔ چوتھا لبس الخشیدت اور وہ خرقہ موسٰی علیہ السلام کا ہے۔ جو پشت بہ پشت نجاشی بادشاہ حبش کو پہنچا تھا۔ اور نجاشی نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔

پانچویں خرقہ کو خرقہ ادیان کہتے ہیں۔ اور وُہ ایک مُرقع ہے۔ کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُس پر پیوند لگایا ہے۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وُہ خرقہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا۔ واللہ اعلم بالصواب ؛؛

اور شیخ عبدالحی رسالہ سیر نامہ محبوب ربانی غوث صمدانی حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ الاویسی الجعفری طاب اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ میں لکھتے ہیں۔ کہ جو جُبّہ تبرّکہ خانوادہ نیکوکارہ اولاد شیخ عبداللہ نیکوکارہ میں جو حضرت قطب العالم مخدوم جہانیاں بخاری قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء سے ہیں۔ موجود ہے۔ وُہ جبہ حضرت قطب العالم مخدوم، جہانیاں بخاری قدس اللہ سرہ سے ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ یہ وہی جُبّہ ہے۔ کہ جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچا۔ واللہ اعلم بالصواب؁

اور کلمات مست الست یزدانی عین القضاۃ ہمدانی قدس سرہ سے ہے۔ جو حواشی بینہ میں جو اپنی کتاب تمہیدات پر اُنہوں نے لکھی ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وُہ جبہ جو معراج شریف میں آپ کو حاصل ہُوا تھا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو مرحمت فرمایا تھا۔ پس اِس تمام سے ایصال خرقہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ثابت ہُوا۔ اِسی طرح توڑنا اپنے دانتوں کا نسبت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے۔ چنانچہ شیخ فریدالدین عطار تذکرۃ الاولیاء میں اور سید محمود دہنیخانی قادری حیوٰۃ الذاکرین میں لکھتے ہیں۔ اور لواقح الانوار فی طبقات الاخیار میں یہ بات صریح وصحیح ہے۔ لیکن مولانا علی بن سلطان محمد قاری کتاب معدن العدنی میں۔ ونیز اُس رسالہ میں جو درباب احادیث موضوعہ انہوں نے تصنیف

کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ جاننا چاہیئے۔ کہ یہ جو شہرت پکڑ گیا ہے۔ زبان عوام پر کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دندان اُکھاڑ ڈالے تھے۔ شدّت حزن و اندوہ سے۔ جو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک شہید ہونے سے اُن کو پہنچا تھا۔ اُس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ کیونکہ یہ امر مخالف شریعت غرّا کے ہے۔ اور اسی واسطے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے یہ کام نہ کیا۔ اور نیز بوجہ اس کے کہ یہ کام معیوب ہے۔ اور ایسے کام سفہا کے سو معتبر اور ثقہ لوگ نہیں کرتے۔ اور اسی طرح ثابت نہیں ہوتا نسبت خرقہ نبویہ کی۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو پہنچنا۔ اور حضرت خواجہ اویسؓ سے دُوسرے مشایخ کو اُس کا پہنچنا۔ اور کوئی حدیث کہ جس پر اعتماد کیا جائے۔ اِس بارہ میں نہیں ملتی۔ اور اسی طرح ثابت نہیں۔ تلقین ذکر جلی و خفی کی۔ اور نسبت کرنا اِس کا طرف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق حضرت ابوبکر صدیق۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے صحیح نہیں ہے نزدیک اہل خبر کے احادیث صحیحہ و سیر سے یہاں تک ترجمہ ہے کلام معدن العدنی کا۔ اور شرح احیاء العلوم و رسالہ مولانا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ میں ہے۔ کہ کہا ہے۔ عراقی نے۔ کہ حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن او منجانب الیمن ۂ نہیں پاتے ہم اُس کی کوئی اصل۔ انتہیٰ ؁

پس مراد اِس کلام سے مولانا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کی۔ اللہ اعلم۔ یہ ہے۔ کہ بموجب روایت حدیث نبوی کے اثبات ان باتوں کا نہیں ہوتا۔

لیکن کتب سیر و تذکرہ ہائے مشایخ رحمہم اللہ تعالےٰ سے ثابت ہے تو ممکن ہے۔ کہ کسی کے دل میں یہ خیال گذرے۔ کہ قول شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار اور شیخ عبداللہ مطری وغیرہم در باب ایصال خرقہ اور شکستن دندان وصحت حدیث انی لاجد نفس الرحمٰن من قبل الیمن ؐ

مخالف حق اور مباین صدق کے ہے۔ اور اعتبار و اعتقاد کے قابل نہیں۔ کیونکہ حق و صداقت اور معتبر و معتمدہ وہ ہے۔ کہ جو نصوص اور احادیث صحیحہ اور اخبار صحابیہ سے منقول و مروی ہوا ہو۔ حالانکہ یہ پوشیدہ نہیں۔ کہ شیخ فریدالدین عطار اور شیخ عبداللہ مطری اور سید محمود شیخانی قادری وغیرہم۔ رحمہم اللہ تعالےٰ۔ اکمل اولیاء اور معظم علماء سے تھے۔ اور صاحب کشف حقائق و نکات۔ و حل دقایق و اشارات سے جو کچھ کہ اللہ تعالےٰ نے اس طائفہ علیہ کو بخشا۔ اور قدرت و توانائی اور علم و دانش ان کو عطا فرمائی ہے۔ وہ کسی اور فرقہ کو حاصل نہیں۔ پس نسبت خلافت وانکار کی ایسی جماعت مقدسہ کے اقوال سے مناسب نہیں۔ حاشا و کلا۔ بلکہ خوف و معیبت وضلالت کا ہے پس اس موقع پہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ احتمال یہ ہے۔ کہ روایت خرقہ اور دندان توڑنے اور حدیث انی وجدات الخ صاحب شرع اور صحابہ کرامؓ سے آئی ہو۔ اور علم مشایخ رحمہم اللہ میں ثبوت کو پہنچ گئی ہو۔ لیکن احاطہ علم مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ میں نہ آئی ہو۔ اور مولانا کو

اِس پر اِطلاع حاصل نہ ہوئی ہو۔ کیونکہ علم کی کوئی نہایت نہیں ہے۔ اور اِس کی تائید یہ ہے۔ کہ قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کتاب رسایل اندر مکاتیب کے رسالہ دہم میں فرماتے ہیں۔ کہ اگر کوئی چیز کسی کے نزدیک ثابت نہ ہو۔ تو یہ لازم نہیں آتا۔ کہ دوسرے کے نزدیک بھی ثابت نہ ہو۔ واللہ اعلم بالسداد وھو الھادی الی طریق الرشاد ۵ ختم ہوا۔ ترجمہ اصل کتاب کا ؛

اب کہتا ہے۔ فقیر حقیر محمد اشفاق حسین العلوی۔ مترجم اِس کتاب مجامد انتساب کا۔ کہ اگرچہ ناچیز بے بضاعت اِس قابل نہیں۔ کہ ایسے بزرگوں کی کلام میں جرأت اپنے ناچیز معلومات کے پیش کرنے کی کرے۔ لیکن چونکہ موقع سخن ہے۔ اور لقول ؎

دو چیز طیرہ عقلت دم فرد بستن ؛ بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

ناچیز عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے دندان مبارک توڑ ڈالنے کی نسبت جو حضرت مُلّا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ ایسے کام کرنا امر مخالفِ شرع اور کام سفہا کا ہے۔ اور بعض بزرگوں نے اِس کو صحیح قرار دیا ہے۔ کہ وہ بھی پیشوا اور مقتدا ہیں۔ اِس کی توجیہہ کرنا ضروری ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ سے خلاف شرع کسی فعل کا عمل میں آنا ناممکن ہے۔ اور بے شک خلاف ان کی شانِ عالی کے ہے۔ کہ بایں ہمہ کمال عشق خلاف امر محبوب کے حاضر و غائب نزدیک و دور عاشق سے کوئی امر ظہور میں آوے۔ پس

قریب الفہم اور قرین قیاس یہ ہے۔کہ بسبب اُس صحیح نسبت کے جو حضرت خواجہ رضہ کو آفتاب نبوت سے حاصل تھی۔جب دندان مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ حنین میں شہید ہُوئے۔تو آپ کے دندانِ مبارک بوجہ اُس کمال نسبت کے خود بخود بحکم الٰہی گر گئے۔اور چونکہ یہ ثابت تھا کہ دندان مبارک حضرت خواجہ رضہ کے گر گئے ہیں۔ہر یک نے تفصیل اِس اجمال کی بقیاس خود یا بقیاس راوی جو اصل راوی نے بیان کی اِس کو نقل کر دیا ورنہ صحیح وہی ہے۔کہ حضرت خواجہ رضہ کے دندان مبارک بوجہ کمال صحت نسبت ساتھ حضرت نبوۃ کے بفور اُدھر شہید ہونے دندان مبارک کے اُدھر خود بخود گر گئے۔جیسا کہ بلا تشبیہ سمجھنا چاہیئے۔کہ بفور فصد لیلیٰ کے رگِ مجنوں سے خون جاری ہُوا ؎ شعر

چوز دلیلی بجی نیش از پئے خون
بوادی رفت خوں از دست مجنون

جب اہل مجاز کی یہ حالت ہو تو اِس شہباز بلند پرواز اوج عشق وفنا کی یہ کیفیت ہونا لازمی تھی ؎ ؎

جس سے جس کو درست ہو نسبت ؎ جس سے دِل کو کمال ہو اُلفت!
جنبش اُس کی پلک کو گرداں ہو ؎ دل میں پیاں کاوش اِک نمایاں ہو
یار کو درد چشم گر ہووے ؎ چشم عاشق لہو میں تر ہووے
وہاں دہن تنگ یہاں ہے دل تنگی ؎ حُسن اور عشق میں ہے یک رنگی!

و نیز کتاب خیر البیان مصنفہ مولانا شاہ جمال محمد ندکی العلوی

الجنبہا نوی رحمتہ اللہ علیہ میں ہے۔ جو قوم کی معتبر و مستند کتابوں میں سے ہے۔ اور جو اُنہوں نے حضرت قطب الاقطاب امام الصدیقین حجتہ الکاملین شہنشاہ عالمین حضرت مولانا شاہ عبدالرزاق العلوی القادری قدس اللہ سرہ کے تصرفات واحوال کے بیان میں لکھی ہے۔ لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ حضرت قطب الاقطاب اربعین سے فارغ ہو کر عصائے مبارک زیر زنخدان شریف لگا کر کھڑے تھے۔ کہ یکایک پائے مبارک نے لغزش کی۔ اور آپ گر پڑے۔ اور آگے کے دانت حضرت شاہ قدس اللہ سرہٗ کے اس صدمہ سے ٹوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ الحمد للہ۔ یہ سنت نبوی بھی ادا ہو گئی۔ جس کا فقیر مدت سے آرزو مند تھا۔ اور نصیب نہ ہوئی تھی۔ اور ہمیشہ غم تھا۔ کہ یہ ایک سنت ہے۔ جو فقیر سے رہی جاتی ہے۔ گو اس میں اپنا اختیار نہیں۔ اور اُس موقع پر فرمایا۔ خوشا عالی شان حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی۔ کہ فوراً اور بے اختیار حضرت خواجہ رضہ سے یہ سنت اللہ تعالےٰ نے ادا کرا دی۔ پس لفظ بے اختیار اور خود بخود دونوں لفظ دلالت کرتے ہیں۔ اس امر پر۔ کہ حضرت خواجہ رضہ نے خود دندان مبارک نہیں توڑے۔ بلکہ خود بخود صحت نسبت اور کمال عشق نے ظہور کیا۔ اور بحکم الٰہی تمام دندان مبارک گر گئے۔ سبحان اللہ وزہے عشق ؂

حضرت قطب الاقطاب شاہ عبدالرزاق العلوی القادری شیخ عبدالحق دہلوی اور مولانا علی قاری کے ماقبل بزرگان اور مشاہیر مشایخ سلسلہ

عالیہ قادریہ سے ہیں۔ اور مولانا شاہ جمال محمد رح کی ان ہر دو صاحبان کے معاصر تھے۔ رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔ پس اس صورت میں دفع ہُوا اعتراض ارتکاب فعل نامشروع کا دامن پاک حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اور دفع ہُوا۔ شبہ نسبت معتمد ہونے اقوال بزرگان طریقت کے۔ فہوالمراد ؛

اب پھر شروع کرتا ہُوں۔ ترجمہ اصل کتاب کا۔ اور وہ یہ کہ تلقین ذکر کے واسطے دیکھنا۔ اور صحبت کافی ہے۔ اگرچہ وُہ تھوڑا ہی ہو۔ اور ایسا ہی کہا ہے۔ قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے پچاسویں رسالہ میں کتاب رسایل و مکاتیب سے۔ دیکھنا اور صحبت رکھنا حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ساتھ امیرالمومنین عمر و علی رضی اللہ عنہما کے دونوں کے ساتھ یا ایک کے۔ باختلاف روایت ثابت ہے۔ اور حق و مقرر ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ و شک نہیں ہے۔ بلکہ بدلایل صحیح و معتمد علیہ ثابت ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رض آخر عمر میں جنگ صفین کے وقت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے۔ اور حضرت امیر رض سے بیعت حاصل کی۔ جیسا کہ لطیفہ مابعد میں اس کا ذکر آئے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

اور در باب ٹوٹنے دندان کے ایک نقل عجیب کتاب مواد الشرعہ شرح شرعۃ الاسلام کی چالیسویں فصل میں سنتہائے برادری اور دوستی کے بیان میں۔ جو درمیان دو شخصوں کے ہو۔ اس عبارت کی شرح

ہیں۔ وان یکون نفسا فیما کنفس واحدۃ امتزاجا و ایتلاقا حتیٰ یجد فی نفسہ ما یا کل اخوہ ؕ اور وہ نقل یہ ہے۔ کہ بعضے لوگوں سے سُنا گیا۔ کہ جب مُشرکان قریش نے جنگِ حنین میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے پتھر مارا۔ اور دندان مبارک اگلا آپ کا شہید ہو گیا۔ تو اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے یہ خبر سُنی۔ اور اپنے دانتوں کو توڑ ڈالا۔ ایک بزرگ کے مُرید خانقاہ کے اندر بیٹھے تھے اِن مُریدوں کو اُن بزرگ نے اندر بلایا۔ اور فرمایا۔ کہ جس وقت تم یہ بات کر رہے تھے۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؓ میرے پاس بیٹھے ہُوئے تھے۔ مَیں نے اُن سے پوچھا۔ کہ یہ بات جو مرید ہا ہم کر رہے ہیں۔ کس طرح سے ہے تو حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میرے دانت میرے بغیر توڑنے کے خود بخود گر پڑے۔ اور یہ ہی بات ہے۔ کہ شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کو جب دار پر کھینچا۔ اُن کے خون سے جو قطرہ زمین پر گرتا تھا۔ نقش انا الحق اس سے لکھا جاتا تھا۔ ختم ہوئی عبارت شرح کی۔ پس اس سے معلوم ہُوا کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ نے اپنے دندان خود نہیں توڑے۔ بلکہ بواسطہ اتحاد معنوی اور ایتلاق روحی کے بسبب عشق و محبت کے جو آپ کو ذات مقدس و مطہر و مطیّب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ اُس نے دندان اویس رضی اللہ عنہ میں سرایت کی۔ اور وہ ہر دو ذات مبارک مثل ایک ذات کے ہو گئے تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ اجمعین۔

اور ایسے حالات اور واردات بہت منقول ہیں۔ جو درمیان

عاشق و محبّان صادق کے ظہور میں آتے ہیں۔ چنانچہ مولانا جامی سرّہٗ السامی احوال مجنون سے خبر دیتے ہیں۔ اور محبّت ناز میں کہتے ہیں ؎

نظم

شنیدستم کہ روزے کر دلیلے ؎ بقصد فصد سوئے نیش میلے
چو زد لیلی بجی نیش از پئے خوں ؎ بوادی رفت خوں از دست مجنوں

مولانا عبداللہ انصاری رحمتہ اللہ رحمۃ کتاب منہاج الدین و معراج المسلمین میں فرماتے ہیں۔ کہ دلائل واضحہ محبّت و مودّت سے قصّہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ کہ چار دانت اُن کے ٹوٹ گئے۔ بسبب اُس کے چار دانت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے شہید ہو گئے تھے۔ جیسا کہ مشہور ہے۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ توڑنا دانتوں کا بحالت سکر و غلبہ حضرت خواجہ رہ سے وقوع میں آیا ہو۔ کہ اس قسم کے کام جماعت مستان و مغلوبان سے بہت ظاہر ہوئے ہیں۔ جیسا کہ ڈاڑھی کا لوا ڈالنا۔ اور اس کا لباس کو پھاڑ دینا۔ اور درم ہا کا پانی میں پھینک دینا شیخ شبلی قدس اللہ سرّہٗ سے منقول ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ شیخ شبلی قدس سرّہ کا ایک بیٹا فوت ہو گیا تھا۔ لڑکے کی ماں نے بے طاقتی کر کے اپنے سر کے بال نوچ ڈالے۔ آپ نے بھی اپنی ریش کو نورہ پھیر دیا۔ اہل بغداد اُن کے بیٹے کی تعزیت کو نہ آئے۔ اور بیزار ہو گئے۔ فرمایا کہ مجھ کو ایک حدیث پہنچی ہے۔ کہ جو کوئی دوسروں کو نصیحت کرے۔ اور خود غافل ہو۔ وہ محل لعنت کا ہو جاتا ہے۔ میں نے چاہا۔ کہ

لوگ میرے پاس تعزیت کو آویں۔ اور ترجیح ؤ تذکیر کریں۔ اور دِل کو اُن کے حق سے غافل ہوں۔ اور اِس سبب سے وُہ مستحق لعنت کے ہو جاویں۔ اور اِس کا باعث مَیں بنوں۔ پس اپنی ریش کو مَیں نے فدا کر دیا۔ اور خلق خدا کو ضرور سے بچایا۔ اور شیخ شبلی قدس سرّہ سے نقل ہے۔ کہ ایک دن آپ کے دِل میں ڈالا گیا۔ کہ تو بخیل ہے۔ آپ نے عہد کیا۔ کہ آج جو کچھ فتوح پہنچے۔ کسی ایک فقیر کو دے دُوں گا۔ پچاس دینار آپ کے پاس آئے۔ حضرت ایک فقیر کو جو نائی سے خط بنوا رہا تھا۔ دینے لگے۔ فقیر نے کہا۔ مجھے ضرورت نہیں۔ اِس نائی کو دے دو۔ شبلی قدس سرّہ نے کہا۔ کہ مَیں اِس کو نہیں دینا۔ فقیر نے کہا۔ کہ مَیں نے تجھے پہلے ہی کہا نہیں۔ کہ تو بخیل ہے۔ پس دینار نائی کے آگے رکھ دیئے۔ نائی نے کہا۔ کہ مَیں فقیروں کی خدمت اُجرت پر نہیں کرتا۔ پس شبلی قدس سرّہ نے اِس تھیلی کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا۔ اور کہا۔ ما اعزك احد الا اذله الله ٥ کوئی عزت نہیں پاتا۔ مگر جس کو اللہ تعالےٰ ذلالت کرے۔ اِس موقع پر علماء ظاہر کہتے ہیں۔ کہ حضرت رضؓ نے اسراف کیا۔ ایک دفعہ حضرت شیخ شبلی نے ایک نیا کپڑا پہنا۔ اور دامن کپڑے کا پھاڑ لیا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ علم حکم کرتا ہے۔ کہ نئے کپڑے کو ضایع نہ کرو فرمایا یہ بھی حکم کرتے ہیں۔ کہ گھوڑوں کی کونچیں کاٹ ڈالو۔ اور یہ اشارہ کیا۔ طرف سلیمان علیہ السّلام کی۔ کہ ملاحظہ اسپاں کا کیا کرتے تھے۔ اِس میں وقت نماز عصر کا گزر گیا۔ پس اِس قصور کے بدلے گھوڑوں کی

کو نیچیں کاٹ ڈالیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے اس کا ذکر فرمایا ہے :- فطفق مسحًا بالسوق والاعناق ۞

پس اس قسم کی حکایتیں الفاظ نفس سے مہالک میں تعذیت و تشدید اُن کی ساتھ ریاضت اور بعضے اعمال و حرکات و کلمات سے جو بظاہر مخالف فتوائے شریعت کے ہوں۔ بسبب غلبہ حال و سکر محبّت کے۔ اس جماعت کے مشائخ سے صادر ہوئی ہیں۔ اور وُہ حال اور نسبت ہیچ درست ہے۔ اور وُہ لوگ اس کے صادر ہونے میں معذور ہیں۔ لیکن اس قسم کے افعال و اقوال محل اقتداء اور قابل اتباع نہیں ہوتے شیخ عبد الحق قدس سرہ تحقیق اور تصریح اس بات کی رسالہ مرج البحرین میں بشرح و بسط لاتے ہیں :- ربنا اھدنا الصراط المستقیم والطریق القویم ۞

اے میرے ربّ مجھ کو بتا رستہ سیدھا۔ اور مضبوط طریقہ پس بعید نہیں ہے۔ کہ بالقطع و الیقین توڑنا دندان مبارک کا۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے حالتِ مستی اور غلبہ سکر میں وقت سُننے شہادت دندان مبارک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے واقع ہُوا ہو۔ اور غم اور اندوہ جو اُس وقت ہُوا ہو۔ اس سے یہ امر ہو گیا ہو۔ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ اس میں ماخوذ اور معذور ہوں۔ پس انکار اس معاملہ میں قابل توجہ و قابل اعتماد کے نہیں ہے :- واُولٰئک علیٰ ھُدًی من ربھم واُولٰئک

هُمُ المهتدُونَ

اللّٰهمّ ارزقنا اتباعهم واسقنا من مشاربهم

وصلّى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه ونور عرشه سيّدنا

ومولانا وملجانا محمّدٍ وآله واصحابه وسلم

اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين ۝

بائیسواں لطیفہ

اعمال ہفت گانہ کے بیان میں۔ جو بنائے سلسلہ عالیہ اویسیہ کے ہیں۔ شیخ عبدالحی رحمتہ اللہ تعالےٰ سبزنامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ مخزن اسرار اللہ محرم جمال اللہ بندگی حضرت شاہ عبداللہ معشوق اللہ نوراللہ مرقدہ سے سوال کیا۔ کہ آپ کے طریقہ کی بنا یعنے سلسلہ اویسیہ کی کس چیز پر ہے۔ فرمایا کہ بنیاد سلسلہ اویسیہ کی سات چیزوں پر ہے ؛

اوّلؔ :- پیروی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ؛

دوسرےؔ خلوت در انجمن ؛

تیسرےؔ :- خاموشی ؛

چوتھےؔ :- نظر بر قدم ؛

پانچویںؔ :- ہوش در دم ؛

چھٹےؔ :- زھر نوشی ؛

ساتویںؔ :- پردہ خاموشی و پردہ پوشی ؛

جاننا چاہیئے۔ کہ اگرچہ یہ کلمات قدسیہ جملہ جوامع الکلم سے ہیں۔ کہ باوجود اختصار الفاظ کے جامع و حاوی حقائق و معانی کثیر کے ہیں۔ کہ وُہ سب اس مختصر میں نہیں بیان ہو سکتے۔ لیکن تھوڑا ایک اُن میں سے بموجب گنجائش وقت باوجود قلت ہمّت اور قصور علم اپنے کے ان اوراق میں لکھتا ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ سے ہی مدد اور توفیق۔ اُن میں

سے ایک متابعت بادشاہ رُسل کی ہے۔ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ اتفاق انقیاء کرام اور اطباق اولیاء عظام کا رحمہم اللہ تعالےٰ اس پر ہے۔ کہ افتتاح ابواب سعادت یزدانی اور استفتاح کرامات ربانی اور استقبال مقامات فیض الٰہی اور استعداد قبول درجات غیر متناہی اور حصولِ بدولت معارف واسرار وحصولِ نعمت مکاشف وانوار سوائے اتباع سنت سید المرسلین وبغیر اقتداء ملت خاتم النبیین علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیمات من الاولین والآخرین الی یوم الدین حاصل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے۔ اور وہ ہے سب سے زیادہ سچا کہنے والوں میں۔: قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللہُ ۵ (الآیۃ)

قدوۃ المحققین شیخ عبد الحق دہلوی قدس اللہ سرہ اس آیت کی تفسیر شرح فتوح الغیب میں یُوں فرماتے ہیں۔ کہ کہہ دیجئے اے محمد اے میرے محبوب۔ اور میرے محبّ۔ کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو۔ اور تم یہ چاہتے ہو۔ کہ واصل باللہ ہو۔ اور خاصان بارگاہ الٰہی سے ہو جاؤ اور یہ چاہتے ہو۔ کہ خدا تمہارا محبوب ومطلوب اور مقصود ہو۔ اور اُس کے خالص بندے بن جاؤ۔ تو تم کو چاہیئے۔ کہ پیروی کرو میری (یعنی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی) تاکہ تم کو دوست رکھے اللہ تعالےٰ۔ اور ربط ومعنے اس آیت کے دوسرے لفظوں میں بھی ہو سکتے ہیں۔ اور بروجہ دال مقصود یہ ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ تم محبّ خدا کے ہو۔ میری متابعت

کرو۔ اور محبت۔ تاکہ اُس کے محبوب ہو جاؤ۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے:۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ۵

یعنی چنگل مارو۔ تم سب اے انصار دین۔ اللہ کے ساتھ جو حبل المتین ہے۔ صاحب تفسیر حسینی کہتے ہیں۔ رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ۔ کہ بقول بعض کے حبل اللہ سے مراد اس جگہ مراد قرآن ہے۔ یا موافقت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اللہ تعالےٰ حکم دیتا ہے۔ کہ تم سب مجتمع رہو ایک سلک میں۔ بذیل متابعت سید الانام علیہ السلام کی۔ کہ بغیر اس کے کہ ظاہر و باطن اطاعت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کریں۔ نہ مقصد اعلیٰ کو پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ مطلوب حقیقی کو ؎

حقا کہ بے متابعت سید رسل ٭ ہرگز کسے بمنزل مقصود رہ نیافت
از ہیچ ہیچ درے رہ نمے دہند ٭ آنرا کز آستانہ او روئے دل بتافت

اس جگہ یہ لازمی ہے۔ اور جاننا چاہیئے۔ کہ مولانا عبدالکریم چشتی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ کہ اے عزیز۔ صدق و محبت و متابعت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تین چیزوں سے ہے چنانچہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ الشریعۃ اقوالی والطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی ۵

شریعت میرے اقوال ہیں۔ طریقت میرے افعال ہیں اور حقیقت میرے احوال ہیں ٭

اے دوست امر قرآن و حدیث کے دو قسم کے ہیں۔ بعضے اس میں

اُمور حسن ہیں۔ اور بعضے احسن قسم۔ اوّل کا نام شریعت ہے اور دوسرے کا نام طریقت اور حقیقت۔ نتیجہ اِن دونوں کا ہے۔ جب سالک ان دو کاموں میں مُستحکم ہو جائے۔ حقیقت جو دلدار کا دیکھنا ہے۔ ایسے شخص کو خود بخود اُس پر منکشف ہو جاتی ہے۔ مشاغل جلالی اور مشاغل جمالی میں لکھا ہے۔ کہ طریقت شیوخ رحمہم اللہ اجمعین۔ متابعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ اور اوّل درجہ اس کا استقامت ہے۔ اعمال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور یہ صفت جوارح کی ہے۔ یعنی کام اعضاء کا ہے۔ اور دُوسرا درجہ استقامت ہے۔ اخلاق پاک آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور یہ صفت دل کی ہے۔ یعنی کام دل کا ہے۔ اور تیسرا درجہ استقامت ہے۔ احوال آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ اور یہ صفت رُوح کی ہے۔ اور احوال پر استقامت کہ انتہا تمام سعادت کی ہے۔ ممکن نہیں ہے۔ اور بغیر اخلاق آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر استقامت کرنے کے۔ اور اخلاق پر استقامت حاصل نہیں ہوتی بغیر اعمال پر استقامت کرنے کے۔ کیونکہ نسبت اعمال کی اخلاق کے ساتھ ایسی ہے۔ جیسی نسبت استنجا کے ساتھ وضو کی۔ اور اخلاق واسطے احوال کے ایسے ہیں۔ جیسے وضو واسطے نماز کے۔ اور متابعت اعمال کی مراد ہے۔ بجا لانا فرمان ہائے خدا تعالے کا۔ اور دُور رہنا اُس کے منہیات سے۔ جب اِس پر استقامت حاصل ہوئی۔ گویا متابعت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اقوال پر حاصل ہوئی۔ اِس کے بعد

متابعت کرے۔ اخلاق آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اور وُہ تزکیہ نفس کا ہے۔ خصائل مذمومہ سے۔ جب تزکیہ نفس کا حاصل ہوا۔ اُس وقت دروازہ دِل کا کُھل جاتا ہے۔ اور انوار واردات و معارف اور اسرار حقائق و مکاشف کے ساتھ متنور اور متجلّی ہو جاتا ہے۔ اور یہ ایک باب بزرگ ہے اس میں بہت باتیں ہیں۔ جو آگے بیان نہیں کی جاسکتیں۔ ذالك فضل الله ؎ جس پہ کہ اللہ فضل کرے۔ اللّٰھمّ انی اسئلك متابعة ومحبّة وحب من احبه والصّلوٰة والسّلام علیه وعلیهم اجمعین ؎

اے میرے اللہ۔ مَیں چاہتا ہوں۔ تجھ سے متابعت اور محبت تیرے محبوب کی۔ اور صلوٰۃ وسلام اُن پر۔ اور ان کے سب مطیعوں و محبّوں پر ہو ؎

بنا دُوسری اعمال سے۔ جو بنائے سِلسِلہ اویسیہ میں بیان ہوئی خلوۃ در انجمن۔ اور اُس کے معنے یہ ہیں۔ کہ بظاہر مخلوق سے ملنا۔ اور باطن میں سب سے توڑنا۔ یعنے الگ رہنا۔ اور بظاہر با ہمہ و بباطن بے ہمہ۔ دست بکار و دل بیار۔ تن بفتور دل بحضور۔ تن در جلوہ دل در خلوت۔ اور قُدوۃ الکاملین، اُسوۃ العارفین بندگی حضرت شاہ جلال الدین محمد جعفری اویسی طاب اللہ ثراہ۔ کتاب گلُزار جلالی میں فرماتے ہیں۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ خالطوا النّاس باجسادکم وزایلوھم بقلوبکم ؎ یعنی مِلو تم لوگوں سے ساتھ جسموں کے اور دُور رکھو تم اُن کو

اپنے دلوں سے۔ اور یہ اسی خلوت کی طرف اشارہ ہے۔ جیسا کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ کہ السلامۃ فی الوحدۃ۔ یعنی سلامتی تنہائی میں ہے۔ اور تنہا اِس کو کہتے ہیں۔ کہ جو وحدت میں فرد ہو۔ اور وحدت اِس کو کہتے ہیں۔ کہ ماسوائے اللہ کا خیال دل میں نہ سماوے تاکہ سلامتی حاصل ہو۔ اور اگر تنہائی ظاہری پکڑے۔ تو یہ وُہ تنہائی نہیں ہے۔ جو یہاں مُراد ہے۔ اور ایسی تنہائی بہ تن درست بھی نہیں۔ کہ الشیطان مع الواحد وھو عن الاثنین ابعد۔ کہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہے۔ اور دُو سے دور ہے۔ مُلّا حسین واعظ کاشفی رحمتہ اللہ کتاب رشحات میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرّہ نے فرمایا ہے۔ کہ بنا ہمارے طریقہ کی خلوت در انجمن ہے۔ بظاہر با خلق و بباطن با حق۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ۔ وہ لوگ ہیں جن کو تجارت اور لین دین ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتے۔ اشارہ اِس مقام کا ہے۔ اور خواجہ اولیاء کبیر قدس اللہ سرّہ نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے۔ کہ ذکر میں اِس قدر اشتغال و استغراق ہو۔ کہ اگر بازار میں جاوے۔ کوئی بات اِس کو سنائی نہ دے حقیقت دل پر ذکر کے غالب ہونے کے سبب سے۔ اور مولانا علی مخدوم ہجویری قدس اللہ سرّہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں۔ کہ کوئی یہ گمان کرے۔ کہ وحدۃ تنہا رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ محال ہے۔ کیونکہ جس کے دِل کے ساتھ شیطان

ہم نشین ہوتا ہے۔ اور اس کے سینہ میں نفس کی یا دشاہت ہوتی ہے اور جب تک کسی کے فکر میں عقبےٰ کا گذر رہو۔ یا اندیشہ مخلوق کو اس کے اندر عبور رہو۔ ہنوز اُس کو وحدت حاصل نہیں ہوئی۔ اگرچہ وہ مخلوق سے الگ رہتا ہو۔ کیونکہ وہ عین کے ساتھ آرام میں ہے۔ اور وہ دونوں اندیشہ میں برابر ہیں۔ اور جو کہ فی الحقیقت وحید ہو۔ اگرچہ مخلوق میں بیٹھا ہو۔ وہ صحبت اُس کی وحدت کی مزاحم نہیں ہوتی۔ اور رسالہ ناطقہ میں کہتے ہیں۔ مبتدی جب خلوت اختیار کرے۔ اس کو چاہیئے۔ کہ تمام خلائق سے مُنہ پھیر لے۔ بلکہ تمام اُن چیزوں سے جن سے محبت ہو۔ انقطاع کرے۔ کیا زن و فرزند اور کیا مال و متاع۔ اور بہتر یہ ہے۔ کہ مبتدی ابتدائے حال میں جلاوطنی اختیار کرے۔ اور قوم و قبیلہ سے دُور ہو جائے۔ تاکہ خدا کے ساتھ نزدیک ہو۔ اور خلوت در انجمن اس کو حاصل ہو۔ اور مجاز میں اُس کو حقیقت نظر آوے۔ شیران بلاغت اور غضنفران گوشہ میں سے کسی ایک سے کسی شخص نے پُوچھا۔ کہ تم نے جو کچھ پایا۔ کس چیز سے پایا۔ کہا خلوت در انجمن سے ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں

لیکن خلوت در انجمن اُس وقت مُسلم ہے۔ کہ صاحب دل ہو گیا ہو۔ اور ذکر خُدا کے ساتھ اُنس پکڑا ہو۔ اور خطرہ غیر کا اُس کے دل میں نہ رہا ہو۔ اُس وقت ظاہر با خلق اور باطن با حق ہو سکتا ہے۔ مولانا

جامی قدس اللہ سرہ السامی فرماتے ہیں۔

بیت

دلم بتو مشغول و نظر در چپ و راست!
تا نہ گویند رقیباں کہ تو منظور منی!

اور کشف المحجوب میں یہ بھی فرماتے ہیں۔ کہ انقطاع انس بغیر انس کے نہیں ہوتا۔ اور جس کسی کو اُنس با حق حاصل ہو۔ مخلوق سے ملنا اُس کو مضرت نہیں کرتا۔ اور جس کو انسانوں کے ساتھ موانست ہو۔ اُنس حق کا اِس کے دل کے پاس کو بھی گزر نہیں ہوتا۔ ورنہ اُس کو اُنس حق کی کچھ خبر لان الوحدۃ صفۃ عبد صادق سمع۔ اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ :- آیا اللہ کافی نہیں ہے۔ اپنے بندے کو۔ یعنے اللہ کافی ہے اپنے بندے کو۔ اور گلزار جلالی میں فرمایا ہے اِس کے مصنف نے نوراللہ مرقدہٗ۔ کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے تفقھوا واعتزلواط

یعنی دانائی حاصل کرو۔ اور گوشہ پکڑو۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے۔ طرف جمعیت دل کے۔ کیا معنے کہ جب دل یاد الہٰی میں استوار ہو جائے اور یاد الہٰی دل میں جاگزین ہو جائے۔ حال اُس کا بلند ہو جائے۔ اور کام اس کا اِس درجہ کو پہنچ جائے۔ کہ اِس واسطے ظاہر ہوتا اور گوشہ گیر ہونا، برابر ہو۔ پس اُس وقت اُس کو لوگوں سے ملنا رنج نہیں پہنچاتا۔ بحر السعادت میں کہتے ہیں۔ کہ مخلص کے واسطے عزلت میں تین طریق ہیں :-

اوّل یہ کہ خلقت کے درمیان لباس و معاش میں بظاہر برابر ہو۔ اور باطن میں سالک سلوک اہل طریقت ہو۔ اور پیروی آثارِ انبیاء علیہم السلام میں رہے۔ اور اپنے حال کو لوگوں سے پوشیدہ رکھے ؛

دوسرے یہ کہ خلقت کے درمیان رہے۔ اور اپنے نفس کو بونہ ریاضت میں گلاتا رہے۔ اور اُمور مباحیہ میں لوگوں کو اپنے سے متنفر کرتا رہے۔ اور مخلوق واثر گوں دُنیا پرست کو اُلٹا جونہ مارتا رہے۔ تاکہ شر اختلاط مخلوق سے بچا رہے۔ اور اپنے دل کو مراقب حق جل و علیٰ کا رکھے ؛

تیسرے یہ کہ عزلت اختیار کرے۔ نہ ایسی عزلت کہ مخلوق کے درمیان سے نکل جاوے۔ اور خلقت کے ساتھ نہ بیٹھے۔ اور خلقت کے ساتھ حساب رکھے۔ اور جب باہر آوے۔ سماع کرے۔ اور دیکھنے والے اُس کو دیکھنے آویں۔ اور یہ حقیقت میں ریا ہے۔ اور شہرت ہے۔ اِس سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ اِس طرح نفس قوّت پکڑتا ہے۔ مولانا جامی قدس سرہ السامی سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں۔ عزلت دو قسم کی ہے۔ ایک عزلت مُریدان کی۔ اور یہ عزلت تن کی ہے۔ لوگوں کو ملنے سے۔ کہ گھر کا دروازہ خلقت پر بند کرے۔ اور اپنے لئے سوائے گوشہ خانہ کے اور جگہ پسند نہ کرے اور آنے جانے میں قدم نہ ہلائے۔ اور لوگوں کی بات میں نہ بولے۔ اور لوگوں سے ملنے نہ جائے۔ اُن کے فائدہ کو نقصان سمجھے۔ اور اُن کے بخل کو بخشش جانے۔ اور دُوسری عزلت محققان کی ہے۔ اور یہ خالی کرنا دل اور ہوش

کا ہے۔ اندیشہ ہر دو جہان سے۔ ؎

عزلتِ ہوش آنکہ غیرِ خدا ؛ در حریم ذلت نیابد جا!
در کنی اندک اندک ایں پیشہ ؛ از ہمہ تا شوی یک اندیشہ
چوں یک اندیشگیت پیشہ بود ؛ دولتِ گہہ گہت ہمیشہ بود
ہر چہ بند تو بندگی گردد ؛ بندگی جملہ زندگی گردد
بے نشاں بندۂ شوی احدی ؛ جاں فشاں زندہ شوی ابدی

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر ؛ ویں عمر گرامی بخسارۂ مگزار
دایم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار ؛ میدار نہفتہ چشمِ دِل جانب یار

اللّٰھمّ ارزقنا طعمل تیسرا۔ عملہا ئے ہفت گانہ بنائے سلسلۂ ادبیہ سے خاموشی در سخن۔ اور معنے اس کلام کے واللہ اعلم یہ ہیں۔ کہ زبان کو کلام فضول سے خاموش رکھے۔ اور دل کو بادشاہ علّام کی یاد سے گویا رکھے۔ نفحات الانس میں ہے۔ اذا سکت اللسان عن فضول الکلام نطق القلب مع اللہ سبحانہٗ

جب زبان کلام فضول سے چُپ ہوئی۔ تو دل اللہ تعالےٰ کے ساتھ گویا ہوا۔ دُوسرے یہ کہ دِل خطرات اور حدثیات نفسانی سے خاموش ہو اور دِل ذکر اور یاد رحمانی سے گویا ہو۔ یا یہ کہ دل خطرات سے خاموش اور مُستغرق بہ شہود حضرت رفیع الدرجات ہو۔ اور زبان مخلوقات سے وقت صُحبت و مُلاقات کے گویا ہو۔ اور نفحات میں ہے۔ کہ خاموشی کی دو

قسمیں ہیں۔ ایک خاموشی۔ زبان کی گفتار سے۔ دُوسری خاموشی دل کے خطرات نفس بدکار سے۔ پس جو شخص ایسا ہے۔ کہ زبان اُس کی خاموش ہے۔ مگر دل خاموش نہیں۔ پس گناہ اُس کے سُبک ہیں۔ اور جو شخص ایسا ہے۔ کہ زبان و دل اُس کے خاموش ہوں۔ پس آشکارا ہو سرِ خدا تعالےٰ اور تجلیات اُس ذات جل شانہ کی اُس پر۔ اور جو شخص ایسا ہے۔ کہ زبان اور دل اُس کے مخلوقات سے گویا ہوں۔ پس وہ مغلوب اور مسخرہ شیطان کا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک ؀

اور جو شخص ایسا ہو۔ کہ دل اُس کا خاموش ہو۔ اور گویا ہو۔ زبان اُس کی۔ پس وُہ شخص گویا ہے ساتھ حکمت کے اور خاموش ہو۔ اِس فائدہ اور کلام سے۔ اور دُوسرے معنے اِس کے یہ ہیں۔ کہ بظاہر لوگوں سے بات کرے۔ اور باطن میں خاموش رہے۔ یعنی باتیں لوگوں کی اُس کے باطن کی خاموشی کو مضر نہیں۔ اور نہ اُس پر اثر کرتی ہیں۔ اور یہ بات اُنس حق اور حضور اللہ جل شانہ سے مانع نہیں ہوتی۔ اور اِس سے بالاتر یہ ہے بظاہر لوگوں سے باتوں میں ہو۔ حالانکہ باطن میں خاموش ہو۔ یعنے جو بات کہ لوگوں سے کرتا ہے۔ فی الحقیقت لوگوں سے نہیں ہے۔ بلکہ حق کے ساتھ ہے۔ گویا کہ حق کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ اور لوگوں سے خاموش ہے۔ پس خاموشی کلام میں اِس وجہ سے ہوتی ہے۔ اور تائید اِس کی یہ ہے۔ جو لمعات اور اُس کی شرح میں کہتے ہیں۔ کہ سید الطائفہ ابوالقاسم شیخ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ میں تیس

بہ اس سے حق کے ساتھ بات کرتا ہوں۔ اور مخلوق سمجھتی ہے۔ کہ ہم سے بات کرتے ہیں۔ یعنی حضرت شیخ قدس سرہ العزیز مجالس خلق میں حق کو دیکھتے اور اُسی کو سُننے والا جانتے تھے۔ اور محجوب لوگ جانتے تھے۔ کہ مخلوق سے بات کرتے تھے۔ اور مخلوق سنتی ہے۔ بلکہ حضرت جنید بھی خود درمیان نہ تھے حق ہی کہتا تھا۔ اور حق ہی سُننے والا تھا۔ اور محجوب لوگ سمجھتے تھے۔ کہ جنید کہتے ہیں۔ قدس سرہٗ العزیز۔ سمع موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیٰ نبیّنا و علیہ ہ اُسی نے سُنا۔ جس نے بزبان شجر کہا۔ کہ انّی انا اللہ ربّ العالمین ہ

س

خود میگوید و از خود مے شنود ؂ از ما و شما بہانہ بر ساختہ است

عمل چوتھا۔ عمل ہفتن گانہ سے۔ نظر بر قدم۔ اور معنے اُس کے یہ ہیں۔ کہ یہ جانے کہ بادشاہ عالم تقدس و تعالےٰ سب جگہ حاضر ہے۔ اور ہر حال میں بظاہر و باطن ناظر۔ پس نظر اُس کی طرف سے ہٹانی ایک خسارہ ہے۔ عظیم۔ اور طریق اُس کی رضا کا چھوڑنا ہے بطالت کا۔

رباعی

آمد سحر آن دلبر خوبیں جگراں ؂ گفت اے ز تو بر خاطر من بار گراں
شرمت نابد کہ من با تو نگراں ؂ با شم تو نہی چشم بسوئے دگراں

پس مشاہدہ حق کے حضور میں مستغرق ہو کر مثل متواضعان کے نظر بر قدم رکھے۔ اور چپ و راست نہ دیکھے۔ اور غیر کی طرف التفات نہ کرے حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کے ایک کنیزک تھی۔ ایک دن

آپ نے اُس سے فرمایا۔ اے مستورہ۔ کنیزک نے کہا۔کہ مَیں تو آپ کی کنیزک ہُوں۔ نہ کہ مستورہ۔ حضرت حبیبؓ نے فرمایا۔کہ اس تیس سال میں مجھ کو مجال نہیں۔کہ قدم سے سر اُٹھاؤں۔ اور اُس کے سِوا کسی اور کو دیکھوں۔ تجھ کو اِس لئے مَیں نے نہیں پہچانا۔ اس معنی کہ قدم سے مراد قدم ظاہر ہوئی۔ اور دوسرے معنی اس کے یہ ہیں۔کہ راہِ طریقت میں محافظت قدم باطن کی کرے۔ تاکہ قدم و معاملہ و سلوک حدِ صراط المستقیم اور احاطہ طریق قویم سے لغزش نہ کرنے پائے۔ اور باہر نہ پڑے۔ اور اسی معنی کو جتایا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رحمت اللہ علیہ نے کتاب رسایل ومکاتیب میں۔ پس رستہ سالک راہ سلامت اور شیوہ قاصد طریق احتیاط کا یہ ہے۔کہ ہر قدم اور دم پر ہوشیار رہے۔ اور نگران راہ رہے۔ اور قدم پر نظر رکھے۔ کہ کہاں پڑتا ہے۔ اور کِس طرف جاتا ہے اور رفتار سے باخبر رہے۔ تاکہ کہیں ایسی جگہ نہ جا نکلے۔ اور ایسے کنوئیں میں نہ گر پڑے۔ کہ اُس سے نکلنا اور راہ راست پر پہنچنا اور چلنا دشوار و گراں ہو جائے۔ اور ایک معنے اِس کے اَور ہیں۔ وہ یہ خبرداری قدم کی کرے۔ یعنی جب قدم اِس رستہ میں رکھا۔ اور دعوے اِس طریق کا کیا۔ چاہیئے۔ کہ کام اور عمل بھی موافق طریقت کے کرے۔ اور داد قدم کی کرے۔ اور حق دعوے کا ادا کرے۔ اور اُس کی طرف اشارہ ہے جو شیخ نخشبی رحمتہ اللہ علیہ نے سلک سلوک میں لکھا ہے۔کہ سالک کو چاہیئے۔ کہ کلام اپنے لباس کے شایاں کرے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا ہے۔ ویا لمن تبس الصوف وخالف تولہ وفعلہٗ یعنی ہلاکت ہے اُس شخص کو۔ کہ لباس صُوفیانہ پہنے اور مخالف ہو گفتار سے کردار اُس کے۔ پس اگر کوئی قبا میں کار گلیم کا کرے۔ وُہ لائق آفرین کی کی ہے۔ اور اگر کوئی گلیم میں کار قبا کا کرے۔ وُہ مستحق نفرین کے ہے سُنو سُنو! اصمعی قدس سرّہ کہتے ہیں۔ کعبہ کے رستہ میں ایک شخص مجھ سے رنجیدہ ہو گیا۔ جب ہم کعبہ شریف میں پہنچ گئے۔ میں نے اُس کو دیکھا۔ کہ در خانہ کعبہ کو پکڑے ہوئے کہتا تھا۔ خداوندا اصمعی کو بخشدے میں نے کہا۔ کہ میں نے تجھ کو آزردہ کیا ہے۔ پھر میرے واسطے تو کیوں دُعا کرتا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ اے خواجہ کام مناسب اور لائق اپنے حال کے کرنا چاہیئے۔ جو کچھ تجھ کو لائق ہو۔ تو وہ کر۔ میرا نام ماں باپ نے محسن رکھا ہے۔ مجھ کو کام شایاں اپنے نام کے کرنا چاہیئے؂

رباعی

نخشبی ہم نیاز غرّہ مشو ؂ مگس نوش کارِ نیش کُند
مرد کامل کسے بود کہ بدہر ؂ کار در خورد خویش کُند

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

خس و خارے کہ زراہ دگراں بر داری
در دِل خاک ترا باغ و بہارے دوید

اور اس لفظ کے معنے ایک اور بھی ہیں۔ یعنے یہ کہ جب قدم اِس رستہ میں رکھا چاہیئے۔ کہ نظر قدم پر رکھے۔ اور ایک ذرّہ بھی گوشہ چشم باطن سے

التفات ماسوی اللہ کی طرف نہ کرے تا کہ مبادا کسی ایسی چیز کے ساتھ اس رستہ میں تعلق پیدا ہو جائے۔ کہ چلنے داستہ سے باز رکھے۔ اگرچہ وہ کرامات ومقامات کونین کے ہوں۔ کہ یہ تمام حجاب اور بُت رستے کے ہیں۔ شرح تعرف میں فرماتے ہیں۔ کہ اس رستہ کے بہت بُت ہیں۔ اور بڑا بھاری بُت منجملہ ان بتوں کے کرامات ہیں ؛

ع

ترا ہر چہ مشغول دارد ز دوست

گر انصاف پرسی دلارامت اوست

نفحات میں ہے۔ کہ حضرت ممشاد علو دینوری قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔ کہ چالیس برس ہو گئے۔ کہ بہشت اور جو کچھ کہ اس میں ہے میرے سامنے پیش کرتے ہیں۔ میں نے کن آنکھوں سے بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا شیخ الاسلام نے فرمایا ہے۔ کہ اُس کی صحبت اور حضور میں دوسری طرف دیکھنا بھی اُس کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے۔ : مازاغ البصر وما طغیٰ ؕ یعنی نظر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف رُخ بھی نہ کیا۔ یعنے داہنے بائیں بھی نہ دیکھا۔ اور ہرگز درگزر نہ کی۔ اُس حد سے جو دیکھنے کے واسطے مقرر تھی۔ وقل اللہ ثمّ ذرھم ؕ

یعنی کہہ اللہ۔ اور دِل اُس کی طرف رکھ۔ اور چھوڑ دے۔ مخلوق اور غیر اللہ کو۔ اور ایک معنے اس کے یہ ہیں۔ کہ نظر بر قدم رکھے۔ اور کوشش

کرے۔ کہ ہر یک قدم پہلے سے آگے پڑے۔ مبادا کہ ایک قدم بھی ایک جگہ ٹھہر جائے۔ نعوذ باللہ من ذالک ؎

شرح تعرف میں کہا ہے۔ کہ اس رستہ میں قدم رکھنے اور اس رستہ کا دعویٰ کرنے کے بعد کوئی اور دعوے کرے۔ اور ایک قدم بھی اس رستہ میں رکھے۔ تو تمام زانیوں اور لوطیوں اور شرابیوں پر وُہ مصیبت نہ ہو گی۔ جو اُس شخص پر ہو گی۔ مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہم اللہ تعالےٰ اشحات میں کہتے ہیں۔ کہ معنے نظر بر قدم کے یہ ہیں۔ کہ سالک کی نظر شہر و جنگل میں اور سب جگہ آنے جانے میں اپنی پشت پا پر رہے۔ تاکہ نظر پراگندہ نہ ہو۔ اور کسی ایسی جگہ نہ پڑ جائے جہاں نہ پڑنی چاہیئے۔ اور ممکن ہے۔ کہ نظر اشارۃً بسرعت سیر سالک کے ہو۔ قطع مسافات ہستی اور طے عقبات خود پرستی میں یعنی جس جگہ کہ نظر اُس کی منتہی ہو۔ فی الحال قدم اُس جگہ رکھے۔ اور وُہ جو ابو محمد اویم قدس اللہ سترہ نے کہا ہے۔ کہ ادب المسافر ان لا یتجاوز ہمتہ وقدمہ ؎

اشارہ اس بات پر ہے۔ اور حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی کتاب تحفۃ الابرار کے اندر حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس اللہ سرہٗ کی منقبت میں اس مضمون کو اس طرح نظم فرماتے ہیں:؛

شعر

کم زدہ بے ہمدمی ہوش دم ❊ دز نگزشتہ نظرش از قدم

بسکہ زخود کردہ بسرعت سفر ٭ باز نماندہ قدمش از نظر

انتہیٰ۔ اور ایک معنے اِس کے یہ بھی ہیں۔ کہ نظر بر قدم پیرو شیخ اپنے کی متابعت و اقتداء میں رکھے۔ اور اپنے شیخ و مرشد کی پیروی ہرگز ہاتھ سے نہ دے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کلام مجید و فرقانِ حمید میں فرماتا ہے :۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ۚ

یعنی پہلے پیغمبر وُہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو رستہ دِکھایا۔ پس اُن کی ہدایت کی پیروی کر۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ کہ مُرید کو متابعت شیخ سے چارہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے حکم کیا ہے۔ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو اِس امر کا۔ کہ پیروی کریں پہلے پیغمبروں کی آداب عبودیّت میں۔ اور خدمت میں کھڑا ہونے میں۔ صاحب تفسیر دیلمی نے اِس آیت کی تفسیر میں اِسی طرح کہا ہے :۔ اللّٰھمّ ارزقنا ہ فی الجملہ معنے نظر نظر بر قدم کے یہ ہیں۔ کہ سالک اِس رستہ میں مطمحِ نظر و وجہ قصد قدم اپنے شیخ و مرشد کا رہے۔ اور اقوال و افعال و احوال میں ظاہراً و باطناً متابع و مقتدی اُس کے قدم کا رہے۔ جب ایسا کرے تو البتہ اُس مقام کو پہنچ جائے گا۔ جس مقام میں کہ شیخ ہوگا۔ ایک کُتّے نے دو تین روز نقش قدم دوستان پر مارا۔ یعنے دوستانِ خدا کے پیچھے چلا صورت اِنسانی اور نعیم جاودانی پائی۔ پھر آدمی کیوں نا اُمید ہو ٭

سگِ اصحابِ کہف روزے چند
پے نیکاں گرفت مردم شد

پیر ہری قدس اللہ سرہٗ فرماتے ہیں۔ جب کتا کو بار ہے۔ اور سنگ کو دیدار عبداللہ کو نا اُمیدی سے کیا کار۔ شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ کتاب رسائل ومکاتیب میں لاتے ہیں۔ لا بد جو کوئی کسی کی پیروی کرے اور قدم بقدم اُس کے چلے۔ بے شک وہاں پہنچ جائے۔ جہاں وہ پہنچے۔ اگرچہ اُس کا مقام کیسا ہی بلند اور اُس کی جگہ کیسی ہی بلند تر ہو۔ اور چاہے وہ فرد و یگانہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور کوئی دوسرا ویسا نہ ہو۔ لیکن دائرہ وسیع ہے۔ اور مقام حوالی وحواشی رکھتا ہے۔ اور جو نور کہ اُس پر چمکتا ہے اور جو فیض کہ اُس کو پہنچتا ہے۔ خصوصاً بوجہ علاقہ محبت کے۔ کہ مستلزم معیت کا ہے۔ کہ المرء مع من احب ؎ فیض بیرونی رستہ سے اندر پہنچتا ہے۔ اگرچہ باہر بظاہر جدائی ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ ؎

عمل پانچواں۔ عمل ہفت گانہ بنائے سلسلہ اویسیہ سے ہوش در دم ہے۔ اور معنے اِس کلام کے واللہ اعلم یہ ہیں۔ کہ محافظت دم کی کرے۔ تاکہ غفلت سے بے یادِ حق اور بے آگاہی اور حضور اُس کے نہ نکلے۔ اور چاہیئے۔ کہ اِس شغل پر مداومت کرے۔ اور اِس نسبت شریفہ کی پرورش میں ملازمت کرے۔ اِس درجہ کہ کوئی وقت اور کوئی حالت اِس شغل سے خالی نہ جائے۔ چلتے پھرتے، کھاتے پیتے سوتے بیٹھتے، کہتے سُنتے۔ غرضیکہ جملہ حرکات وسکنات میں حاضر وقت رہنا چاہیئے۔

تاکہ کوئی دم بطالت میں نہ گزر جائے۔ اور واقف نفس ہونا چاہیئے۔ تاکہ غفلت کے ساتھ نہ نکل جائے ؂

س

سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر ؂ وین عمر گرامی بخسارہ مگزار

دایم ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار ؂ میدار نہفتہ چشم دل جانب یار

اور اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ مولانا جامی قدس اللہ سرہ السامی جو سلسلۃ الذہب میں فرماتے ہیں ؂

س

ہر مقصود را مراقبہ کن ؂ نقد اوقات را محاسبہ کن

باش در ہر نفس ز اہل شعور ؂ کہ بغفلت گزشت یا بحضور

در ہمہ شغل باش واقف دل ؂ تا نگردد ز شغل دل غافل

بگسلی خویش باش از ہوا و ہوس ؂ رشتۂ او در خدا داری و بس

شیخ عماد الدین شرح لوایح میں کہتے ہیں۔ کہ بعضوں نے کہا ہے۔ کہ بنائے کار نفس پر ہے۔ کہ ہر ایک نفس انفاس سے ایک ایسا جوہر ہے۔ کہ اُس کی قیمت بخشندہ انفاس ہی جانتا ہے۔ جو کوئی غفلت سے اِس جوہر کو برباد کرتا ہے۔ اگر وہ عمر ابدی اُس کی طلب میں گزار دے اُس کو نہیں پا سکتا۔ عزیمہ لا یفضی دینہ ؓ اشارہ صاحب اِس نفس کی طرف نہیں ہو سکتی۔ اور اس کو اہلِ طریقت پاس انفاس بھی کہتے ہیں ؂

رباعی

اے دوست اگر فنائے خود میخواہی ٭ انیست نجات نفس اگر آگاہی!
دِل حاضر یار دار و یک چشم زدن ٭ غافل مشواز رابطۂ آگاہی!

مولانا علی بن حسین واعظ کاشفی رحمہما اللہ تعالےٰ کتاب رشحات میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت مخدومی مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی آخر شرح رباعیات میں لائے ہیں۔ کہ شیخ ابوالجنات نجم الدین کبریٰ قدس اللہ سرہ السامی رسالہ فواتح الجمل میں فرماتے ہیں۔ کہ جو ذکر کہ نفوس حیوانات میں جاری ہے۔ انفاس ضروریہ اُن کی سے ہے۔ کیونکہ سانس کے آنے جانے میں جو اشارۃ بغیب ہویت حق کہی جاتی ہے۔ اگر چاہے نہ چاہے۔ اور ایسے ہی حروف جو اسم مبارک اللہ کے ہیں۔ الف اور لام واسطے تعریف کے ہے۔ اور تشدید لام واسطے مبالغہ کے اُس تعریف میں ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ طالب ہوشمند بہ نسبت آگاہی حق سُبحانہ کے اِس طرح پر ہو۔ کہ بوقت تلفظ اِن حروف کی ہویت ذات حق سُبحانہ تعالیٰ کی اُس کو ملحوظ رہے۔ کہ اُس کے حضور مع اللہ کی نسبت میں کوئی فتور واقع نہ ہو۔ تاکہ اِس درجہ کو پہنچ جائے۔ کہ بے تکلف اُس کی محافظت کے خود بخود یہ نسبت ہمیشہ حاضر دل رہے۔ اور تکلف کے ساتھ اُس کی نگہداشت نہ کرنی پڑے۔ اور ایسا ہو جائے کہ اگر اِس نسبت کو دِل سے دُور کرنا چاہے۔ تو نہ کر سکے۔ انتہیٰ ٭

اور کتاب گلزار جلالی اور مقصود الطالبین میں رحمتہ اللہ علی مصنفہا لکھتے ہیں۔ کہ یاد کرنا خدائے تعالےٰ کا فرض دائمی ہے کہ ثابت ہے۔ بنص قرآنی وحدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ اور یہ فریضہ تب تک ادا نہیں ہوتا۔ جب تک کہ پاسداری انفاس کی نہ کرے۔ اور بغیر پاس انفاس کے ذکر دوام حاصل نہیں ہوتا۔ اور حکمت اس میں یہ ہے۔ کہ دم آنے اور جانے میں تمام اعضاء اور دل کے اندر سیر کرتا ہے۔ اور جب دم ذکر کے ساتھ تمام اعضاء میں سیر کرتا ہے۔ فیض ذکر سے حیوٰۃ دل اور جمیع اعضاء کی پیدا ہوجاتی ہے۔ اس وقت دل طالب حق کا زندہ ہوجاتا ہے۔ اور لائق واردات انوار ربانی کے ہوجاتا ہے۔ اور اس حالت میں بلائے مُردگی سے چھوٹ جاتا ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دم بغیر یاد مولےٰ تعالےٰ کے باہر آوے۔ وہ مردہ ہے۔ اور ظلمت غفلت سے نشو و نما پاتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ غافلوں کی قرآن شریف میں مذمت فرماتا ہے۔ اور اُن کی نسبت وعید فرماتا ہے قال اللہ تعالیٰ۔

ولقد ذرانا لجهنم كثيرة من الجن والانس لهم قلوب لا يفقهون بها ولهم اذان لا يسمعون بها يسمعون بها اولئك كانعام بل هم اضل۔ اولئك هم الغافلون ۝

کہ واسطے دوزخ کے پیدا ہوتے ہیں۔ اور خاص اُن کے دل ہیں بے دانش۔ اور خاص اُن کے واسطے ہیں۔ آنکھیں نابینا۔ اور کان

اُن کے بہرے ہیں مثل چوپایوں کے۔ بلکہ اُن سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔ کیونکہ چوپایئے مکلّف نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ وفاق شریعت نہیں رکھتے۔ خلاف امراس کے بھی متصف نہیں ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ حیاتِ دِل اُس وقت نصیب نہیں ہوتی ہے کہ جب پاس داری انفاس کی ورزش اور مداومت کرے۔ اِس قدر کہ یہ نسبت حکم طبیعت کا حاصل کرے۔ اور مثل بینائی اور شنوائی کے جوہر ذکر دل میں قرار پکڑے اور ملکہ حضور و آگاہی کا ہاتھ آجائے۔ کیونکہ جب یہ حالت ہو جاتی ہے۔ تو اُس وقت شاہدِ توحید و اسلام حقیقی کا بُرقع منہ سے اُٹھا دیتا ہے۔ اور تمام خوف اور دہشتیں عاقبت کی اُٹھ جاتی ہیں۔ اور جب آخر دم قابض الارواح کی صورت نظر آتی ہے۔ اور شدائد سکرات موت کی پکڑتی ہیں۔ تمام حجتیں اور دلیلیں اگرچہ تحصیل علم اوّلین و آخرین کئے ہُوئے ہو۔ فراموش ہو جاتی ہیں۔ اور تمام معلومات لوح مدرکہ سے محو ہو جاتی ہیں۔ دم آخر جو دستگیری کرتا ہے۔ یہ ہی جوہر ذکرِ حق ہے۔ اور زندگی دل اور ملکہ حضور و آگاہی اور بس۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء ط بعضوں نے عارفوں میں سے کہا ہے۔ کہ جب کسی شخص کو ملکہ یادداشت اور حضور کا حاصل ہو گیا ہو۔ اور جوہر ذکر دل میں قرار پکڑ گیا ہو۔ اگر بسبب تنگی وقت موت اور غلبہ درد و بیتابی دِل کے کچھ اختلاف اور فتور استحضار میں پڑ جاوے۔ بعد مفارقت روح کے بدن سے وہ حال پھر عود کر

آتا ہے۔ پس ملکہ ذکر کا بہم پہنچانا چاہیئے۔ اور حیٰوۃ دِل حاصل کرنی چاہیئے از شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ در باب بقا وخوف حق سبحانہٗ تعالےٰ۔ اللہ تعالےٰ تمام مومنوں کو اس نعمت و رحمت سے کچھ حصّہ نصیب اور روزی کرے۔ بمنہ وفضلہ۔

عمل چھٹا۔ عملہائے ہعنت گانہ بنائے سِلسلہ اویسیہ کا زہر نوشی ہے۔ اور زہر نوشی سے مراد ہے۔ صبر و شکیبائی مصیبتوں اور دُشواریوں پر۔ اور تحمل جفا اور بلاہائے کا۔ اور راضی بقضاءِ الٰہی ہونا امام حجت الاسلام رحمتہ اللہ علیہ منہاج العابدین میں فرماتے ہیں۔ کہ صبر ایک داروئے تلخ اور شربت مکروہ ہے۔ واسطے نفس کے اور کھینچنے والا نفعوں کا تیری طرف۔ اور دُور کرنے والا بُرائیوں کا تجھ سے۔ عقل مند کو واجب ہے۔ کہ کراہت کرے نہ کرے اُس کے پینے سے اور اُس کی تلخی پر صبر کرے۔ کہ ایک ساعت کی تلخی اُس کی راحت یک سالہ ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور صبر کے درجے چار ہیں۔ صبر بر طاعت صبر از فضولیہائے دُنیا۔ صبر از محنت ہا۔ و صبر از مصیبت ہا۔ جب تلخی صبر کی ان چار موقعوں پر پی جائے۔ تو اُس کی طاعت اور استقامت اور ثواب بہت اور خیر بے شمار حاصل ہوتی ہے۔ اور عافیت دامن میں ہو جاتا ہے۔ معصیت میں پڑنے اور بلاہائے دُنیا۔ اور عذاب آخرۃ سے۔ کتاب گلزار جلالی میں رحمت کرے۔ اللہ اُس کے مُصنّف پر لائے ہیں۔ کہ صبر رنج و مجاہدہ کے ساتھ خطوظِ نفس سے نکلنا ہے۔ جیساکہ مرنے

اور قائم رہنے پر۔ اور پھر روکنا نفس کا اُس کے مالوفات اور محبوبات سے واسطے پاک کرنے نفس کے۔ اور واسطے بٹھا دینے اُس کی آرزوؤں کے۔ اور اُس کے قائم کرنے کے ساتھ۔ صراطِ مستقیم پر دِل کے پاکیزہ کرنے اور جان کے روشن کرنے کے ساتھ۔ جامع العلوم میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت مخدوم جہانیاں نے فرمایا۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔ کہ صبر تین طرح پر ہے۔ عام پندش نفس کی اُن چیزوں پر جو اُس کو دشوار ہوں۔ اور خاص پینا تلخی کا۔ نہ ایسی طرح کہ رو ترش کرے۔ اور اخص الخاص لذت پانا بلیات پر۔ جیسا کہ مہتر ایوب علیہ السلام نے کیا۔ کہ ایک دِن ایک کیڑا حضرت ایوب السّلام کے بدن مبارک سے گِر پڑا۔ آپ نے اُس کو اُٹھا کر پھر بدن پر رکھ لیا۔ جاننا چاہیے۔ کہ لفظ زہر نوشی سے ظاہراً صبر خواص مراد ہے۔ کہ صبر برضا و رغبت ہو۔ اور اُس کے ساتھ لذّت پاوے۔ اور رو ترش نہ کرے۔ مکتوبات میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت امام شیخ شبلی قدس اللہ سرہ العزیز سے ایک درویش نے کہا۔ لیس بصادق

فی حبّہ من لم یصبر علیٰ ضربہٖ ۵

وُہ شخص اُس کی دوستی میں سچّا نہیں ہے۔ جو اُس کی مار پر صبر نہ کرے۔ ایک عارف نے نعرہ مارا۔ اور کہا۔ اخطأت فقیر یعنے خطا کی تُونے اے فقیر اسبابت میں۔ بلکہ وہ شخص دوستی کے دعوے میں سچّا نہیں ہے۔ جو اُس کی مار میں لذّت نہ پاوے ۵

او بر سر قتل و من درد حیرانم ٭ کاں را ندرن تیغش چہ نکو مے آید

محبت در جمال محبوب بود ٭ واز خود نیست و بد وہست بود

ایسے موقعہ پر درد کیا ہو۔ بلکہ بلا حلوے کا حکم رکھے۔ کہتے ہیں۔ کہ رابعہ بصریہ رحمتہ اللہ علیہا پر جس دن کوئی بلا نازل نہ ہوتی۔ مناجات کرتیں الٰہی مجھ کو روٹی دے اور نان خورش کہاں ہے۔ اے دستار بند وجبہ پوش دیکھ یہ قوت دامنی پوش کی تحقیق اُس جناب میں کار معاملہ کا ہے۔ نہ کہ صورت اور قالب کا۔ اور بھید اس میں کہ زہر پینا اور رو ترش نہ کرنا یہ ہے کہ بلا کشی بندہ کی دلیل دوستی حق کی ہے۔ شرح تعرف میں کہتے ہیں۔ کہ محبّت کی غذا بلا ہے۔ جب بلا واپس لے لیں۔ محبّت نہ رہی۔ سب چیزیں راحت کے ساتھ بقا پاتی ہیں۔ اور بلا سے نیست ہو جاتی ہیں۔ لیکن محبّت بلا کے ساتھ راحت پاتی ہے۔ اور راحت کے ساتھ نیست ہو جاتی ہے پس جیسے محبّ کو بغیر محبوب کے قرار حرام ہے۔ تو سوائے بار محنت و بلا اُٹھانے کے اُس کی دوا کیا ہے ٭ ؎

دردِ تو دوا شدست مارا
خاک تو ضیا شدست مارا

جس کسی نے نعمت کے ساتھ آرام پایا۔ دوست سے گیا۔ اور جس نے بلا میں آرام پایا۔ دوست کو پہنچ گیا۔ پس نعمت کو دُور کرنا ہے در سے اور بلا رکھنا ہے در پہ ٭

نظم

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ٭ زیرِ آں گنج کرم بنہادہ است
گر شراب لطف او خواہی مدام ٭ قطع کُن واد مے قہر او تمام

زانکہ تا ایں نبود آں نبودت ٭ بے بلا و درد درماں نبودت
اے دل چوں از دست ہر بلا و ہر غم ٭ غمہاست فرح و بلیات نعم
در صورتِ رنج و درد خیر ست شفا ٭ در شکل جفا و جور لطف و کرم

والسلام۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ زہر نوشی سے مراد ہو۔ غصہ پینا۔ اور برداشت کرنا سفیہوں کی تکلیفوں کا۔ اور بردباری رنج مخلوق خدا کی۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ بزرگی اخلاق کا اتم و اکمل و اشرف و اجمل اس کا فرمایا ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ ۵

یعنی دفع کر دیجئے بدی کو اُس کی نیکی کے ساتھ جو بدی کے مقابل ہے یعنی از سر عفو و رحمت گناہاں مجرماں سے درگزر کیجئے ایسی طرح کہ دین اس کو مانع نہ ہو۔ یا دُور کیجئے جہل نالائقوں کا اپنے علم کے ساتھ یا غضب کو حلم کے ساتھ تسکین دیجئے۔ یا گناہوں کو عفو کے ساتھ محو کر دیجئے۔ اور لغویات سے تغافل کے ساتھ گزر جایئے۔ وما یلقّٰھا الا الذین صبروا وما یلقّٰھا الا ذو حظٍ عظیم ۵

حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم یہ خصلت کہ بمقابلہ بدی کے نیکی ہو۔ سوائے ایسے شخص کے کہ جو صبر کرنے والا ہو۔ مکارہ پر۔ اور کسی کو نہیں دیتے اور یہ صفت نہیں عطا کرتے۔ ہم بجز اُس کے کہ جو بڑا صاحب نصیب ہو۔ ایمان سے یا اخلاق حسنہ سے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ حظ عظیم بہشت ہے۔ یہ تمام تفسیر حسینی سے نقل کیا گیا ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے نیکوکاروں کو بمقابلہ بدکاروں

کو بمقابلہ بدکاروں کے اپنا محبوب فرمایا ہے۔ اور آیت کریمہ میں فرمایا ہے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین ۝

اور وہ لوگ جو اپنے غصہ کو پی جاتے ہیں۔ اور عفو کرتے ہیں لوگوں کو۔ اور اللہ دوست رکھتا ہے نیکو کاروں کو ؎

بیت

خشم خوردن پیشۂ ہر سرور است
تلخ باشد وز شکر شیریں تر است

صاحب تفسیر حسینی کہتے ہیں۔ رحمتہ اللہ علیہ۔ کہ بہترین اقسام احسان کا یہ ہے۔ کہ نیکی کی جائے۔ بمقابلہ بدی کے۔ یعنے اُس کے ساتھ نیکی کریں۔ جس نے اِس کے ساتھ بدی کی ہو ؎

بیت

بدی را بدی سہل باشد جزا ؎ اگر مردمی احسن الی من اسا

اور یہ بھی تفسیر حسینی میں کہا ہے۔ اِس آیت کے معنی ہیں۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما ۝ یعنی جب جاہل لوگ تم سے مخاطب کریں۔ تو تم اُن کو سلام کرو۔ یہاں مراد سلام سے ترک تعرض باسفیہاں ہے۔ جیسا کہ اب بھی محاورہ اور رسم اہل ہند کی ہے۔ کہ جب کسی کو بے راہ اور کج بحث دیکھتے ہیں۔ یا کسی کو جاہل پاتے ہیں اور وہ مخاطبت کرتا ہے۔ ساتھ کسی دانش مند کے۔ تو دانش مند آدمی کہہ دیتا

ہے۔ کہ بس صاحب، آپ کو سلام ہے۔ مجھے معاف کیجئے۔ یعنے مَیں تم سے کلام کرنا نہیں چاہتا۔ یا تم مجھ سے بات نہ کرو۔ اور یہ ہی مطلب اعراض مجادلہ اور مکالمہ کا ساتھ ایسے لوگوں کے جیسا کہ فرمایا۔ محقق رومی رحمتہ اللہ علیہ نے۔

؎

اگر گویند زراقی و زسالوس ؛ بگو ہستم دو صد چنداں و میرو
وگراز خشم وشنامے دہندت ؛ دُعا کُن خوش دِل و خنداں و میرو

اور بحر السعادت میں ذکر ہے۔ کہ امیر المومنین سلطان الحافقین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ وارضاہ کا ایک غلام گرم شوربہ کا پیالہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے آگے رکھنے کے لیے لاتا تھا۔ اُس کا پاؤں پھسل گیا۔ اور وُہ گرم شوربا آپ کے بدن اور کپڑوں پر گر گیا۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے غلام کی طرف تیز نظر سے دیکھا۔ اُس نے کہا۔ والکاظمین الغیظ والعافین عن النّاس ٥

حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مَیں نے تجھ کو آزاد کیا۔ غلام نے کہا۔ واللہ یحبّ المحسنین ٥ حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے۔ مَیں اُن پر قربان ہُوں۔ فرمایا۔ کہ کچھ نقدی بھی اِس کو دے دو۔ اور مفتاح الجنان میں کہتے ہیں۔ کہ میمون بن مہران کے ایک باندی تھی۔ کھانے کا ایک کاسا اُس کے ہاتھ سے ٹوٹ گیا۔ میمون کو غصّہ آیا۔ اور اُس کی طرف گھورا۔ باندی نے کہا۔ اے میرے آقا۔ فرمان خدا تعالےٰ پر کاربند ہو۔ کہ فرمایا ہے۔ والکاظمین الغیظ ٥ میمون نے ہنس کر کہا۔ کہ

میں اِس پہ کار بند ہُوا۔ کنیزک نے کہا۔ جو اِس سے آگے آتا ہے۔ اِس پر بھی عمل کر۔: والعافین عن الناس ۵

میمون نے کہا۔ کہ مَیں نے تجھ کو بخش دیا۔ کنیزک نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین ۵ میمون نے کہا۔ کہ مَیں نے تجھ کو آزاد کیا۔ عین العلم میں ہے۔ کہ غصہ ایمان کو ایسا تباہ کرتا ہے۔ جیسا کہ ایلوہ شہد کو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ جو کوئی اپنے غصہ کو باز رکھے۔ اور پی جائے۔ اللہ تعالےٰ اپنا عذاب اُس سے باز رکھے گا۔ اور یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ بردبار۔ قائم اللیل روزہ دار کا درجہ پاتا ہے اور روایت ہے کہ غصہ ایک آگ ہے۔ دل میں لگنے والی۔ کیا تم نے نہیں دیکھا۔ کہ غصہ کے وقت آنکھیں سُرخ ہو جاتی ہیں۔ اور رگیں پھُول جاتی ہیں۔ اور دفعیہ اُس کا اعُوذ باللہ ط پڑھنا ہے۔ یعنی اللہ سے پناہ مانگنا۔ اور وضو کرنا اور بیٹھ جانا۔ اگر کھڑا ہو۔ تو لیٹ جانا۔ اور کروٹ لے لینا۔ اگر بیٹھا ہو۔ تو رخسارہ کو زمین پر لگانا بھی غصہ کو فرو کرتا ہے۔ اور یہ سب مردانگی ہے۔ اللھمّ انی اعوذبک من الغضب والذّمائم کلّھا ۵

اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں۔ غصہ اور کُل برائیوں سے۔

ساتواں عمل۔ اعمال ہفت گانہ بنائے سلسلہ اویسیہ سے پردہ پوشی ہے۔ یعنی لوگوں کے عیبوں سے چشم پوشی کرنا۔ اور لوگوں کے گناہوں کو افشا کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ مجرموں کے عیبوں پر

پردہ ڈالنا۔ اور یہ معنے۔ معنی اول سے بالاتر ہے۔ اور لفظ پردہ پوشی میں اشارہ اسی بات کا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ اِس کے تین مرتبہ ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کی عیب جوئی نہ کرنا۔

دوسرے یہ کہ اگر کسی کا عیب معلوم ہو جائے۔ اُس کو ظاہر نہ کرنا۔ اور اُس کے افشا کی کوشش نہ کرنا ۔

تیسرے یہ کہ جب کسی کا کوئی عیب ظاہر ہو جائے۔ اُس کو پردہ دینا۔ اور اِس عیب والے کو بری و پاک کرنا۔ اور یہ اُن پہلے دونوں مرتبوں سے اعلےٰ ہے۔ اور لفظ پردہ پوشی میں یہ ہی اشارہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

تذکرہ اولیاء میں ہے۔ کہ ایک رات کوئی چور حضرت سیّد الطائفہ ابوالقاسم شیخ جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے گھر میں آ گھسا۔ وہاں سوائے ایک پیراہن کے کچھ نہ پایا۔ اُسی کو لے گیا۔ دوسرے دن حضرت سیّد الطائفہ بازار میں جاتے تھے۔ اپنا پیراہن ایک دلال کے ہاتھ دیکھا۔ جو اُس کو بیچتا تھا۔ خریدار نے کہا۔ کہ اگر تو کوئی واقف ایسا لادے۔ کہ جو اس بات پر گواہی دے۔ کہ یہ پیراہن تیرا ہے۔ تو مَیں خرید لوُں گا۔ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ یہ پیراہن اسی کا ہے۔ پس اُس نے خرید لیا۔ خیال کرنا چاہیئے۔ کہ حضرت سیّد الطائفہ نے کیسی پردہ پوشی کی۔ اگرچہ ظاہراً سخن شیخ رضی اللہ عنہ سے کذب مفہوم ہوتا ہے۔

لیکن یقین ہے۔ کہ کوئی حیلہ دفع کذب کا کیا ہوگا۔ فقط۔ (فقیر ناچیز مترجم اِس کتاب کا محمد اشفاق العلوی قادری نہایت عجز کے ساتھ باوصف اپنی ہیچکارگی اور بے بضاعتی کے عرض کرتا ہے۔ کہ اِس قدر اجمال دفع اعتراض کذب حضرت شیخ قدس اللہ سرہٗ کی نسبت کافی نہ تھا۔ جس سے کم بینوں کو محل اعتراض رہ جائے۔ اور دفع مظنہ نہ ہو۔ الحاصل اگرچہ بیچنے والا خود سارق ہو۔ یا اُس کا دلال۔ تاہم حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا۔ کہ میں گواہ ہوں۔ کہ یہ اِسی کا ہے۔ بہت صحیح ہے۔ اور اِس احتمال اور وہم بھی کذب کا ایسے عالی مقام سرداز جماعت اہلِ صدق وصفا کی نسبت گزر نہیں سکتا۔ کیونکہ انّ

بعض الظنّ اثمٌ

جب عام کے واسطے یہ ہے۔ تو خواص بلکہ اخص خواص یعنے جس جماعت میں حضرت شیخ رضی اللہ عنہ ہیں۔ کس طرح دل میں جگہ دینے کے قابل ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ بوسائل حرام کوئی چیز اگر کسی کے قبضہ میں آئے۔ وہ اُس کا مالک نہیں ہوتا۔ پس اگر اُس کا بیچنے والا خود سارق تھا۔ تو آپ نے اُسی وقت اُس کو معاف اور بخشش کرکے بعد کو فرما دیا۔ کہ ہم گواہ ہیں۔ کہ یہ اِسی کا ہے۔ کیونکہ بعد آپ کے اِس ارادہ کے وُہ اُس کا مالک ہو گیا۔

دُوسرے یہ کہ اگر وہ خود سارق نہ تھا۔ بلکہ ایک دُوسرا شخص اُس کا دلال بیچنے کے واسطے تھا۔ تو کم بین اور نا عاقبت اندیش

خیال کرے گا۔ تو آپ نے جو دلال کو مالک کہا۔ تو وُہ کسی طرح بھی اس کا مالک نہ تھا۔ کیونکہ اصل مالک وہ سارق تھا۔ لیکن بفتوائے شریعت سارق کسی مال مسروقہ کا کبھی مالک نہیں ہوتا۔ پس آپ نے جس کے ہاتھ میں پیراہن دیکھا۔ اُس کو اس نے ہی بخشدیا۔ اور اُسی کی نسبت گواہی دے دی۔ کہ یہ اِس کا ہے۔ اور شرعًا بعد اس کے اُس کو بخش دینے کے وُہ ہی مالک تھا۔ نہ کہ سارق۔ کیونکہ آپ نے یہ نہ کہا۔ کہ جس نے اس کو چرایا ہے۔ ہم نے اس کو بخشا۔ پس دفع ہوا احتمال کذب کا تیسرے یہ کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے دل میں قرار دے رکھا ہو۔ کہ میری جو جو چیز جس کے کام آئے۔ یا جس کے ہاتھ میں ہو۔ وہی اُسی کی ہے اور وہ اُس کا مالک ہے۔ کہ میرے پاس کی چیزوں میں سے وہ اُسی کی ہے پس اِس صورت میں وُہ شخص مالک ہو گیا۔

چوتھے یہ کہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ مقام فنا کو پہنچ کر سب کچھ ملک مالک حقیقی کو سمجھتے ہوں۔ اور خود درمیان نہ ہوں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ اور لمعات اور اشعۃ اللمعات شرح لمعات میں لائے ہیں۔ کہ حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تیس برس ہو گئے۔ کہ میں سخن با حق کرتا ہوں۔ محجوب سمجھتے ہیں۔ کہ خلق سے کرتا ہے۔ اور حق ہی سُنتا ہے۔ اور مخلوق سمجھتی ہے۔ کہ جنید سُنتا ہے۔ حالانکہ جنید درمیان نہیں۔ پس اس صورت میں حضرت رضی اللہ تعالےٰ کی کوئی چیز اپنی اپنی ملک نہیں۔ بلکہ خود درمیان نہیں۔ اور مالک حقیقی اللہ ہے اور جب

کسی چیز کا کوئی شخص مخلوقات میں سے مالک نہ پیدا ہو۔ تو اُس کا تصرف ہر شخص کو جائز ہے۔ اور اُس کا مالک مجازی وہی ہے۔ جس کے قبضہ میں وُہ ہے۔ پس گمان کذب کا نسبت ایسے عالیشان سردار جماعتِ اولیاء کے سوء الظن اور بے ادبی ہے۔ (نعوذ باللہ منہا ط اللھم ارزقنا اتباعہ ط)

"تذکرۃ الاولیاء" میں ہے۔ کہ ایک عورت حاتم قدس اللہ سرہ کے پاس کوئی مسئلہ پُوچھنے آئی۔ اتفاقاً اُس سے ریاح صادر ہو گئی۔ حاتم نے فرمایا۔ کہ بلند آواز سے کہو۔ کہ مجھ کو اُونچا سُنائی دیتا ہے۔ اور لغو اِس واسطے بولے۔ کہ وہ بوڑھی عورت یہ سمجھے۔ کہ یہ تو بہرے ہیں۔ پس شرمندہ نہ ہو۔ بڑھیا نے بآواز بلند کہا۔ آپ نے فرمایا۔ اور زور سے کہو۔ اُس نے چلا کر کہا۔ تو آپ نے جواب مسئلہ کا دیا۔ بعد اُس کے جب تک وہ بڑھیا زندہ رہی۔ آپ نے قریب پندرہ برس تک اپنے آپ کو بہرا بنائے رکھا۔ اِس لئے کہ کوئی بڑھیا سے مبادا یہ کہدے۔ کہ وہ تو بہرے نہیں ہیں۔ اور اِسی سبب سے آپ کو اصم کہتے ہیں۔ اور اب تک آپ کو حاتم اصم کہا۔ اور لکھا جاتا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اس سے بھی عجیب تر حکایت سُنیئے۔ رسالہ علیہ فی احادیث النبویہ میں ہے۔ کہ خیر النساج رحمۃ اللہ علیہ ایک کوچہ میں جاتے ہیں۔ ایک مرد خز باف نے آپ کو دیکھا۔ اتفاقیہ آپ کی شکل کا ایک بندہ خز باف کا بھاگ گیا تھا۔ حضرت خیر فرماتے ہیں۔ اُس نے آپ کو یہ خیال کر کے کہ یہ وُہی ہے۔

آپ کو پکڑ لیا۔ اور اپنے گھر لے گیا۔ اور طرح طرح کی بہت جھڑکیاں دیں۔ اور کہا۔ کہ تو کیوں بھاگ گیا تھا۔ حضرت خیر فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو شرم آئی کہ میں اُس کے خلاف کہوں۔ اور اُس کی غلطی ظاہر کر کے اِس کو منفعل کر دوں ناچار ایک مدت تک اُس کے ہاں کام کرتے رہے۔ بعد ایک مدت کے اُس شخص کو اُس کا غلام مل گیا۔ تب اُس شخص نے جانا۔ کہ یہ شخص کوئی بزرگ ہیں۔ آپ کے قدموں پر گر پڑا۔ اور کہا۔ کہ مجھ سے خطا ہوئی۔ اور آپ نے کیوں ایسا کام کیا۔ فرمایا۔ فتوت کو شایاں نہیں۔ کہ کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرے۔ پس میں نے تجھ کو بخشا۔ اور معاف کر دیا۔ تو بھی اپنی روٹی جو میں نے تیرے دستر خوان سے کھائی۔ مجھ کو بخشدے۔ پس جاننا چاہیئے۔ کہ بزرگوں نے کیا کیا رنج اور مصائب اُٹھائے۔ لیکن عیب اور گناہ کسی کا افشا نہ کیا۔ اور پردہ پوشی کی۔ اور یہ ایک پردہ پوشی ایک صفت عظیم ہے۔ یہ ایسی صفت ستودہ اور خصلت محمودہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں کی اِس کے ساتھ تعریف فرمائی ہے۔ واذا مرّوا باللغو مرّوا کراماً ۵

یعنے اللہ کے بندے وہ ہیں۔ کہ جب کسی چیز ناپسندیدہ پر گزریں تو وہاں سے بردبارانہ و پرہیز گارانہ گزر جائیں۔ اور بالضرور جو شخص جرائم و زلات مردمان سے جو اُس کے حق میں لوگ کریں در گزر کرے۔ اور گنہگاروں کے عیبوں اور خطاؤں سے چشم پوشی کرے وہ ستاری وغفاری اور رحیمی کے ساتھ تخلق کرتا ہے۔ اور شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ

علیہ شرح اسماء حسنیٰ میں فرماتے ہیں۔ کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ تخلقوا باخلاق اللہ ؀

یعنی متصف بصفات الٰہی ہو۔ اور اپنے آپ کو موافق اور مشابہ بناؤ۔ جب جناب قدس اللہ تعالےٰ کے ساتھ اخلاق ہیں۔ اور جو متخلق کے ساتھ ایک خلق الٰہی کے بھی ہو جائے۔ وہ نجات پاوے عذاب دوزخ سے۔ اور آتش بُعد و ہجران سے۔ اور مشابہت و مناسبت اُس عالم کے ساتھ پیدا کرے۔ اللھم وفقنا بالتخلق ؀

الٰہی ہم کو توفیق دے تخلق باخلاق الٰہی کی۔ تمام ہوا۔ بیان ساتوں عمل بناء سلسلہ اویسیہ کا۔ اور بیان اُن کے معانی کا۔ اب اِس سلسلہ کے مخلص اور معتقد کو چاہیئے۔ کہ جب وہ اِس سلسلہ کے ساتھ پیوستہ ہوا اور اسم اویسی کے ساتھ اپنے آپ کو منسوب کیا۔ تو اِن صفات سبعہ اور اُن کے معانی کو اپنی لوح دل پر نقش کالحجر کرے۔ اور اِن صفات کے ساتھ اپنے آپ کو متصف کرے۔ اور اِن صفات کو اپنا معمول بنا دے تاکہ شرف متابعت اور اقتدا اور اِس سلسلہ کے شیوخ اور خلفاء رحمہم اللہ کا نصیب ہو۔ اور اِن حضرات کے اقتداء اور متابعت کی برکت سے قیامت کے دن اِس طائفہ شریفہ کے جھنڈے کے سایہ میں جگہ پاوے۔ اللھم ارزقنا ؀

اور یہ نہ چاہیئے۔ کہ صرف ایک لفظ پر اکتفا کرے۔ کہ میں سلسلہ اویسیہ کا مرید ہوں۔ کیونکہ صرافان جواہر شناس کے نزدیک اسم بے مسمیٰ

دعویٰ بے دلیل ہے۔ اور ایک جو برابر بھی اُس کی قیمت اور قدر نہیں اور گفتار بے کردار ناقابل التفات و اعتبار ہے ؛

ع

کار کن کار بگزار از گفتار

کہ دریں راہ کار دار و کار

استغفر اللہ من قول بلا عمل ؛ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

جاننا چاہیئے۔ کہ منجملہ دعاؤں کے دعائے مغنی منسوب بحضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ یعنے تونگر اور بے نیاز کر دیتا ہے۔ اپنے پڑھنے والے کو اِس جہان میں اور تمام حاجات مہمات میں۔ اور اِس جہان میں عذاب اور درکات سے۔ اور یہ دُعا مشہور اور متبرک ہے اور متضمن ہے عجز و مناجات کو۔ اور اُس کا ابتداء و اختتام متصل ہے ساتھ صلوٰۃ و سلام بسید کائنات سرور مخلوقات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات کی۔ اور یہ جگہ برخلاف اوضاع تمام ادعیہ کے ہے اور غالباً قصد حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہو۔ اِس ابتدا و اختتام دُعا سے ساتھ صلوٰۃ کے۔ کہ جناب الٰہی میں وسیلہ پکڑا ہو واسطے قبولیت اُن سوالات اور اُن زاری ہائے کے۔ کہ جو اِس دعائے بزرگوار کے ضمن میں واقع ہیں۔ اور یہ امر امتثال اور اتباع اس حدیث کا ہو جائے جو کتاب حصن حصین میں بھی لاتے ہیں۔ کہ شیخ ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ جب تو خدا تعالےٰ سے کوئی حاجت چاہے اور دُعا

مانگے۔ تو ابتداء کر اُس کی ساتھ درود کے۔ پھر سوال کر اپنی حاجت کا۔ پھر ختم کر اُس کو درود شریف پر۔ پس تحقیق اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے قبول فرما دے گا۔ ہر دو صلوٰۃ کو جو اوّل و آخر پڑھی ہیں۔ حالانکہ وہ پاک ذات کریم تر ہے۔ اِس سے کہ ترک کر دے۔ اُس چیز کو جو درمیان اِن درود شریف کے ہے۔ یہاں تک ترجمہ کلام حصن حصین کا ہے اور حرز یمانی اِس دُعا کو فاضل و عالم کامل مولوی محمد مسعود مُلتانی اولیسی جو فضائل اور بلاغت میں یگانہ عصر تھے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اور قراءت اِس دُعا اور ختم اِس دُعائے بزرگوار کا۔ کہ کس عدد معیّن کے ساتھ ہے۔ معتمد ذریعہ سے مجھ کو معلوم نہیں ہے۔ اگرچہ بعض بزرگانِ اولیسیہ سے پُوچھا بھی گیا۔ اور سُنا بھی ہے۔ کہ بزرگانِ اولیسیہ میں سے کوئی شخص فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے اِس دُعا کو چالیس دن اِس ترکیب سے پڑھا۔ کہ اوّل روز ایک دفعہ، دوسرے روز دو دفعہ، تیسرے دن تین دفعہ، اور اِسی طرح روزمرّہ ایک ایک بار بڑھاتے گئے۔ یہاں تک کہ چالیسویں دن چالیس بار پڑھی۔ اور تمام کیا چلہ۔ اللہ تعالےٰ نے اِس دُعا کی برکت سے۔ اِس بزرگ کو بلائے فقر و فاقہ سے نجات دی۔ اور وہ غنی و تونگر ہو گئے۔ اور کلمہ۔ بِكَ اَسْتَغِيْثُ فَاَغِثْنِيْ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ فَاكْفِنِيْ يَا كَافِيَ الْمُهِمَّاتِ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا ۔ موقع اجابت دُعا کا ہے۔ اور کوئی واسطے کسی مہم

کے پڑھے۔ جب اِس کلمہ پر پہنچے۔ اِس کلمہ کو سجدہ میں رکھ کر تین بار بحضور دل کہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اِس کا کام سرانجام پاوے۔ اور چونکہ یہ دُعا مشہور و دراز ہے۔ اِس واسطے اِس مختصر میں نہیں لکھی گئی۔ اور کہتے ہیں۔ کہ یہ دعائے مغنی دو نسخہ ہیں۔ ایک یہ ہی ترجمہ مترجم بپارسی اور مشہور و مقرر و معتبر و معتمد علیہ ہے۔ خاندانِ اولیسیہ میں اور دوسرا نسخہ اِس سے دراز تر ہے۔ کلمات زیادہ تر و غیر مشہور اور چندان مقر بھی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب ۵

اور ایک یہ دعا منجملہ ادعیہ کے منسوب بحضرت افضل التابعین حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہے۔ اللھم انی اعوذبك من الکفر فی الشرع واعوذبك من الفقر فی الشیب واعوذبك من العلۃ فی الغربتہ ۵

اِس دُعا کی اسناد میں یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جو بعد ہر نماز کے پانچ پانچ دفعہ ورد کرے۔ اللہ تعالےٰ اِس کو وقت جان کنی کے بلائے کفر سے اور بڑھاپے میں تنگدستی سے۔ اور مسافرت میں بیماری سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور یہ تینوں بلائیں بدترین بلاؤں کی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ۵ اور جملہ دعاہا سے ایک یہ دُعا ایک ورق پر لکھی ہوئی ملی تھی۔ واللہ اعلم۔ اللھم ان قلبی مریض فصحہ و فاسد فاصلحہ و مظلم فنورہ و عمی فبصرہ و لس فطہرہ و ضراب فعمرہ ط اللھم انا نسئلك الایمان الکامل بك ونسئلك

العصمة عن البلاء۔ وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمدٍ
وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۵

اور مجرد پڑھنا اس کا تصفیۂ دل اور تجلیۂ باطن کو فائدہ دیتا ہے۔
اور دُوسرے نماز ہے۔ جو منقول ہے۔ حضرت خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے۔ کتاب مفتاح الجنان میں چھٹی فصل میں۔ بیان میں فضیلت ماہِ
رجب اور اُس کے فوائد کی شرح میں نقل کرتے ہیں۔ کہ یہ نماز تیسری
چوتھی، پانچویں رجب کو ہے۔ اور تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں
کو بھی پڑھی ہے۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ اگر اوّل اور درمیانی نہ
پڑھی ہو۔ تو تیئیسویں۲۳، چوبیسویں۲۴، پچیسویں۲۵ کو پڑھے۔ اور یہ نماز بارہ
رکعت ہیں۔ ساتھ تین سلام کے۔ جب چاہے۔ کہ یہ نماز پڑھے۔
چاہیئے کہ وقت چاشت کے غسل کرے۔ اور چار رکعت پڑھے۔ اور
قرأت میں قرآن شریف میں سے جو چاہے پڑھے۔ بعد سلام کے
ستّر بار یعنے ہفتاد بار کہے۔ لا الٰہ الّا اللہ الحق المبین ط لیس
کمثلہٖ شیءٌ وھو السّمیع البصیرہٗ

بعد اس کے پھر چار رکعت پڑھے۔ اور ہر رکعت میں الحمد ایک
بار۔ اور سورہ نصر ایک بار پڑھے۔ اور بعد سلام کے ہفتاد بار
کہے۔ اقوی معین واھدی دلیل وایّاک نعبد وایّاک
نستعین ۵ بعد اُس کے چار رکعت اور پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد الحمد
کے تین بار سورۂ اخلاص پڑھے۔ بعد سلام کے الم نشرح ہفتاد بار

پڑھے۔ اور ہاتھ سینہ پر لاوے۔ اور جو حاجت کہ ہو چاہے۔ اللہ تعالیٰ اُس حاجت کو روا کرے۔ اور جن تین دن میں کہ یہ نماز پڑھے۔ ہر روز غسل کرے۔ اور کلام نہ کرے۔ جب تک کہ غسل اور نماز سے فارغ نہ ہو جائے اور اِس نماز کی فضیلت میں بہت مبالغہ کیا ہے۔ اور مدرسہ مغربی میں معین الدین نام ایک دانشمند تھا۔ جو ہر مسئلہ کا جواب شافی دیتا۔ اور مباحثہ میں بعبارت دانشمندانہ کلام کرتا۔ اُس کی تعلیم کا حال لوگوں نے اُس سے پُوچھا۔ اُس نے کہا۔ کہ مَیں نے کچھ نہیں پڑھا۔ اور نہ کسی شخص کی شاگردی کی ہے۔ جب مَیں بڑا ہوا۔ مَیں نے نماز حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی گزاری۔ اور دُعا کی۔ کہ الٰہی مَیں بوڑھا ہو گیا۔ اور مَیں نے کچھ نہیں پڑھا۔ مجھ کو علم عطا کر کے مجھ کو دانشمند کر دے۔ اللہ تعالےٰ نے اُس نماز کی برکت سے علم کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ اور مولوی کر دیا۔ اب جو مسئلہ جو پیش آتا ہے۔ اُس کا جواب شافی دیتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کی مُرادیں پُوری کرے۔ اور علم و عمل سے بہرہ ور کرے ؁

تئیسواں لطیفہ

بیان میں صحت خرقہ اور ثبوت مصافحہ اور تحقیق سلسلہ کے طریق خواجہ خواجگان امام الطریقت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ جب گفتگو اثبات خرقہ وغیرہ کی آ گئی تھی۔ تو ضروری بیان اُس کی تحقیق کا۔ ملّا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے جو رسالہ در باب احادیث موضوعہ کے لکھا ہے۔ اس میں کہا ہے۔ کہ پہننا خرقہ صوفیہ رحمہم اللہ کا۔ اور پہننا حضرت خواجہ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ کا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ محدثین رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں۔ کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اور جو کچھ کہ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ تحقیق حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خرقہ پہنا ہے۔ یہ سخن باطل ہے باوجود اُس کے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کوئی چیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نہیں سُنی ہے اور کوئی روایت نہیں ہے کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی کو اس طریق پر خرقہ پہنایا ہو۔ جیسا کہ صوفیہ میں رحمہم اللہ متعارف ہے۔ اور نہ حکم دیا ہے صحابہ رضؓ میں سے کسی کو اس کام کے کرنے کا۔ اور جو کچھ کہ روایت کیا جائے۔ اس بارہ میں باطل صریح ہے۔ ذکر کیا ہے اُس کو متاخرین محدثین نے رحمہم اللہ۔ اور تحقیق پہنا ہے اور پہنایا ہے

ایک جماعت صوفیہ نے واسطے مشابہت قوم کے۔ اور واسطے تبرک کے
اُن کے طریقہ سے۔ کیونکہ وارد ہُوا ہے۔ کہ پہننا خرقہ کو ساتھ صحت کے
کمیل بن زیاد تک ثابت ہوتا ہے۔ اور اُنہوں نے صحبت پائی ہے حضرت
امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی اتفاقاً۔ اور ایسے ہی طریق مصافحہ کا
آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف ثابت نہیں ہوتا۔ ہرگز۔ یہاں تک
ترجمہ رسالہ مذکورہ تھا۔ اور مُلا علی قاری رسالہ معدن العدنی میں کہتے
ہیں۔ کہ ثابت نہیں ہوتا ملاقات ہونا حضرت علی اور حضرت حسن بصری
کا رضی اللہ عنہما۔ باوجود موجود ہونے دونوں کے زمان واحد میں
بالاتفاق والاجماع۔ اور اسی طرح ثابت نہیں ہوتی روش مصافحہ کی
بوجہ مخصوصہ مسلسل واسطے اِس چیز کے۔ کہ دعوےٰ کرتے ہیں۔ اُس کا
بعضے سلسلہ میں۔ اور بنایا ہے۔ اس بات کو واسطے عوام کے مادہ مشغلہ
کا۔ اور اِس فعل کے واسطے نسبت متصلہ موجود نہیں ہے۔ پس تجھ کو
چاہیئے۔ کہ تو کتاب اللہ پر عمل کرے۔ اور سنت محمد رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے۔ اور جیسا کہ ائمہ دین نے ترک دنیا اور
میل بعقبےٰ کیا ہے۔ تو اُس کی ملازمت کرے۔ اور رُخ کرنا طرف مقصود
بلند کے۔ دوام حضور سے ساتھ جناب الٰہی کے۔ اور قدوۃ المحققین شیخ
عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ نے پچاسویں رسالہ میں کتاب رسائل ومکاتیب
سے لکھا ہے۔ کہ صحبت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے ساتھ امیر
المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی۔ اور تلقین ذکر پانا حضرت خواجہ حسن بصری

رضی اللہ عنہ کا حضرت امیر علیہ السّلام سے۔ جو بعض مشائخ طریقت متاخرین زمانہ حال میں مشہور ہو گیا ہے۔ علماء محدثین کو اس میں کلام ہے۔ اور کسی کتاب میں روایت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نہیں آئی۔ اور شیخ نجم الدین کبریٰ رحمتہ اللہ علیہ نے بھی اپنے اجازت نامہ میں جو انہوں نے اپنے کسی دوست کو دیا لکھا ہے کہ صحبت داشت معروف کرخی با داؤد طائی وگرفت از وے علم طریقت را و صحبت داشت داؤد طائی با حبیب عجمی وگرفت از وے علم طریقت را و صحبت داشت حسن بصری صحابہ را رضی اللہ عنہم وگرفت از ایشاں علم طریقت را۔ اور جو کچھ کہ صحت کو پہنچا۔ واللہ اعلم ؎

اور ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ فصل الخطاب میں۔ اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے بعض رسائل میں صحبت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو ساتھ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ثابت کیا ہے اپنے قیاس اور عقل سے۔ اور دلیل نقل کرتے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ حسن بصری رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے۔ پس کیا یہ احتمال ہو سکتا ہے۔ کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو نہ پایا ہو۔ اور نہ ملاقات کی ہو۔ درحالیکہ ہر روز مسجد نبوی میں حاضر ہوتے رہے۔ اور جامع الاصول میں کہا ہے کہ ولادت حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں ہوئی۔ عہد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جب کہ دو سال حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے باقی تھے۔ اور خلافت فاروقی دوسال بعد تک ولادت خواجہ سے رہی۔ اور حضرت خواجہ رضؓ بصرہ میں بعد شہید ہو جانے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آئے ہیں۔ اور حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اور بعضے کہتے ہیں۔ کہ ملاقات ہوئی۔ ساتھ علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ کے مدینہ میں۔ لیکن روایت حضرت خواجہ کی ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بصرہ میں صحیح نہ ہوئی۔ کیونکہ حضرت خواجہ وادی القریٰ میں تھے۔ جب کہ حضرت علی رضؓ بصرہ میں تشریف لائے۔ اور اُن کے بصرہ میں پہنچنے تک حضرت علی رضؓ واپس تشریف لے گئے تھے۔ انتہیٰ۔

اور حکایت ملاقات خواجہ رضؓ کی ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بصرہ میں بھی نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ میں تشریف لائے۔ قصاص اور وعاظ سب کو آپنے اُٹھا دیا۔ لیکن حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو۔ کیونکہ جو کچھ حضرت امیرالمومنین رضی اللہ عنہ نے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ آپ نے جواب کافی دیا۔ پس مسلم رکھا حضرت امیرالمومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت خواجہ حسن کو۔ اور اِس حکایت در روایت کے ساتھ دیکھنا حضرت حسن بصری کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو صورت نبوت کی پیدا کرتا ہے اور تلقین ذِکر کے واسطے کافی ہے۔ دیکھنا اور صحبت اگرچہ قلیل ہی ہو۔ اور نہ ہونا روایت کا بوجہ قلت وقت صحبت کے ہو۔ اور عدم

امتداد صحبت عدم وجود روایت کے واسطے کافی وجہ ہو سکتی ہے
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال وجعل عاقبتنا خیرًا
فی العقبیٰ والمآل ⁂

یہاں تک عبارت رسایل اور مکاتیب کی تھی ⁂

چوبیسواں لطیفہ

بیان میں تحقیق وفات و شہادت حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ عامہ کتب احادیث اور اقوال مشایخ رحمہم اللہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ رضہ نے جنگِ صفین میں شہادت پائی۔ اور بعض علماء نے قصہ وفات حضرت خواجہ رضہ کا دوسری طرح بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ ہر ایک کا بیان لکھا جاتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

قدوۃ المحققین شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں کہتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ رضہ امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں پھر آئے۔ اور قتال کیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے جنگِ صفین میں شہید ہو گئے۔ روایت کیا ہے اِس کو ابن عساکر نے۔ اور بعینہٖ اسی طرح مُلّا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے معدن العدنی میں لکھا ہے۔ اور مراۃ الاسرار میں کہا ہے۔ کہ صفین نام ایک صحرا کا ہے۔ اور جامع المتفرقات میں قاموس سے نقل کیا ہے۔ کہ صفین مانند سجین نزدیک رقہ کے کنارہ فرات پر ایک جگہ ہے۔ اور اس جگہ واقع بزرگ درمیان حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے ہوا۔ سنہ سنتیس ھجری میں۔ اور اسی طرح لکھا ہے۔ کتاب بخاری اور تہذیب میں صفین۔ بکسرصاد مہملہ و کسرفاء مشددہ فرات کے نزدیک ایک مشہور مقام ہے۔ اور شرح صحیح مسلم میں بھی ہے۔

کہ مارے گئے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ صفین میں۔ اور مراۃ الاسرار میں ہے۔ کہ حضرت اویس قرنی رضہ نے امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی جب کہ حضرتِ امیر رضی اللہ عنہ واسطے جنگِ جمل کے نکلے۔ اور صفین کی لڑائی میں معاویہ کے ساتھ لڑ کر شربت شہادت چکھا۔ سنہ ۳۷ھ میں۔ واللہ اعلم۔

اور مسلک سلوک میں لکھا ہے۔ کہ جب حضرت اویس قرنی رضہ کی رحلت کا زمانہ قریب ہوا۔ ایک غزوہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ موافقت کی۔ اور اُسی جگہ درجہ شہادت کا پایا۔ عاش وحیداً وماتَ شہیداً ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم ۵ اور تذکرۃ الاولیاء میں ہے۔ کہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس رضہ آخر عمر میں امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے۔ اور بموافقت حضرت امیر رضہ صفین میں لڑ رہے تھے۔ کہ شہید ہو گئے۔ عاش وحیداً وماتَ شہیداً ۵

اور مولانا سیّد محمد شیخانی قادری مدنی حیوٰۃ الذاکرین میں فرماتے ہیں۔ کہ روایت کیا گیا ہے۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے۔ کہ اُنہوں نے کہا ہے۔ کہ ندا کی کسی ندا کرنے والے نے جنگِ صفین کے روز۔ کہ آیا قوم میں اویس قرنی ہے۔ تو پایا گیا۔ حضرت اویس قرنی کو یاران حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں۔ جو مارے گئے تھے۔ واللہ اعلم۔ یہ روایت قاضی عبدالصمد ملفوظ حضرت نوح میں لائے ہیں۔ اور ایسا ہی امام یافعی نے

روضتہ الریاحین کی ایک سو پینتالیسویں حکایت میں ذکر کیا ہے اور مولانا حسین معین الدین میبذی نے کتاب فواتح شرح دیوان حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں لکھا ہے۔ کہ طبری نے کہا ہے۔ کہ غزوہ ذوالحجہ ۳۷ھ میں علی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رض کا مقابلہ صفین میں ہوا۔ اور اویس بن عامر قرنی مرادی نے کنارہ دریائے فرات پر آواز طبل کی سُنی۔ پوچھا کہ یہ کیا واقعہ ہے۔ کسی نے کہا۔ کہ درمیان علی رض و معاویہ کے لڑائی ہے۔ فوراً حضرت اویس بغرض حمایت علی رض متوجہ میدان ہوئے۔ اور اثنائے حرب میں شہادت پائی۔ اور امام اعثم کوفی اپنی تاریخ میں ابو عبدالرحمٰن بن ابی لیلےٰ سے نقل کرتے ہیں۔ کہ سیّد التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خدمت میں کوفہ میں لشکر جمع کیا۔ اور شام کی طرف معاویہ سے لڑنے کو روانہ ہوئے۔ ہرم بن حبان کہتے ہیں۔ کہ اُس وقت میں نے حضرت اویس کو دیکھا۔ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے آئے۔ اور آپ کو سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خواجہ رض کے آنے سے بشاشت کی۔ اور مرحبا کہہ کر حضرت خواجہ رض کو اچھی طرح پوچھا۔ حضرت خواجہ رض حضرت امیر رض کے قریب تھے اور امیر رض کے ساتھ روانہ ہوئے حرب صفین میں۔ اور شہید ہو گئے۔ اور مجالس المومنین میں حبیب السیر سے نقل کیا ہے۔ کہ کتب معتبرہ میں سے کسی کتاب میں مَیں نے دیکھا ہے۔ کہ ایک دن حضرت اویس رض نے دریائے فرات کے کنارہ پر وضو کی۔ کہ آواز طبل کی اُن کو سُنائی

دی۔ آپ نے پوچھا۔ کہ یہ کیسی آواز ہے۔ جواب ملا۔ کہ آواز طبل سپاہ شاہ ولایت پناہ کی ہے۔ جو حرب معاویہ کو جاتے ہیں۔ حضرت اویس رہ نے کہا۔ کہ میرے نزدیک کوئی عبادت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی متابعت سے افضل نہیں ہے۔ اُسی وقت متابعت حضرت امیرالمومنین جاکر غاشیہ اطاعت حضرت امیرالمومنین کا اپنے دوش پر رکھا یہاں تک کہ معرکہ صفین میں شربت شہادت نوش کیا۔ اور روضہ رضوان کو تشریف لے گئے۔ سید المحدثین نے تحفۃ الاخبار میں عبداللہ بن عباس سے نقل ہے۔ کہ جب ہم نے امیرالمومنین رض کی خدمت میں بموضع ذی قعار قرار پکڑا۔ اور لشکر کوفہ و توابع و لواحق مملکت نے حضرت امیر رض کی بارگاہ کی طرف رُخ کیا۔ تو فرمایا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہ آج بیس کتیبہ ہمارے پاس جمع ہونے چاہیئں۔ اور ہر کتیبہ میں ہزار آدمی ہونے چاہیئں۔ یہ بات میرے دل میں بڑی معلوم ہوئی۔ جناب ولایت مآب نے میرے اِس خیال کو اپنی فراست سے سمجھ لیا۔ اور حکم دیا۔ کہ اِس جنگل میں دو نیزہ گاڑ دیں۔ اور ہر ایک شخص جو لشکر امیر المومنین کے ساتھ ملحق ہونا چاہیئے۔ وہ اِن دونوں نیزوں کے درمیان سے گزرے۔ اور لوگوں کو حکم دیا۔ کہ از سرِ تحقیق و احتیاط تمام بعد شمار میں آنے کے لاحق میں شامل ہوں۔ جب وقت قریب مغرب کے پہنچا۔ جو کچھ کہ امیرالمومنین رض نے فرمایا تھا۔ اُس سے ایک کم ہُوا لکھنے والوں نے بغرض مظہر عجائب و غرائب ہے پہنچایا۔ فرمایا کہ فرد کامل وہ

ہے۔ کہ جواب اِن سب کے بعد آئے گا۔ اور عدد موعود کو پورا کرے گا۔ یکایک خبردار نے چوسِنہ پر بٹھایا گیا ہے۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی آتا ہے۔ وُہ دریئے تفحص ہُوا دیکھا۔ کہ ایک پیادہ ہے۔ زادِ راہ اپنا کمر میں باندھے ہوئے اور کوزہ پانی کا اپنی گردن میں ڈالے ہوئے ضعیف ونحیف بارنگ زرد پرگرد چلا آتا ہے ؛

بیت

زادِ راہِ عاشقاں درد وست درد ے زاد وآہ
راہِ زینگونہ ست وبسم اللہ کہ دارد عزم راہ

جب گرد راہ سے پہنچے۔ اُن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حضور میں لائے بعد ادائے سنت وتحیّت سلام اور پانے جواب کے جانب خلیفہ انام سے بتعظیم واکرام اور پوچھنے قبیلہ اور تعین نام سے کہا۔ کہ میں اویس قرنی ہوں۔ یا امیرالمومنین۔ ہاتھ بڑھایئے۔ کہ میں آپ سے بیعت کروں حضرت امیر رضؓ نے کہا۔ کہ کس چیز پر بیعت کرتے ہو۔ کہا۔ اِس بات پر کہ آپ کی نصرت ویاری میں اپنے آپ کو دے ڈالوں۔ اور اپنا سر آپ کی خدمت میں مثل گیند کی ڈال دُوں۔ جب سر میرے ہاتھ سے بے سپرد جاتا ہے تو یہ بہتر ہے۔ کہ فدائے کف پائے امیر رضؓ ہو۔ پس امیرالمومنین بمیار کی طرف مع تمام ہواداروں اور یاروں کے موقع ذی قعاد سے متوجہ جانب اصحاب یعنی دجفا کار کے ہوئے۔ اور کہا۔ کہ عبدالغنی بن سعید نے کہ قرنی بفتح قاف دوسرے اویس ہیں۔ سوائے اُن اویس قرنی

رضی اللہ عنہ کے۔ جن کی خبر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے قبل از وجود اُن کے اور حاضر ہوئے وہ جنگ صفین میں۔ اور ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تھے خیار مسلمانان سے۔ اور روایت کی ہے حمزہ اضع بن زید نے۔ کہ اسلام لائے۔ اویس پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر۔ ولیکن منع کیا۔ اُن کو آنے سے خدمت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اُن کی والدہ کی خدمت نے۔ اور حاضر ہوئے اویس مع ایک جماعت اپنے اصحاب کے مردان میں حضرت علی رضہ کے سامنے۔ اور یہ بھی کہا ہے اضع بن زید نے۔ کہ حاضر ہوئے حضور میں حضرت علی رضہ کے روزِ صفین میں۔ جب کہ فرمایا حضرت علی رضہ نے کہ کون ہے وُہ شخص جو بیعت کرے میرے ہاتھ پہ واسطے موت کے۔ پس بیعت کی آپ سے ننانویں آدمیوں نے۔ تو فرمایا آپ نے کہ پُورے ہُوں گے یہ جب کہ ایک اور آدمی آوے گا۔ اِس صورت سے۔ کہ اِس کے بدن پر ایک چادر پشم کی ہو گی۔ (یعنی کمبل) سر منڈا ہُوا۔ پس بیعت کی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر واسطے اپنے قتل کے۔ پس لوگوں نے کہا۔ کہ یہ اویس قرنی ہیں۔ پس لڑائی کی یہاں تک کہ بظل حمایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے۔ اور مارے گئے اور روایت کیا گیا ہے۔ کہ جس وقت ندا کی۔ حضرت امیر رضہ کی طرف سے ندا کرنے والے نے۔ کہ ایدوستان خدا۔ پس صف باندھ لی لوگوں نے پس حضرت اویس رضہ نے تلوار اپنی کھینچ لی۔ اور امیر رضہ کے دُشمنوں سے لڑائی کی۔ اور مارا گیا عقب اُن کا۔ یعنی توشہ دان۔ پس گرا دیا اُس

توشہ دان کو۔ اور اُس کے بعد کہتے تھے۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ۔ اے مردان۔ یہ کہا۔ اور آگے بڑھے۔ یہاں تک کہ اُن کے جگر پر نیزہ لگا۔ پس کہا۔ وفات کی اُسی جگہ۔ گویا کہ مردہ تھے ابتدائے وقت سے۔ اور یہ خبر صحیح ہے سنداً۔ اور بروایت صاحب مُستفیضی۔ اور امام یافعی کے، سیّد التابعین اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ یہ کہ فضایل آپ کے شرح اور بیان سے مُستغنی ہیں۔ اور آپ اُسی معرکہ میں معاویہ کی تلوار سے مارے گئے۔ واللہ اعلم بالصّواب ؏

یہ ذکر کتاب داد الہٰی میں ہے۔ جو تصنیف داد بن قائم قاضی متوطن ڈیرہ اسماعیل خان ہوت کی ہے۔ پس اِس تمام بیان سے جو لکھا گیا ہے۔ معلوم و ثابت ہُوا۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں حضرت امیر المومنین علی رضہ کی خدمت گزاری میں شربت شہادت نوش کیا۔ اور وفات پائی۔ لیکن حالت و صورت تجہیز و تکفین اور حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی کہیں سے ظاہر و محقق نہیں ہُوئی۔ واللہ اعلم بالتحقیق وھوالھادی الیٰ سواء الطریق ۵

اور مولانا جلال الدین سیّوطی شرح صدور فی احوال الموتےٰ و القبور میں درباب فقراء ارواح کے کہتے ہیں۔ کہ ابن عساکر عطا خراسانی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ بہ تحقیق اویس باطلاق شکم سفر میں مر گئے اور اُن کے تھیلے میں دو کپڑے پائے گئے۔ جو جامہ ہائے دُنیا سے نہ تھے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے۔ کہ وہ کپڑے ایسے نہ تھے جیسے کہ آدمی

پہنتے ہیں۔ اور دو آدمی گئے۔ کہ اُن کے واسطے قبر کھودیں۔ پس وُہ دونوں واپس چلے آئے۔ اور کہا۔ کہ ہم نے اُن کی قبر کھودی ہوئی تیار پائی۔ ایک تو وُہ سنگ ہیں۔ گویا ابھی تیار کر کے بیٹھے ہیں۔ پس اُن کو کفن دیا۔ اور دفن کر دیا۔ اور واپس چلے آئے۔ بعد اُس کے کوئی چیز وہاں نظر نہ آئی۔ نقل کیا ہے۔ امام احمد نے کتاب زہد میں دوسرے طریق سے۔ عبداللہ بن مسلمہ سے۔ اور اُس کے آخیر میں کہا ہے۔ کہ کہا بعض لوگوں نے ہم میں سے بعض کو۔ کہ واپس جاویں ہم۔ کہ علامت آپ کی قبر کی بنا دیں۔ پس ہم واپس گئے۔ اور دیکھا۔ کہ وہاں قبر نہ تھی۔ نہ کوئی نشان قبر کا تھا۔ عارف نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی۔ شواہد النبوۃ میں فرماتے ہیں۔ کہ ہرم بن حبان سے نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت اویس رہ آذربائیجان کو غزا میں گئے تھے۔ اور وہیں وفات پائی۔ اُن کے ساتھیوں نے چاہا کہ اُن کی قبر بنا دیں۔ پس ایک پتھر پایا۔ جس میں قبر کھودی ہوئی تھی اور اُس میں لحد بنائی ہوئی تھی۔ چاہا کہ اُن کو کفن دیں۔ اُن کے کپڑے میں کپڑا ملا۔ جس سے اُن کا کفن بنایا۔ اور اُس قبر میں دفن کر دیا۔ اور اسی طرح مشکوٰۃ اور سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے۔ اور اس میں کہتے ہیں۔ کہ صاحب کشف المحجوب اور صاحب تذکرۃ الاولیاء فرماتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ظل حمایت میں صفین میں حرب کرتے تھے۔ کہ شہید ہو گئے۔ اور تاریخ وفات حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی بقول اوّل تیسری رجب ۳۲ھ اور بقول

دوم ۲۷ سنہ ہے۔ اور امام عبداللہ یافعی نے دونوں قول روضۃ الریاحین میں لکھتے ہیں۔ انتہیٰ ؛

مولانا سید محمود شیخانی قادری بن محمد علی شیخانی قادری المدنی داراً و قراراً۔ کہتے ہیں۔ کہ روایت کیا گیا ہے۔ عبداللہ پسر مسلمہ سے۔ کہ کہا ہم نے غزا کی آذربائیجان میں زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں۔ اور اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہمارے ساتھ تھے۔ پس جب ہم واپس آئے۔ اویس بیمار ہو گئے ہمارے ہی پاس۔ اور تندرست نہ ہوئے۔ اور فوت ہو گئے۔ پس ہم ٹھہر گئے۔ یکایک وہاں ایک قبر کھدی ہوئی تیار دیکھی۔ اور پانی پڑا ہوا۔ اور ہم نے دیکھا کفن اور خوشبو۔ پس ہم نے اُن کو غسل دیا۔ اور کفن پہنایا۔ اور اُن کے جنازہ پر نماز پڑھی۔ اور دفن کر دیا۔ اُس قبر میں۔ اور چل دیئے۔ بعض نے ہم میں سے بعض کو کہا۔ کہ واپس جائیں۔ اور اُن کی قبر کا نشان بنا دیں۔ پس جب لوٹ کر وہاں گئے تو وہاں نہ قبر تھی۔ اور نہ قبر کا کوئی نشان تھا۔ اور یہ روایت قاضی عبدالصمد نے حضرت مخدوم نوح کے ملفوظ میں لکھی ہے۔ اور اسی طرح امام یافعی نے روضۃ الریاحین میں ذکر کر کے کہا۔ کہ کہتا ہے۔ فقیر سید محمود بن محمد بن علی قادری شیخانی۔ کہ بہ تحقیق میں نے زیارت کی قبر سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی۔ اور شنا میں نے کہ بات کرتے تھے۔ مجھ سے اپنی قبر پر بطور رعد کے۔ یہ بات کرنا آپ کا میرے لیسین پڑھنے کے بعد تھا۔ جو میں نے حضرت رضہ کی قبر پر پڑھی تھی :۔ والسلام علیٰ

المرسلین والحمد للہ رب العالمین ۝ فاطر السموات والارض انت ولی فی الدنیا والاخرۃ ۝ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین ۝

اِس سے سمجھا جاتا ہے۔ علوِ شان اور سموِ مکان حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا نزدیک اللہ تعالےٰ سبحانہ کے اور کمال لطف و عنایت اور فضل و کرم خداوندی کا۔ کہ جو حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمایا تھا۔ کہ درجہ شہادت کو آپ کے رتبہ ولایت اور افضلیت کے ساتھ منضم کر دیا۔ بہترین تابعین میں سے تھے۔ اور جملہ شہیدان سے بھی ہو گئے۔ واللہ یختص برحمتہ من یشاء ۝

بقول اُن صاحبوں کے جنہوں نے کہا ہے۔ کہ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ظاہر ہے۔ کہ شہادت کبرےٰ ہے۔ اور جنہوں نے کہا ہے۔ کہ باطلاق شکم وفات پائی۔ یہ بھی شہادت ہے۔ کیونکہ مبطون کو بھی شہیدان میں سے شمار کیا جاتا ہے۔ اور آخرت میں ثواب شہیدان کا پایا جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ بعد نبوت کے کوئی درجہ۔ درجہ شہادت کو نہیں پہنچتا مگر صدیقیت۔ کہ بعد مرتبہ نبوۃ کے اور بالاتر مرتبہ شہادت سے ہے۔ ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ مولانا اسمٰعیل رحمتہ اللہ علیہ نے شرح تعرف میں۔ اور شیخ عبدالحق قدس سرہ نے مفتاح الجنان شرح فتوح الغیب میں اور اسی واسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کے

حق ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ باوجود درجہ نبوّت کے درجہ شہادت بھی عطا فرمایا۔ بسبب اس زہر کے کہ جو ایک عورت نے پکے ہوئے گوشت میں مِلا کر آپ کے آگے رکھا تھا۔ اور آپ نے ایک لقمہ اُس سے تناول فرمایا تھا۔ وہ گوشت بول پڑا تھا۔ اور اُس نے کہا تھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں سے نہ کھائیے۔ کہ مَیں زہر آلودہ ہوں۔ پس اللہ تعالےٰ نے اُس زہر کو آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاشنہ پائے میں محفوظ رکھا۔ اور وقت وفات اِس زہر کو اللہ تعالےٰ نے تمام جسم مبارک آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پھیلا دیا تھا۔ کہ اثر کر گیا۔ اور سبب شہادت کا ہوا۔ کہ مسموم بھی شہید ہے۔ اور درجہ نبوّت کے ساتھ شہادت بھی منضم ہوا۔ و نیز بزرگ ترین اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھی حق تعالےٰ نے درجہ شہادت بخشا۔ یعنے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بسبب زہر مار کے۔ کہ جس نے غار میں آپ کو کاٹا تھا۔ شہید ہوئے۔ اور امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کو عین نماز میں کارد ماری۔ جس سے شہید ہوئے اور امیر المومنین عثمان رض کو مار ڈالا۔ اور امیر المومنین حضرت علی کو بھی کارد مار کر شہید کیا۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما بھی جو جگر گوشہ مصطفےٰ اور نور دیدہ مرتضیٰ اور قرہ باصرہ زہرا تھے۔ شہید ہوئے صلے اللہ علیہ وسلم۔ و رضی اللہ عنہم اجمعین ؛

یہ انیس الواعظین میں لکھا ہے۔ فی الجملہ اللہ تعالےٰ نے درجہ افضلیّت اور شہادت کو جو بعد از نبوۃ اور صحابیّت بزرگ ترین

درجات کا ہے۔ اپنے اُس بندہ کے حق میں کہ جو بزرگ ترین خلق بعد از انبیاء علیہم السّلام و اصحاب علیہم الرضوان ہیں۔ کرامت فرمایا پس حق اپنے مرکز پر جا ملا۔ اور وضع الشئی فی محلہٖ ہوا۔ اس موقع پر خوشی اور تہنیت ہو۔ اُن سعادت مندوں کو جو پیرو مہتر رسل و انبیاء کے اور مرید و محب۔ بہتر تابعین و اولیاء کے ہیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ؛

لیکن چاہیئے۔ کہ رابطہ صدق محبت و متابعت کا ہاتھ سے نہ دیں۔ کہ لاجرم پہنچ جائیں مقامات بلند اور مراتب ارجمند کو جن کو وُہ پہنچے ہیں۔ کہ المرء مع من احب ؁ یعنی ہر شخص اُس کے ساتھ ہے۔ جس کو دوست رکھتا ہے۔ یہ ہر دو حدیث صحیح مشکوٰۃ اور اُس کی شرح میں لائے ہیں۔ اور مروی ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے کہ کسی شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قیامت کب آئے گی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ قیامت کے واسطے کیا سامان کر رکھا ہے۔ عمل صالح سے۔ کہ قیامت کی آمد کو پوچھتا ہے اُس شخص نے کہا۔ کہ میں نے کچھ سامان نہیں۔ کیا قیامت کے واسطے۔ مگر یہ کہ دوست رکھتا ہوں۔ خدا کو۔ اور اُس کے رسول کو صلے اللہ علیہ وسلم۔

آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انت مع من احببت ؁ تو اُس کے ساتھ ہو گا۔ جس کو تو دوست رکھتا ہے۔ جو خدا کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے جوارِ رحمت اور قرب عزّت میں ہو گا۔ اور جو رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہے۔ وُہ آپ کے مقامِ قربت و عنایت سے بہرہ ور ہو گا۔ اگرچہ مقام آپ کا بلند تر و عزیز تر ہے۔

کہ کوئی اُس جگہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن نورِ محبت اور تبعیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے دوستوں اور تابعوں پر پرتو افگن ہوگا۔ اور آپ کی معیت و قربت کے ساتھ مشرف کردے گا۔

انس رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے۔ کہ مَیں نے کسی مسلمان کو اس سے زیادہ خوش وقت کبھی نہیں دیکھا۔ سوائے اسلام لانے کے وقت کے۔ جب کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ نکلا۔ جو شرح مشکوٰۃ میں عینی سے۔ اور بروایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے مروی ہے۔ کہ جب ایک شخص پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوُا۔ اور عرض کیا۔ یارسول اللہ! ایسے شخص کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ اور کیا حکم دیتے ہیں۔ اُس کی نسبت۔ جو شخص کہ دوست رکھتا ہو کسی قوم کو۔ اور نہ دیکھا ہو۔ اُس نے اُس قوم کو۔ اور نہ پایا اُن کو۔ اور نہ اُن سے صحبت رہی اُس کی۔ اور نہ اُن تک پہنچا ہو۔ اور اُن کے جیسے عمل کئے ہوں۔ اور نہ وہ عمل کئے ہوئے ہوں۔ جو وہ قوم کرتی تھی۔ تو فرمایا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے المرء مع من احب ٥

ہر شخص اُس کے ساتھ ہوگا۔ جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔ یعنے معتبر دوستی ہے۔ اگرچہ اس قوم کو نہ پایا ہو۔ اور اُس کے کام سے نہ کئے ہوں اور نہ پہنچے ہوں۔ اگرچہ صحبت کامل جو واسطے اعتبار کے لائق ہے وُہی ہے کہ متابعت کے ساتھ موافقت کرے۔ لیکن بہرحال انجذاب و اعتقاد مستحق

معیت واتحاد کا ہے۔ بشارت ہو خاص دوستان صلحاء و علماء و اتقیاء و اولیاء قدس سرہم کو۔ کہ اُمید ہے۔ کہ کل کو اُن کے زمرہ میں اُٹھیں۔ اور اُنہیں میں سے ہوں۔ شرح مشکوٰۃ میں عینی سے ہے۔ کہ جو کوئی قدم بقدم کسی صاحبِ دولت کے چلے۔ اور متابعت اور پیروی اُس کی کرے البتہ اُس مقام کو پہنچ جاتا ہے۔ جس مقام کو وہ صاحبِ دولت پہنچے۔ ایسا ہی فرمایا ہے شیخ عبدالحق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے رسائل اور مکاتیب میں۔ اللھم انی اسئلك حبك وحب من یحبك وعمل یقربنی الیك بحرمة حبیبك۔ محمدٍ وآلہ واصحابه علیه وعلیهم من الصلوٰة افضلها ومن التحیات اکملها ۞

۲۵ پچیسواں لطیفہ

تحقیق قبور و تعدد مزارات حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بیان میں۔ کلام سابق سے اس قدر معلوم ہُوا۔ کہ وفات حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ کی یا بشہادت ہے۔ صفین میں۔ یا آذربائیجان کے رستہ میں۔ مدفن شریف آپ کا صفین میں ہے۔ یا آذربائیجان کے رستہ میں۔ اور نشان اور علامت قبر کا گم اور مفقود ہوگیا۔ جیسا کہ کتاب و زبان مشائخ سے مفہوم ہے۔ واللہ اعلم ؛

لیکن جو قبریں اور مزارات حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے سوائے صفین اور آذربائیجان کے رستہ کے مقامات متعددہ میں ہیں۔ اور دیکھے سُنے گئے ہیں۔ کوئی وجہ اُن کی ایسی جس سے کہ تسلّی و تشفی دل کی ہو جاوے۔ ظاہر اور معلوم نہیں ہوئی۔ اور عجب تر یہ ہے کہ جس

جگہ قبر حضرت خواجہ رضہ کی بتائی جاتی ہے۔ اس کے پاس قبر حضرت رضی
اللہ تعالےٰ عنہ کی والدہ شریفہ کی بھی ضرور بنی ہوئی ہے۔ اور ہر ایک
مزار سے جو کسی جگہ بھی ہو۔ کرامات ظاہرہ اور خوارق عادات باہرہ ظاہر
واشکارا ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک مزار شریف آپ کا نواحی سندھ
حدود شہر ٹھٹھہ میں، واقع ہے۔ جہاں بہت سے درویش اور اہلِ حاجات
جاتے ہیں۔ اور زیارت کرتے ہیں۔ اور اربعین میں بیٹھتے ہیں اور روحانیت
مقدسہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کی اُن پر متجلی ہوتی ہے۔ اور وہ
لوگ روحانیت مقدسہ حضرت خواجہ رضہ سے مُستفید ہوتے ہیں اور
اُن کی حاجتیں بر آتی ہیں۔ سلطان العارفین برہان الواصلین بندگی حضرت
سُلطان فتح محمد چیلہ نور اللہ مرقدہ اُس مزار شریف پر گئے اور
وو اربعین وہاں حجرہ میں بیٹھے قطرہ تھے۔ دریا ہو گئے۔ اور ذرّہ
تھے آفتاب بن گئے۔ جو کچھ کہ قرب و کرامات سے پایا۔ وہاں سے پایا۔
اور جو کچھ کہ منصب و مقامات سے حاصل کیا۔ اس جگہ سے حاصل کیا۔
اگر کسی قدر حضرت کے فضائل و مناقب سے لکھا جائے۔ تو بہت طول
ہو جائے۔ اور اس مختصر میں اس کی گنجائش نہیں۔ افاض اللہ علینا
برکاتہٗ واوصل الینا فتوحاتہٗ ط

اور ایک مزار شریف حضرت خواجہ رضہ بندر زبید میں
ہے۔ کہ بہت حاجی لوگ زیارت اس مزار شریف کی کر آتے ہیں
اور سُنا گیا ہے۔ کہ ایک مزار شریف آپ کا غزنی میں ہے اور

تین مزار آپ کے اور ہیں۔ سب جگہ سات مزار ہیں واللہ اعلم ؛

اور قصہ تعدد مزارات کا حدیث اور اقوال مشائخ رحمہم اللہ سے کچھ معلوم نہیں۔ لیکن مشہور و مسموع یہ ہے۔ کہ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ ایک جگہ بیٹھے تھے۔ چھ آدمی درویشوں اور مخلصوں سے بھی وہاں آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ایک وقت واردات الٰہی سے آپ پر آیا۔ اور حضرت خواجہ مغلوب ہو گئے۔ اور اُس شوق سے مثل دریا کے جوش میں آئے۔ اور اُس حالت سکر و مستی میں نظر حضرت رض کی اُن درویشوں پر پڑی۔ اور وہ نظر اُن کے احوال میں مؤثر اور کارگر ہو گئی۔ اور اُن ہیئت بھی صورت اصلی سے متغیر ہو گئی۔ اور حلیہ بالکل صورت حضرت خواجہ رض سے مشابہ بلکہ متبدل ہو گئی۔ اس کے بعد کوئی شخص نہ پہچان سکا۔ کہ حضرت خواجہ رض کونسے ہیں۔ جب وہ درویش رخصت ہو گئے۔ اور الگ الگ مقامات مختلف کو چلے گئے۔ تو پھر جس مقام پر اُن میں سے کوئی جاتا تھا۔ لوگ وہاں کے اُن کو ہی خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے۔ اور جس کی اجل آئی اور جہاں مدفون کیا۔ اُسی کو قبرِ حضرت خواجہ رض کی تصور کیا۔ اور حقیقت اس حال کی بادشاہ عالم الغیب جانتا ہے۔ کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن میں سے کون سے تھے۔ اور کہاں وفات پائی۔ اور کہاں مدفون ہوئے۔ واللہ اعلم بالصواب ؛

لیکن سلطان الاولیاء حضرت فتح محمد چیلہ مذکور کے مریدوں

ہیں سے ایک شخص نے چند فوائد جو حضرت موصوف کی زبان مبارک سے سُنے تھے۔ لکھتے ہیں۔ اور اُن میں ہی یہ نقل بھی لکھی ہے۔ کہ حضرت شیخ محمد چیلہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ کہ روضتہ خاصہ حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا یمن میں ہے۔ اور سوائے اُس کے اور بھی چھ جگہ خانقاہ ہیں۔ حضرت کی۔ اور زیارت گاہیں ہیں۔ چنانچہ بندگی حضرت مظہر جمال اللہ معشوق اللہ جلال الدین کبھگہ قدس سرہٗ نے اس روضہ خاصہ پر چالیس چلّے کئے ہیں۔ اور اُن چالیس چلّہ میں چالیس قرنفل سے افطار کیا ہے۔ اور افطار ایک قرنفل سے بھی واسطے سنّت افطار کے تھا۔ ورنہ احتیاج ایک قرنفل کی بھی نہ تھی۔ اور یہ بھی اُنہیں حضرت رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ کہ وُہ پتھر جس سے حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دندان توڑے تھے۔ اب تک اُس روضہ کے دریچہ میں موجود پڑا ہے واللہ اعلم۔ انتہیٰ ؏

زہے عظمت و بزرگی اور کمال غیرت محبوبیت کا ہے۔ جو حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ کے حق میں تھا۔ کہ حیات میں بھی مستور رہے اور بعد ممات کے بھی پنہاں ہوئے۔ اور محشر میں بھی مخفی ہوں گے۔ اور بہشت میں بھی پوشیدہ رہیں گے۔ صدق اللہ تعالیٰ۔ اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری ؕ

سچ ہے۔ کہ فرمایا ہے۔ خدا تعالےٰ نے کہ میرے اولیاء میری قبا کے نیچے ہیں۔ اور اُن کو کوئی نہیں پہچانتا سوا میرے۔ حق کو وہ ایسے عزیز

ہیں۔ اور حق اُن کو ایسا عزیز ہے۔ کہ ایک دُوسرے کو دکھانا اور دیکھنا اور غیروں کا روا نہیں رکھتا۔ کسی نبی مُرسل اور مقرّب کو اسرارِ عارفاں پر بادشاہی نہیں ہے۔ ایسا ہی لکھا ہے۔ تعرف میں۔ تحقیق احوال والجوار اولیاء اور محبُوبان خدا کے قدس اللہ سترہ قیاس عقل اور فکر سے باہر ہیں۔ ایک خلقت اُن کی حقیقت معلوم کرنے میں حیران اور ایک عالم اُن کی کیفیت کے ادراک میں سرگرداں ہے! ارباب دانش اس مقام میں معزول ہیں۔ اور اصحاب بنیش اس معلوم سے مجہول پائے درایت عقلا کا اس میدان میں لنگ ہے۔ اور زبان فطانت اہل زبان کی۔ اس کے بیان میں گنگ۔ اسی مقام سے کہا ہے۔ جس نے یہ کہا۔

بیت

لب بہ بند و دم مزن ایں جائے گفت وگوئی نیست
جائے حیرانی است حیران باش و جائے دم مزن

جاننا چاہیئے۔ کہ تعدد قبور امکنہ کثیرہ میں اور تجلیات اور حصُولِ حاجات ہر مکان سے اور اس قسم کے معاملات کرامات و خوارق عادات اولیاء قدس اللہ اسرارہم سے ہیں۔ اور اس قسم کے امور غریبہ و رموز عجیبہ خوارق و عادات اولیاء اللہ سے قدس اسرارہم بہت جگہ تو وقوع میں آئے ہیں۔ چنانچہ عارف ربّانی مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس میں فرماتے ہیں۔ کہ انواع خوارق عادات بہت ہیں مثل ایجاد معدوم و اعدام موجود و اظہار امر مستورہ و ستر امر ظاہر و استجابت

دُعا و قطع مسافت بعید در مدت قلیل و اطلاع بر امور غیبیہ اور خبردار ہونا۔ اور معلوم کرنا اُن کا۔ اور حاضر ہونا زمان واحد میں بمکانات مختلفہ واحیائے موتےٰ و اماتتہ احیاء و سماع کلام حیوانات و نباتات وجمادات تسبیح وغیرہ سے۔ واحضار شراب بوقت حاجت بے سبب ظاہر و مشی بر آب و سیر در ہوا۔ و تسخیر جانوران وحشی و قوت بدن مثل درخت وغیرہ کے اُکھاڑ ڈالنے کے بڑے سے۔ جیسے کوئی سماع میں پھرتا تھا۔ اور اُس نے اپنا ہاتھ دیوار پر مارا۔ اور وُہ دیوار پارہ پارہ ہو گئی اور بعض اولیاء اللہ سے اگر کسی شخص کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ کہ گر پڑے تو وُہ گر پڑتا تھا۔ اور ٹھوکر مارتے تھے۔ کسی کو اشارہ سے گردن پر۔ پس مارا جاتا تھا۔ وُہ گردن۔

حاصل کلام یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں کو مظہر قدرت کاملہ اپنی کا کرتا ہے۔ وہ عالم میں جس طرح چاہتے ہیں۔ تصرّف کرتے ہیں اور فی الحقیقت وُہ تاثیر و تصرّف ذاتِ حق کا ہے۔ کہ جو اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور وُہ خود درمیان نہیں۔ انتہیٰ ؎

اور بھید اس میں یہ ہے۔ کہ جب بندہ سعادت مند بعد ادائے طاعات وعبادات ظاہر کے۔ اور بعد تصفیہ و تزکیہ باطن اور تہذیب اخلاق نفسانیہ اور خروج اوصاف بشریہ سے مُستغرق فی ذاتِ حق ہو جائے۔ یہاں تک کہ سوائے حق کے اُس کی نظر میں کچھ مشہود نہ رہے ؎

۵

رفت او ز میاں ہمیں خدا ماند خدا
الفقر اذا اتم ہوا اللہ انیست

بس متخلق با خلاق الٰہی اور متصف با صفات الٰہی ہو جاتا ہے پس بقوت تخلق و باستعداد اتصاف قدرت پاتا ہے۔ اور توانائی حاصل کرتا ہے۔ اور مورد اخلاق الٰہی اور مظہر اسماء غیر متناہی باری تعالےٰ کا ہو جاتا ہے۔ اور عالم کون و فساد میں جو کچھ چاہتا ہے۔ کرتا ہے۔ اور متصرّف ہوتا ہے۔ ساتھ جمیع صفات و اسماء سبحانہ تعالیٰ کے مانند تصرّف اُس کی ذات کے۔ اور ایسا ہی تحقیق کیا ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرّہٗ نے شرح اسماء حُسنیٰ میں مسمی ہے مطلب اعلیٰ سے۔ اور حضرت غوث الثقلین سُلطان الخافقین رضی اللہ عنہ وارضاہ فتوح الغیب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے اپنی بعض کتابوں میں۔ کہ اے فرزند آدم۔ میں وُہ خدا ہوں۔ کہ کوئی معبود حق نہیں ہے سوا میرے۔ مَیں جس چیز کو کہتا ہوں۔ کہ ہو جا۔ وُہ چیز ہو جاتی ہے۔ پس فرمانبرداری کر تُو میری۔ تجھ کو بھی اِس صفت کے ساتھ میں مُتصف کر دُوں گا۔ کہ اگر تُو کہے کسی چیز کو ہو جا۔ وُہ ہو جائے۔ تحقیق کر دیا ہے اللہ تعالےٰ نے ایسا بہتیروں کو اپنے انبیاء اور اولیاء اور خواص اپنے کو فرزندانِ آدم سے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ۔ وعلیٰ نبیّنا محمّدٍ وّالہٖ واصحابہٖ

وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین و علی ملٰئکۃ المقربین وعباد اللہ الصٰلحین اجمعین ۞ برحمتک یاارحم الراحمین ۞

خاتمہ کتاب، مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السّامی آخر نفحات میں اولیاء اللہ کی منقبت و مدحت میں یہ ابیات لائے ہیں۔م۔مؤلف ان سطور کا جو پُر نقص و قصور ہے۔ بارادہ تیمن و تبرّک انہیں ابیات کو اِس تالیف کے آخیر میں لگاتا ہے۔ اور وُہ اگلے صفحہ ۲۸۶ پر ہیں ؛

م مؤلف نے اختتام اُس کتاب کا انہیں ابیات پر کیا ہے۔

نظم

جذا قومے کہ دیدِ حق بود دیدار شاں
محو باشد در شہود سرِ غیب اسرار شاں

جملہ در کہفِ فنا از ہستیِ خود خفتہ اند ؛ لیک پندارند خواب آلودگاں بیدار شاں
گرچہ اندازند خورشید جمال خود بکل ؛ مشرق و مغرب گرفتہ پرتوِ انوارِ شاں
از خدا خواہند سرِ ذات خود در ذات او ؛ ایں بود ساعت بساعت سرِ استغفارِ شاں
ریختہ باراں عرفاں از سحابِ مکرمت ؛ شستہ نقشِ حرفِ غیر از صفحۂ پندار شاں
ہر یکے را با خود از سودائے دِل بازارہا ؛ ز آتشِ شوقِ محبت گرمیِ بازار شاں
یکدم از ظرفِ در و دیوار شاں مشنیں کہ ہست ؛ صد کشا کیش از در و صد پشتی از دیوار شاں

کار شاں جز نفیِ ذات و صفت و فعلِ خویش نیست
کہ خدا چہ بود کہ جامی را کنی در کار شاں

اللّٰھمّ انّی اسئلک واتوسّل الیک بخاتم النّبیّین والہٖ واصحابہٖ اجمعین ۵ وبافضل التّابعین وبجمیع المذکورین فی ھٰذا الجمع والتالیف من الاولیاء والصّالحین ۵ ان تجعلنی وسائرا لمسلمین منھم ومعھم وممّن احبّھم واتبعھم فی الحیات وبعد الممات انّک مجیب الدعوات وقاضی الحاجات ورافع الدرجات۔ ولک جمیع التّحمیدات الطّیّبات والتحیّات الزاکیات و ان تصلی علیٰ محمّدٍ خیر البریات و افضل الموجودات صلوٰۃ دائمۃ بعدد المخلوقات واوراق الاشجار والنباتات والحیوانات والجمادات الیٰ یوم القیامۃ بکرمک ورحمتک یا اکرم الاکرمین ویا ارحم الراحمین ۵

نظم

بحمد اللہ کہ چندیں کتایف ❖ بدستم آمد ایں دلکش لطایف
بحمد اللہ کہ ایں دیرینہ مقصود ❖ بفضلِ حق تعالیٰ گشت موجود
بحمد اللہ کہ ایں محبوب شیریں
معلےٰ گشت بعد از ایامِ دیریں

حمد بسیار و سپاس بے شمار خاص اِس خداوند تعالےٰ و تقدس کے واسطے لائق ہے۔ کہ جس کی توفیق سے یہ لطائف اتمام کو پہنچے۔ کہ اِس کتاب نے صورت اختتام کی پکڑی۔ اور حقیقت میں تمام ہونا اِس کا اُس وقت ہے۔ کہ محلیٰ ہو جائے زیور قبول سے۔ اور پہنچ جائے حریم وصول میں۔ اُمید اور سوال مکارم اخلاق مطالعہ کرنے والوں سے یہ ہے۔ کہ جب اِن لطائف کے دیکھنے اور پڑھنے سے اُن کا وقت خوش ہو۔ مؤلف گنہگار کو اپنے اوقات ذوق اور حضور میں گوشہ خاطر سے نہ نکال دیں۔ اور وقت مناجات اور سحور کے دعوات اجابت سمات سے محروم نہ رکھیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اِس تالیف کو محلِ قبولیت پر پہنچا دے۔ اور واسطے مؤلف پریشان روزگار کے وسیلہ کر دے۔ تاکہ بمدد اور اعانت اِس وسیلہ جمیلہ کے حریم محبت و قربت حضرت عالیہ اولیہ کے بندہ بھی رستہ پاوے۔ اور جملہ درویشان خواص اور مقبولان بارگاہ قدسیہ سے ہو جاوے۔ انہٗ تعالیٰ علیٰ ما یشاء قدیر و باجابۃ الدعاء جدیر۔

شیخ طریقت خواجہ فریدالدین عطار قدس سرہٗ دیباچہ تذکرۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں۔ کہ امام یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا۔ کہ جب زمانہ گزر جائے۔ اور یہ جماعت اِس

جہان سے پردہ کر جائے۔ ہم لوگ کیا کریں۔ کہ کچھ عرصہ سلامت رہ سکیں۔ فرمایا۔ ہر روز آٹھ ورق اِن لوگوں کے کلمات کے پڑھا کرو۔ اور بعینہٖ یہی حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے اپنے مکتوبات شریف میں لکھا ہے۔ اور مولانا محمود قاری نے جلوۃ الذاکرین میں فرمایا ہے۔ کہ جو شخص مطالعہ کرے۔ اِس قوم کی کتابوں کا۔ بروئے اعتقاد۔ یا سُنے جو کچھ کہ اِن کتابوں میں لکھا ہے۔ اور سُنتا ہے کلام اولیاء اللہ کا۔ و محبت رکھے۔ اِن لوگوں کے ساتھ۔ پس اُنہیں میں سے ہو جاتا ہے۔ پس محبّان و درویشان سلسلہ عالیہ اویسیہ بلکہ تمام سالکان و طالبان سلوک کو اہم اور منتظم ہے کہ اِن لطائف کو اپنا رفیق بنائیں۔ اور ہر روز اگر زیادہ نہ ہو سکے۔ تو کم سے کم ایک دو ورق براہِ عقیدت و خلوص محبت اپنا ورد کریں۔ اور احوال و اطوار حضرت خواجہ کونین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے تحمّل جفا۔ اور بلیّات و ترک راحات اور چھوڑنے لذّت اور دُور رہنے کے دُنیا سے۔ اور نفور ہونے کے اہلِ

دُنیا سے۔ اور دیگر حالات معلوم ہوں، تاکہ دِل اُن کا
ریاضت اور مجاہدہ میں قوّت پکڑے۔ اور طلب رغبت
اِس راہ کی اُن کے دِل میں زیادہ ہو۔ اور جو کچھ اُن کی
استعداد بالقوۃ ہے۔ وہ بالفعل معلوم و مشہود ہو۔
اور داعیہ عمل کا قوی ہو جائے۔ اور علاقہ محبّت و
یقین جو ملابست علائق و عوایق سے کہنہ و افسردہ
ہو گیا ہو۔ تازگی اور مضبوطی پاوے۔ اور عقدِ قربت و
معیّت جو باعث ہوا ہائے مخالِف کے سُست
اور ڈھیلی ہو گئی ہو۔ محکم و قوی ہو جائے۔ اور بحکم
المرء مع من احبّ ؕ
بمرتبہ اتحاد و یگانگت پہنچ جائے۔ اور جوارِ
قربت میں لمعاتِ آفتاب نورٌ علیٰ نور سے روشنی
حاصل کرے۔ اور تجلّیاتِ فیضِ حضوری سے حصّہ پائے؛
فھو المطلوب انہٗ علیٰ والمقصود الاسنیٰ ؕ الحمد
والثناء لولیّہ علی الاتمام والصّلوٰۃ و
السّلام علیٰ نبیّہٖ محمّد خیر الانام
وعلیٰ آلہٖ واصحابہ البراۃ الکرام

فی السنن والشهود لا اله الا الله واللیالی
والایام الی یوم القیامة ؕ
محمد رسول الله صلی
الله علیه و
اله وسلم ؕ

تمت

اللهم اغفر لکاتبه ولمن سعی فیه ولوالدیهم
اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ؕ
کتبه صادق کیلانی

(قطعہ)

تاریخ طبع کتاب حالات مبارک حضرت خواجہ بو عمر اویس قرنی رضی اللہ عنہ
از خاکپائے حضرات نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ الراجی الی رحمتہ القوی برکت علی
خادم
مدرسہ رحیمیہ مسجد نیلہ گنبد انارکلی لاہور

از فضل رب اکرم حالات بو عمر را ٭ در خاطر کلیم بود ہمچو رب ازلی
آخر ز فیض قدسی با فضل رب اکبر ٭ مطبوع شد چہ عمدہ حالات اویس قرنی
۱۳۶۷ھ
تاریخ سال طبعش از قلب جلال قدسی ٭ گفتا بمن بگوئی فیض اویس قرنی
۱۳۶۸ھ

کتبہ:- صادق کیلانی
ضلع گوجرانوالہ!

سلسلہ عالیہ اُویسیہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

رَبّنا غفر لنا جناب کبریا کیواسطے
عافِنا ذاتِ محمد مصطفیٰؐ کیواسطے
بخش عشقِ کی طفیلِ خواجہ اُویس رح
نفسُ الرحمان قطبِ حق فرد اخفیا کیواسطے
کر ہدایت یا دیا مجھکو صراط المستقیم
خواجہ عبد الخالق نُور الہدیٰ کیواسطے
دین محکم کر طفیلِ پیر محکم دین شہید
حاجی الحرمین امام الاتقیاء کیواسطے

حضرتِ سُلطانِ بالا دین اہلِ وجد ذوق
پیشوائے عاشقانِ باصفا کے واسطے
مُرشد خواجہ شہابُ الدّین محبُوبِ اللہ
رونقِ مسندِ اویسی مقتدار کے واسطے
پیر پیران شاہِ میراں خواجہ غلامِ حسنؒ
مخزنِ الاسرارِ علمِ الہُدیٰ کے واسطے
واقفِ سرِّ نہانی عالمِ علمِ خُدا
شیخ ابراہیم شاہِ سرا کے واسطے
بخشِ عشقِ مُصطفٰےؐ داتو ہے بخشنہار
سائیں فقیراللہ اویسی بقا باللہ کے واسطے

تمّت

بالخیرہ

اللّٰھم اغفر لکاتبہٖ ولمن سعیٰ فیہ ولوالدیھم اجمعین

(کتبہٗ صادق)